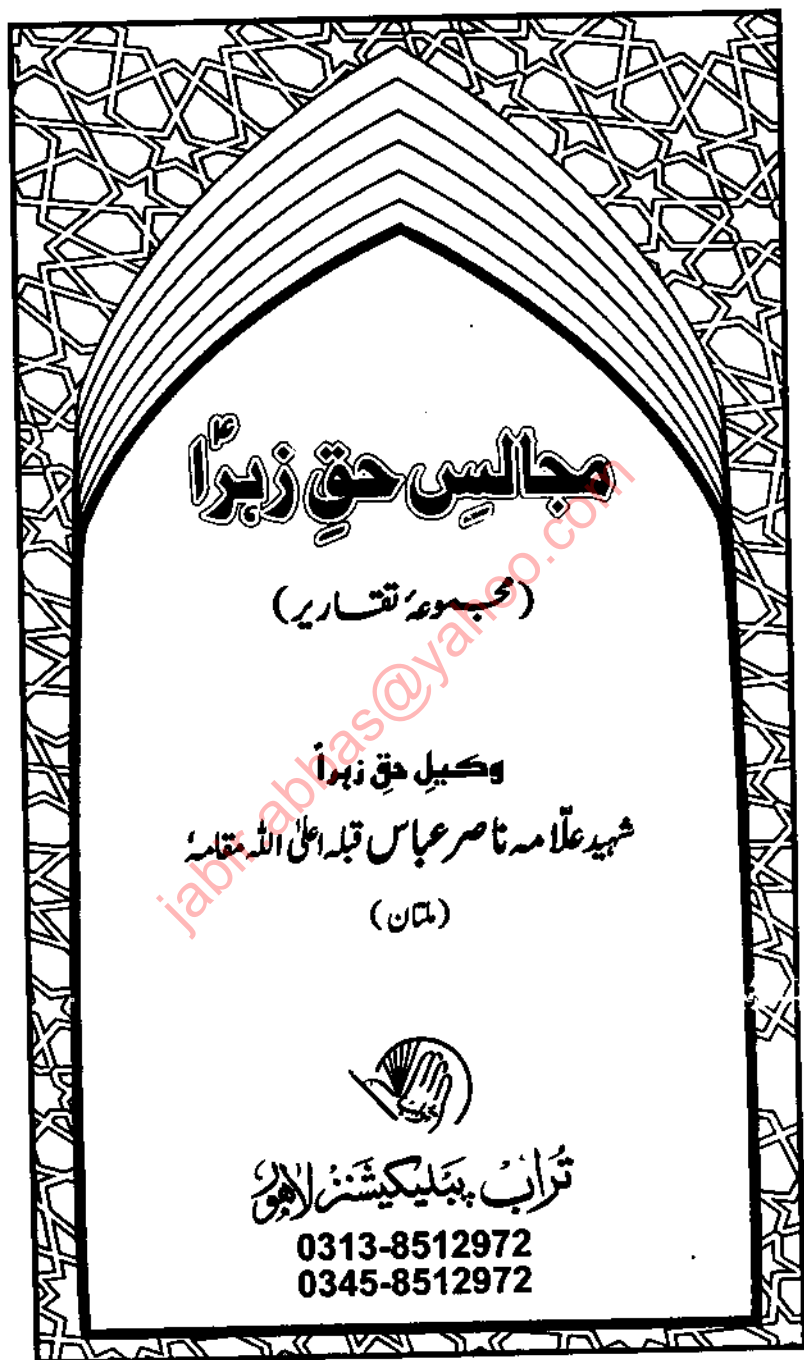




نوٹ: اہتمام سورہ قاتلہ برائے بانی ادارہ تراب پبلی کیشنز شہید ولایت علامہ ناصر عباس ملتان

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : مجالس حق زہرا
تقریر : وکیل حق زہرا شہید علامہ ناصر عباس آف ملتان
پیشکش : حسین اقبال خان
اشاعت : اگست 2014ء
تعداد : 1100
قیمت : 200/- روپے



تراب پبلی کیشنز لاہور

فون: 0345-8512972 0313-8512972
ای میل: molai512@gmail.com
www.facebook.com/turabpublishers

نوح

قبر میں احمد مرسل کو ستایا کس نے؟
فاطمہ زہرا کو دربار بلایا کس نے؟
کون اب قبر محمدؐ پہ جلّائے گا چراغ؟
دیپ درگاہ محمدؐ کا بجھایا کس نے؟
جس نے بخشا ہے شریعت کو سلیقہ حیات
اُس کو دربار کا ماحول دکھایا کس نے؟
نام نہ لینے سے چھپ جائے گی تاریخ بھلا
جلتے دروازے کو زہراؑ پہ گرایا کس نے؟
ہاتھ میں لے کے چلیں فاطمہؑ تحریر نبیؐ
چاک کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کس نے؟

جس کے دروازے پہ جھکتے ہیں ملائک آکے
اس کی گستاخی کا منصوبہ بنایا کس نے؟
آئے حسین و علیٰ حق کی گواہی کے لیے
حق بجانب تھے تو خاموش کرایا کس نے؟
المیہ باغ فدک بعد محمدؐ کے ہوا
زہر خاتونؑ کے باباؑ کو پلایا کس نے؟
جس کی نعلین کے صدقے سے فہم ہو حاصل
اُس پہ ہڈیاں کی تہمت کو لگایا کس نے؟
پوچھ فیاض فقط اتنا ستم گر سے سوال
آل احمدؑ پہ ستم ڈھانا سکھایا کس نے؟

ترتیب

6	 لمحہ فکر یہ
13	 پہلی مجلس
28	 دوسری مجلس
40	 تیسری مجلس
62	 چوتھی مجلس
77	 پانچویں مجلس
86	 چھٹی مجلس
95	 ساتویں مجلس
102	 آٹھویں مجلس
109	 نویں مجلس
123	 خطبہ فدک



لمحہ فکر یہ

شہزادی کونین حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی صداقت پر قرآن گواہ ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَ
أَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى
الْكَاذِبِينَ ○ (سورہ آل عمران: آیت ۶۰)

”پھر اے محبوب! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد
اس کے کہ تمہیں علم آپکا تو ان سے فرما دو: آؤ! ہم بلائیں اپنے
بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی
جانیں اور تمہاری جانیں۔ پھر مہابہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی
لعنت ڈالیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان، امام احمد رضا خان بریلوی)

معزز ناظرین!

امام اہل سنت والماعت امام احمد رضا خان بریلوی اس آیت کی تفسیر میں

کنز الایمان فی ترجمہ القرآن، ص ۱۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

شان نزول نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا
اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے: آپ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے

بندے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اس کے بندے اور اس کے رسولؐ اور اس کے کلمے ہیں جو کنواری بتولِ عذراء (حضرت مریم علیہا السلام) کی طرف القاء کیے گئے۔

نصاری یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے: اے محمدؐ! کیا آپؐ نے کبھی بے باپ کے کسی انسان کو دیکھا ہے؟

اس سے ان (نصاری) کا مطلب یہ تھا کہ وہ (حضرت عیسیٰؑ) خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ)۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ صرف بغیر باپ کے ہوئے اور حضرت آدمؑ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تو جب تم انھیں اللہ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو پھر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟

جب حضرت رسول کریم ﷺ نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مہبلہ کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے: ہم غور اور مشورہ کر لیں تو پھر کل آپ کو جواب دیں گے۔

جب وہ (نصاری) جمع ہوئے تو انھوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحبِ رائے شخص ”عاقب“ سے کہا: اے عبدالمسیح! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس نے کہا: اے جماعتِ نصاریٰ! تم پہچان چکے ہو کہ محمدؐ نبی مرسلؐ تو ضرور ہیں۔ اگر تم نے ان سے مہبلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انھیں چھوڑ دو اور اپنے گھر کو لوٹ چلو۔

یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس

میں حاضر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ حضور اکرمؐ کی گود میں تو امام حسینؑ ہیں اور دستِ مبارک میں امام حسنؑ کا ہاتھ ہے اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ اور حضرت علیؑ حضورؐ کے پیچھے ہیں۔ اور حضورؐ ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعتِ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹانے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔ لہذا ان حضرات سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

یہ سن کر نصاریٰ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخر کار انھوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! نجران والوں پر عذابِ قریب آئی چکا تھا، اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیے جاتے اور جنگلِ آگ سے بھوک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے۔ اور ایک سال کے عرصہ میں تمام کے تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ (کنز الایمان فی ترجمہ القرآن، تفسیر سورۃ آل عمران، آیت ۶۱، حوالہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶، امام احمد رضا خان بریلوی)

دعوتِ فکر!

① آیتِ مباہلہ بختِ پاک ﷺ کی پاکیزگی اور صداقت کی واضح اور محکم دلیل ہے۔

② حضرت فاطمہ الزہراءؑ علیہا السلام اس آیت میں صدیقہ الکبریٰ کی حیثیت سے شامل ہیں۔

آیت مہبلہ کے مطابق شہزادی کو نین رسول خدا کی اکلوتی بیٹی ہیں اگر سرکار رسالت مآب کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی مہبلہ میں شامل ہوتی۔

صدیقہ الکبریٰ حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام بعد از حضرت رسول خدا اپنا حق لینے کے لیے مسلمانوں کے دربار میں اکیلے گئیں۔ اگر حضرت رسول اسلام کی کوئی اور حقیقی بیٹی ہوتی تو وہ بھی اپنا حق لینے کے لیے دربار میں ضرور پیش ہوتی۔ تاریخ انسانیت میں سوائے بی بی زہراء علیہا السلام کے کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو جھٹلانے والوں نے نہ صرف یہ کہ بی بی صدیقہ الکبریٰ کو جھٹلایا بلکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید اور حضرت رسول خدا کو بھی جھٹلایا۔

مخدومہ کو نین حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو شہید کرنے والوں نے اکیلے سینہء عالمین کو شہید نہیں کیا بلکہ انھوں نے بی بی تن پاک اور آیت مہبلہ کو بھی شہید کیا۔

لکھا ہے میں نے جو قصیدہ نہیں ہے کوئی کمال میرا
یہ سب کرم ہے تیری نظر کا قلم تھا ورنہ نڈھال میرا

دُر پیغمبر پر دے کے دستک پلٹ پڑا پھر خیال میرا
زمانے بھر کے مؤرخوں سے ہے احتجاجاً سوال میرا

بتاؤ امت کا قلم اپنے نبی کی بیٹی کے ساتھ کیوں ہے؟
بتاؤ اب تک جناب زہرا کا ایک پہلو پہ ہاتھ کیوں ہے؟

حضرت فاطمہ زہراؑ کا دشمن اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کا دشمن ہے

سعید بن مسیب نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ اُن کا بیان ہے: ایک دن حضرت رسول خدا ﷺ تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپؐ کے پاس حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام بھی موجود تھے۔ آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ توحید میں عرض کیا:

”پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ یہی میرے اہل بیت ہیں اور میرے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ مکرم اور عزیز ہیں۔ پس تو دوست رکھ اُسے جو ان کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو ان سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اُس کی جو ان کی مدد کے اور ان سے ہر قسم کی نجاست و گندگی کو دور رکھ۔ ان کو ہر گناہ سے معصوم قرار دے اور ان کی مدد فرما بذریعہ روح القدس۔“

اس کے بعد آپؐ حضرت علیؑ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ! تم میری اُمت کے امام ہو اور میرے بعد تم میرے خلیفہ و جانشین ہو، راہِ جنت میں مومنین کے قائد و رہنما ہو۔ گویا! میں اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ محشر کے دن ثور کے ناقہ پر سوار ہو کر آئی ہیں۔ اس کے داہنی جانب ستر ہزار فرشتے، بائیں جانب ستر ہزار فرشتے، آگے ستر ہزار فرشتے اور پیچھے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ وہ میری اُمت کی مومنہ عورتوں کی جنت کی طرف قیادت کر رہی ہیں۔

پس! جو عورت دن رات میں پانچ وقت کی نماز پڑھے گی، ماہِ رمضان میں روزے رکھے گی، حج بیت اللہ الحرام کرے گی، اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے گی، اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولایت و امامت کا اقرار کرے گی، وہ میری فاطمی شفاعت کے ذریعے سے داخل جنت ہوگی (کیوں کہ)

فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ صفت تو حضرت مریم بنت عمرانؑ کی ہے۔ میری بیٹی
فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں خواہ وہ اولین میں سے ہوں یا آخرین
میں سے۔

جب یہ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار مقرب فرشتے آکر
اسے سلام کرتے ہیں اور اسے اُن ہی الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ سے
جنابِ مریمؑ کو خطاب کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں:

يَا فَاطِمَةُ! إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْلَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ

الْعَالَمِينَ ○ (سورۃ آل عمران: آیت ۴۲)

”اے فاطمہ! اللہ نے تمہیں منتخب کیا اور ہر بُرائی سے پاک رکھا
اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمہیں فضیلت دی۔“

اس کے بعد آپؐ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:
”فاطمہؑ میری پارہٴ جگر ہے، میری نورِ نظر ہے، میری میوۂ دل
ہے۔ جس نے اس کو رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا۔ جس
نے اس کو خوش رکھا اُس نے مجھے خوش رکھا۔ یہ میرے اہل بیتؑ
میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ لہذا میرے بعد اس کا بہت
خیال رکھنا اور حسن و حسینؑ میرے فرزند ہیں جو میرے شجرِ زندگی
کے دو پھول ہیں: یہ دونوں جو انانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔
ان دونوں کا اتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان
رکھتے ہو۔“

پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور فرمایا:
 ”پروردگارا تو گواہ رہنا کہ میں اُس شخص سے محبت کرتا ہوں جو
 اِن (میرے اہل بیتؑ) سے محبت کرتا ہے اور میں اُس کو دشمن
 رکھتا ہوں جو اِن سے دشمنی رکھتا ہے۔ میری صلح اُس سے ہے جو
 اِن سے صلح رکھتا ہے۔ میری جنگ ہے اُس سے جو اِن سے جنگ
 کرتا ہے۔ میری عداوت ہے اُس سے جو اِن سے عداوت رکھتا
 ہے۔ میری دوستی ہے اُس سے جو اِن سے دوستی رکھتا ہے۔
 (بحار الانوار، ج ۳، ص ۳۳ تا ۳۵)

□□□

پہلی مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ (سورة احزاب: آیت ۳۳)

”اے پیغمبر کے اہل بیت! خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ آپ کو
(ہر طرح کے) رجس سے دُور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا
حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لَعَنَتُ اللَّهُ عَلَى الْكَذِبِيِّن ○

معزز سامعین گرامی!

مل کر صلوٰۃ پڑھ لیں۔

امام علیؑ کی حدیث ہے۔ امام پنجمؑ کا فرمانِ ذیشان ہے۔ سچی ماں کے سچے

بیٹے نے ارشاد فرمایا:

”اگر کوئی بندہ محمدؐ و اہل بیتؑ محمدؐ پر درود بھیجے اور درود بھیجنے کے بعد

چار سو سال تک چپ رہے۔ چار سو سال کے بعد دوبارہ درود

پڑھے تو فرشتے اُسے کہتے ہیں: اے بندہ خدا! ابھی تو پچھلے درود کا

ثواب ہم لکھ رہے تھے۔“

سامعین گرامی قدر!

ایک بار مل کر باوازی بلند صلوٰۃ پڑھو محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

خداوند عالم شہزادی کو نین ﷺ کی عزت و عظمت کے صدقے میں اس عظیم الشان ذکر اہل بیتؑ کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ شوکت صاحب کے درجات، آئمہ معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں خدا بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو ہمیشہ آباد و شاد رکھے اور اس عظیم ترین عبادت کا انھیں دنیا و آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے۔ قبلہ عاشق صاحب اور عکس حماد اہل بیتؑ قبلہ عقل نقوی صاحب، قبلہ اختر بخاری، جتنے عزا دارانِ امام مظلومؑ اس عظیم اجتماع میں تشریف فرما ہیں آپ سب کی اجازت سے دو فقرے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میرے چوتھے امام علیؑ نے فرمایا: ہر بندے کے کندھوں پر ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ دو کندھے ہیں اور دو فرشتے ہیں ہر بندے کے ساتھ۔ انھیں شریعت کی زبان میں کرامات تبیین کہا جاتا ہے یعنی ”خدا کی طرف سے مقرر کردہ کاتب“۔ ایک کا کام ہے نیکیاں لکھنا اور دوسرے کا کام ہے گناہ لکھنا اور اگر کوئی بندہ ذرا سی بھی نیکی کرے تو پہلا فرشتہ لکھ لیتا ہے اور اگر ذرے کے برابر بھی کوئی گناہ کرے تو اُس کو دوسرا فرشتہ لکھ لیتا ہے لیکن جب ایک مصروف ہوتا ہے تو دوسرا فارغ ہوتا ہے۔ بڑی سادہ سی بات ہے کہ جب بندہ نیکی میں مشغول ہو تو گناہ والا فرشتہ کچھ بھی نہیں لکھتا۔ وہ آرام سے فارغ بیٹھا رہتا ہے اور جب یہ لکھنے میں مصروف ہو تو دوسرا فارغ بیٹھا رہتا ہے۔

فقرہ عرض کرنے لگا ہوں۔ کوئی منت نہیں، کوئی خوشامد نہیں۔ جس کا عقیدہ اس کے دل میں ہوگا، اُس کی زبان بولے گی۔ جس کی زبان نہ بولی مجھے اُس سے کوئی اختلاف نہیں۔ عقیدے میں تو زبردستی خدا نے پیدا ہی نہیں کی۔ عقیدہ باہر سے اندر نہیں آتا بلکہ اندر سے باہر آتا ہے۔

امام علیؑ نے فرمایا: ایک مصروف ہو تو دوسرا فارغ ہوتا ہے۔ ایک فارغ ہو تو

دوسرا معروف ہوتا ہے۔

امام علیؑ نے فرمایا: اے مفضل! تمہیں ایسا عمل بتاؤں جس کے کرنے سے یہ دونوں معروف ہو جاتے ہیں۔
عرض کیا: مولاً! فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہراؑ کے دشمنوں پر لعنت کیا کر۔ جب تو یہ عمل کرے گا تو ایک فرشتہ نیکیاں لکھنے لگ جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ گناہ مٹانے لگ جاتا ہے۔

سلامت رہو آباد و شاد رہو، آل محمدؑ آپ سب کو آباد و شاد رکھیں۔
خدا ان اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو مقدمہ جناب زہراؑ میں گواہی کے طور پر شمار کرے۔ حمایت جناب بتولؑ میں ہاتھ اٹھتا ہی اسی کا ہے جس پر خدا راضی ہو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی حمایت کرتا ہی وہی ہے جو کسی جھوٹے کا ماننے والا نہ ہو۔ جو کسی کاذب و نجس کی محبت اپنے دل میں نہ رکھتا ہو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی حمایت میں ہاتھ اُسی کا اٹھتا ہے جس پر خدا راضی ہو۔ ہاتھ اُسی کا اٹھتا ہے جسے خیرات علیؑ دے رہا ہو۔

جس پر جناب بتولؑ راضی نہ ہوں اُس کے تو نماز میں بھی ہاتھ نہیں کھلتے۔
مجلس میں کیسے کھلیں گے۔ (نعرہ حیدری)
ہر معاملے میں سمجھوتہ ممکن ہے لیکن حق زہراؑ میں نہیں۔ جو جناب بتولؑ کے حق کے بارے میں خاموش رہے وہ منافق ہے۔

حضرت علیؑ کی ولایت کی پہلی وکیل ہے جناب زہراؑ۔ اس لیے سامعین گرامی! جو اس کو جھٹلائے اُس سے بڑا جھوٹا اس کائنات میں کوئی نہیں ہے۔ بندوں نے پہلے سے خطاب بنائے ہوئے ہیں جن کا دُور کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ساری

ذمہ داری پڑھنے والے کی ہوتی ہے۔ آپ ذمہ دار نہیں۔ وزیر بڑا ہوتا ہے کہ وزیر اعظم۔ بڑا مشکل سوال ہے اللہ رحم کرے۔

میرا پورے مجمع سے سوال ہے وزیر بڑا ہوتا ہے یا وزیر اعظم؟ صدیق بڑا ہوتا ہے یا صدیق اکبر؟ میں نے سوال کیا ہے کہ صدیق بڑا ہوتا ہے یا صدیق اکبر؟ صدیق اکبر بڑا ہوتا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا (سورہ مریم: آیت ۴۱)

”اور قرآن میں ابراہیمؑ کا بھی تذکرہ کرو اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابراہیمؑ صدیق ہے۔

صدیق اکبر وہ ہوگا جو ابراہیمؑ سے بھی افضل ہو۔ صدیق اکبر وہ ہوگا جو صدیق سے بھی افضل ہو۔ حضرت ابراہیمؑ معصوم ہیں کوئی غیر معصوم حضرت ابراہیمؑ سے افضل کیسے؟ حضرت ابراہیمؑ بت توڑنے والے ہیں۔

۴۰ سال تک کنکر کو ٹھکرمانے والا ابراہیمؑ سے افضل کیسے؟ (نعرہ حیدری)

ساری دنیا کچی ہو سکتی ہے وہ سچا نہیں ہو سکتا جو مخدومہ کونین کو جھٹلائے، جس کی صداقت کی گواہی آیہ تطہیر دے رہی ہے۔ بندوں کی ضد ہے، وہ کہتے ہیں: جی! شیعہ بڑی لعنتیں کرتے ہیں۔

بھی لعنت کرنا تو شیعوں کا کام ہے۔ اگر لعنت کرنے والا شیعہ ہوتا ہے تو قرآن میں اللہ نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ (نعرہ حیدری)

بولے گا وہی جس کی آواز علیؑ کو اچھی محسوس ہوتی ہو۔ امام زمانؑ آپ کو سلامت رکھیں۔ جناب سیدہ تمیمین آباد رکھیں۔ ہم مجلسیں کرواتے ہیں، لوگ ہمیں

شیعہ کہتے ہیں۔ آج یہ مرکزی روڈ ہے، ملتان روڈ ہے۔ پوری دنیا یہاں سے گزرتی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ یہاں سے گزرتے ہوں گے، وہ ٹینٹ لگے ہوئے دیکھتے ہوں گے تو کہتے ہوں گے کہ یہ شیعہ ہیں کیونکہ جو آل محمدؐ کے لیے ٹینٹ لگائے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ جو آل محمدؐ کے لیے سبیلیں لگائے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ جو آل محمدؐ کے لیے دریاں بچھائے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہے۔ جو آل محمدؐ کے فضائل پڑھے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ تو مجھے کائنات کے سب سے پہلے شیعہ کا بتا چل گیا کہ کائنات میں پہلا شیعہ وہی ہے جو کہہ رہا تھا:

اِنِّیْ مَا خَلَقْتُ سَآءَ مَبْنِیَّۃٍ وَلَا اَرْضًا مَّدْحِیَّۃٍ وَلَا قَمَرًا
مُنِیْرًا وَلَا شَیْئًا مُّضِیْئًا

”میں آسمانوں کی قاتیں ان کے لیے لگاتا ہوں، زمین کی دریاں
ان کے لیے بچھاتا ہوں، سمندر کی سبیلیں ان کے لیے لگاتا
ہوں۔“ (نعرہ حیدری)

حدیث پڑھنے لگا ہوں۔ جہاں جہاں تک حضرات تشریف فرما ہیں پوری ذمہ داری ہے، جہاں جہاں تک میری آواز جارہی ہے۔ جس بندے کو شک ہو، جس کی طبیعت میں گرمی ہو۔ اللہ کے پاک قرآن کی قسم، محمدؐ کی نبوت کی قسم! علیؑ کی ولایت کی قسم! جناب زہراؑ کی عصمت کی قسم! حسنینؑ کی عزت و عصمت کی قسم! بارہ امامؑ، چودہ معصومؑ کی قسم! منبر پر آکر اتنے بڑے مجمع میں، اتنے بڑے لاؤڈ اسپیکر پر، معبر رسولؐ پر مجلس عزاء میں قسمیں اس لیے کھائی ہیں کہ یقین رکھنے والے یقین رکھیں اور جس بے ایمان کو ان قسموں پر یقین نہ آئے تو اللہ اُس کو کبھی یقین نہ دلائے۔ نہ اُس کے لیے میں نے قسمیں کھائی ہیں۔ حلالیوں موالیوں کے لیے کھائی ہیں کہ

زہرا کے حق کی قسم! علم عباسؑ کی قسم! میرے چوتھے امام علیؑ نے فرمایا:
 ”یہ فرشتے انسانوں کے گناہ لکھنے پر مامور ہیں لیکن جو بندہ صبح کے وقت
 حضرت فاطمہ زہراؑ کے دشمنوں پر لعنت بھیج دے اللہ اس فرشتے کو وحی کرتا ہے
 کہ اس نے بتولؑ کے دشمن پر لعنت کی ہے اگر یہ آج کوئی بھی گناہ کرے تو نہ
 لکھنا۔“ (نعرۂ حیدری)

ساری زندگی چاہے جتنی تھکاوٹ ہو، جتنی سستی ہو، چند کاموں میں ذرا سستی
 نہ کرنا۔ ایک علیؑ بادشاہ کا نام لینے میں اور دوسرا جناب بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت
 بھیجنے میں۔

اس میں نہ سوچنے والی بات ہے، نہ اس میں خاموش رہنے والی بات ہے۔
 جس جس بندے کے پاس غیرت ہے اُس کے پاس مولا علیؑ کی ولایت بھی ہوگی،
 عصمتِ سادات بھی ہوگی، حسینؑ کی عزاداری بھی ہوگی۔ ایک قسم میں نے کھائی ہے
 دوسری میرے بھائی جناب عقیلؑ بھی تشریف فرما ہیں۔ قبلہ عاشق شاہ جی! جتنے
 ذاکرینِ عظام بیٹھے ہیں میں اللہ کا قرآن سر پر رکھ کر حدیث پڑھنے لگا ہوں۔ جس
 جس جگہ تک میری آواز جارہی ہے پندرہ سال بعد حضرت امام حسینؑ کی ماں نے
 مجھے اکلوتا بیٹا دیا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی قسم کھا کر منبر پر پڑھ رہا ہوں۔ رسولِ خدا
 نے فرمایا:

”اے علیؑ! اگر کسی بندے کے پاس ستر نبیوں کے اعمال ہوں اور وہ اپنی
 بخشش کے لیے ستر نبیوں کے اعمال پیش کرے اور اس کے دل میں رائی کے برابر
 بھی تیرا بغض ہو تو وہ جنت میں نہ جائے گا۔“ (نعرۂ حیدری)

ابھی ابھی بندوں میں کئی بندے سستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو میں یہ حدیث

پڑھتا ہوں۔

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جس میں کم از کم تین دن دنیا سے رابطہ توڑ کر خدا کے گھر میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ تین دن اعتکاف کے بدلے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ”دو عمرے اور ایک حج کا ثواب ہوتا ہے۔“

چادریز ہرما کی قسم کھا کر ایک فقرہ کہتا ہوں!
امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ یا علیؑ کہنا چھ مہینے کے اعتکاف سے افضل ہے۔ (نعرۂ حیدری)

ہمارے علاوہ کسی کا عہر ہے ہی نہیں جس کا نام چار بندوں میں لیا جاسکے۔
۳۹ دن مرحب کہتا رہا تھا: ”میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا۔“

۳۹ دنوں میں کوئی ایک جوان تو دکھا دو جس نے مرحب سے کہا ہو کہ میری ماں نے میرا نام.....

مجمع عام میں شریف ماؤں کے نام لیے جاسکتے ہیں وہ کس منہ سے جا کر نام لیتے۔

شیر بدر نے جا کر چالیسویں دن نام لیا:

اَنَا الَّذِي سَبْتَنِي اُمِّي حَيْدَرًا

”میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔“

میری ماں نے میرا نام حیدر..... میں بڑا سوچتا تھا کہ ہر جنگ میں جانے والے کسی جنگ میں جا کر اپنا رجز تو پڑھتے، کسی جنگ میں جا کر بتاتے تو سہی، کسی جنگ میں جا کر لڑتے تو سہی، کسی جنگ میں آخر لڑے کیوں نہیں۔ اس کی ۵۰، ۴۰ وجہیں ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو سیاست دان ہو وہ لڑتا کم ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس نے ووٹ لینے ہوں وہ کسی کے گلے نہیں پڑتا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جن بے چاروں نے مجرموں کے کہنے پر کلمہ پڑھا ہو کہ ایک نئی آئے گا اُس کے

پیچھے پڑ جانا تجھے تخت مل جائے گا۔ ان بے چاروں نے کسی کے ساتھ جا کر لڑنا کیا تھا۔ انھوں نے زخمی نہیں ہونا تھا۔ اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہر جنگ میں حضرت علیؑ نے فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّنِي أَبِي حَيْدَرَهُ
اور ہر جنگ میں فرمایا:

انا علی ابن ابی طالب، انا علی ابن ابی طالب
مجھے پتا چل گیا کہ یہ لڑے کیوں نہیں۔ عربوں کا طریقہ تھا کہ لڑنے سے پہلے ولدیت بتانی پڑتی تھی۔ (نعرہ حیدری)
لڑنے سے پہلے ولدیت بتانا ضروری تھی۔ یہ مشکل کون حل کرے جو نام نادرا والوں کو بھی پتا نہ چل سکے۔ یہ فقرہ اگر میں اپنی طرف سے کہوں تو یہ جہالت ہے۔

حیدر کزار نے تدفینِ مصطفیٰ کی۔ اگر ان سے کہو کہ تمہارے بزرگ جنازے میں نہیں آئے تھے تو تڑپ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: جی! نبیؐ کا جنازہ تو ہوتا ہی نہیں ہے۔

میں نے کہا: جنازہ نہیں ہوتا قبر تو ہوتی ہے نا۔ تو مٹی ڈالنے والوں میں دکھادیں۔ (نعرہ حیدری)

اس لیے مسلمانوں کے سب سے بڑے بزرگ کی بیٹی اسی بزرگ نے آخری وقت پوچھا حضورؐ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا۔

کچھ دار ہو، مردانہ مسئلے بیٹیوں سے کیوں پوچھتے ہو۔ قرآن مجید کی عزت کی قسم! زندگی کا کوئی پتا نہیں، منافقت سے پڑھا نہیں جاسکتا۔ منافقت سے ہر کوئی پڑھے تو ان چھوٹے بچوں کو حق بتائے گا کون؟

علیؑ والوں کو کافر کہنے والو! مرید تم اُسی کے ہو جو محمدؐ کو قتل کرنے جا رہا تھا۔
 لات منات کی محبت میں کلمہ پڑھ کر تو تلوار کبھی اٹھائی نہیں۔ ہاشمی سردار کو قتل
 کرنے جا رہا ہے۔ راستے میں ایک دکاندار نے جوش میں دیکھا تو پریشان ہو گیا۔
 اُس نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

کہنے لگے: محمدؐ کو قتل کرنے جا رہے ہیں۔

عربوں میں طعنہ دینے کی عادت بہت پرانی تھی۔ اُس نے کہا: کیوں؟

اُس نے کہا: میرے خداؤں کو برا کہتا ہے۔

اُس نے کہا: پہلے گھر تو پتا کر، تیری باجی مسلمان ہو گئی ہے۔

حضرت علیؑ نے ہر جنگ میں کہا: میں ابوطالبؓ کا بیٹا ہوں۔ اگر ابوطالبؓ
 مومن نہیں تھا تو کوئی کافر بھی تو علیؑ کو طعنہ دیتا کہ تیرا باپ بھی تو میرے مذہب پر تھا۔
 کوئی تو جا کر طعنہ دیتا۔

گھر تشریف لے آئے۔ غیرت مندی اور بہادری کا مشترکہ مظاہرہ۔ قرآن
 پڑھتی بہن کو مارا، بہنوئی کو بھی مارا۔ وہ بھی بڑے شریف لوگ تھے۔ انھوں نے
 قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ دل موم ہونا شروع ہو گئے۔ سوال میرا ایک ہے ہر
 پڑھے لکھے عقل مند بندے سے۔

شاہ جی! جہاں جہاں تک میری آواز جا رہی ہے۔ ملک آفتاب صاحب جی!
 ہر عزا دار کی نسبت سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہی قرآن سات سال تک
 مصطفیٰ پڑھتا رہا دل موم نہیں ہوا۔

کیا ایمان تھا؟ جب تک ہمیشہ نے نہیں پڑھا تب تک دل نرم ہوا ہی نہیں۔
 اور وہاں یہ حالت ہے کہ رسولؐ خدا کا جنازہ۔

بندے کہتے ہیں کہ بھئی یہ واجب نہیں تھا۔ واجب نہیں تھا، اگر نہیں پڑھا تو

کیا ہوا؟

مانو تو سہی، غسل دینے والوں میں دکھادیں، کفن دینے والوں میں دکھادیں، قبر پر مٹی ڈالنے والوں میں دکھادیں۔ جب سے انٹرنیٹ آیا ہے بڑی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پہلے بندے کہتے تھے کہ جی کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

انٹرنیٹ پر تلاش کرو۔ جی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ، اُس کا نام تھا سر ظفر اللہ خاں، آبائی شہر اُس کا ڈسکہ تھا۔ رہنے والا سیالکوٹ کا تھا۔ یہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا۔ مرزئی اس کا مذہب تھا، اس نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی کے جنازے میں شرکت نہیں کی تھی۔ اس نے محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

جو فقرے پڑھ رہا ہوں، اگر کوئی اسے غلط ثابت کر دے تو منہ مانگا انعام دے کر میں اس کا مذہب قبول کروں گا۔ اس نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

اس سے صحافیوں نے پوچھا: آپ وزیر خارجہ تھے آپ نے قائد اعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟

ظفر اللہ خاں نے کہا: جی! قائد اعظم شیعہ تھا اُس سے میرا مذہب نہیں ملتا، میں اُس کا جنازہ کیسے پڑھتا؟

پتا چل گیا کہ جس سے مذہب نہ ملے بندے اُس کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ جب تمہارا مذہب ہی محمدؐ سے نہیں ملتا تھا تو تم رسولِ اسلام کا جنازہ کیسے پڑھتے؟ (سلامت رہو، آباد و شاد رہو)

حضرت امام حسینؑ تمہیں آباد رکھیں۔ رسولِ خدا کے جنازے میں تم گئے نہیں، اور جنابِ زہراؑ کے جنازے میں تمہیں آنے نہیں دیا گیا۔

ذکر مصائب: مخدومہ کونین کا دربار میں تحریر رسالت کا پیش کرنا:
جناب زہراؑ نے وصیت کی کہ انھیں میرے جنازے میں نہ آنے دینا۔ جسے
جناب بولؑ جنازے میں نہ آنے دیں۔ قیامت تک مٹی پر بیٹھ کر روتے رہو اس
سے چار گھنٹے کی قیمت ادا نہیں ہو سکتی۔ شیعہ کے رونے کے لیے یہی کافی ہے کہ باپ
کے نوکر سے جھڑکیں کھاتی رہی زہراؑ۔

میری منت بھی ہے، التماس بھی۔ کائنات میں اور کوئی مسئلہ آئے نہ آئے
جناب زہراؑ کا حق ضرور پڑھنا۔ اس عبادت کا پتا چلے گا مرنے کے بعد۔
جناب بولؑ کے دشمن پر لعنت کرنا مذاق نہیں بڑی عبادت ہے۔ پوری دنیا پھر کے
دیکھ لو جو لوگ شیعہ ہوئے ہیں ان سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے ہو؟
سامعین گرامی!

دنیا پھرو۔ کوئی بندہ تمہیں ملے اور بتائے کہ میں تحقیق سے شیعہ ہوا ہوں تو
اُس سے پوچھو کہ کس مسئلے پر؟
وہ آگے سے کہے گا: حق زہراؑ پر۔ کہ بولؑ کے حق کی وجہ سے شیعہ ہوا
ہوں۔

اس وقت دل ہی دل میں تسلیم کرنا کہ کجوریں مانگنے نہیں گئی تھی۔ علیؑ ولی اللہ
کہلوانے گئی تھی۔

ایک فقرہ عرض کرتا ہوں جس کے بدلے میں جناب سیدہ کونینؑ سے
جنت طلب کروں گا۔ یہ فقرہ تبلیغ کے لحاظ سے بہت بڑا ہے، اجرت جنت تھوڑی
ہو جائے گی۔

بارہ اماموں کی محنت ایک طرف، اور جناب زہراؑ کے چار گھنٹوں کی
تبلیغ ایک طرف۔ اتنی دیر کھڑی رہی کہ پاؤں پر درم آ گئے۔

دعا کیا کرو کہ قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔ کبھی کوئی قدر والا کسی بے قدرے کے سامنے نہ جائے۔ یوسفؑ بے قدروں نے بیچا تھا۔ کھوٹے سٹکوں کے عوض بک گیا۔ اپنے دل میں بیٹھ کر فیصلہ کرو۔ اگر یوسفؑ کو یعقوبؑ فردخت کرتا تو پھر پتا چلتا کہ یوسفؑ کی قیمت کیا ہوتی ہے۔

جس طرح سوال کرنے حضرت زہراؑ گئی تھیں کاش! منبر پر حضرت محمدؐ بیٹھے ہوئے ہوتے تو پھر پتا چلتا کہ کائنات لے کر آتی ہے کہ خالی واپس آتی ہے۔

اللہ تمہاری ہائے قبول کرے۔ حسینؑ کی ماں تم سے راضی ہو۔ وہ فہرست بڑی لمبی ہے۔ کون سی ہستیاں ہیں کائنات میں جو اس بی بیؑ کے حق کی وجہ سے شیعہ ہوئیں۔ ایک ہستی کا ذکر کرتا ہوں۔

قاضی سعید الرحمن علوی۔۔۔ بہت جلیل القدر مناظر گزرے ہیں ہمارے مذہب میں اور میں منبر پر عرض کر رہا ہوں منبر کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے، ریکارڈنگ ہو رہی ہے، پوری دنیا کے اندر جہاں تک جائے میں ذمہ داری سے فقرہ کہہ رہا ہوں۔ انھوں نے زندگی کی آخری مجلس ملتان کے پاس ایک بستی میں پڑھی تھی، بستی کھوکھراں میں۔ انھوں نے منبر پر کہا تھا کہ یہ میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ کل میں نے مرجانا ہے۔

قبلہ و کعبہ گواہی دے رہے ہیں اور میں نے بستی کا نام اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی بندہ تحقیق کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ بستی کھوکھراں میں ان کی آخری مجلس تھی۔ اس مجمع میں سے کئی بندے زندہ بھی ہوں گے۔ انھوں نے منبر پر کہا تھا: یہ میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ آج میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ کل میں نے مرجانا ہے۔

نشر ہسپتال میں وہ آئے، چار بجے ڈاکٹروں نے چیک کیا۔ انھوں نے کہا: آپ تو بالکل ٹھیک ہیں۔

انہوں نے ہنس کر کہا: ۱۲:۴ منٹ پر میرے مولا مجھے لینے آئیں گے۔
پورے ۴ بج کر ۱۲ منٹ پر قاضی سعید الرحمن کا انتقال ہو گیا۔ انھیں مبلغِ اعظم
مولانا محمد اسماعیل نے شیعہ کیا تھا۔ اس سے پہلے یہ شیعوں کے بڑے دشمن تھے۔
مناظرہ کا موضوع تھا: حقِ زہراؑ۔

غیر ظہر کر اس لیے پڑھ رہا ہوں تاکہ بندے بندے تک میرا پیغام بہترین
طریقے سے پہنچ جائے۔ چھ دن مناظرہ ہوا۔

چھ دن کے بعد جب صبح کے وقت مناظرہ شروع ہونے لگا تو مبلغِ اعظم
مولانا محمد اسماعیلؒ نے کہا: قاضی سعید الرحمن! کتابیں رکھ دیں۔ اس نے بڑی بڑی
کتابیں ہاتھ میں اٹھا رکھی تھیں۔ مناظرہ شروع ہونے لگا۔
اسماعیل نے کہا: قاضی سعید الرحمن! کتابیں رکھ۔

اُس نے کہا: کیا کروں؟

مبلغِ اعظم نے فرمایا: وضو کر۔ صحیح بخاری سر پر رکھ، قرآن اپنے ہاتھوں پر اٹھا
اور کعبے کی طرف رخ کر کے بتا کہ حضرت محمدؐ کی بیٹی کو انہوں نے خالی ہاتھ بھیجا کہ نہیں۔
جو محمدؐ کی بیٹی کے لیے رو رہے ہو۔ خدا تمہیں کبھی کسی بیٹی کا درد نہ دکھائے۔ جو
ہائے کرتے ہو حسینؑ کی ماں تمہیں دنیا کے کسی غم میں ہائے نہ کروائے۔

جنابِ زہراؑ تم سے راضی ہوں۔ چودہ سو سال کے بعد محمدؐ کی اکلوتی بیٹیؑ کے
غم میں ہائے کرنے والو! حسینؑ کی ماں تمہارے گھر آباد رکھے۔ تمہارے مریضوں کو
اللہ شفا دے۔ اُمتِ مصطفیٰؐ کو زہراؑ کے حق کی پہچان دے۔

تُو وضو کر کے سر پر قرآن رکھ۔ سعید الرحمن کعبے کی طرف رخ کر کے بتا
انہوں نے زہراؑ کو خالی واپس بھیجا ہے کہ نہیں بھیجا؟

قاضی سعید الرحمن کہتا ہے: میں دل ہی دل میں بڑا خوش ہو گیا۔ میں نے سوچا

کہ روزانہ بندے تھانے اور کچہریوں میں جھوٹا قرآن اٹھاتے ہیں ان کو کیا ہو جاتا ہے جو مجھے کچھ ہوگا۔

اُس نے کہا: میں وضو کرتا ہوں، جھوٹا قرآن اٹھاتا ہوں۔ میری ہلے ہلے ہو جائے گی کہ میں نے اسماعیل کو مناظرے میں ہرا دیا۔ میں نے مبلغ کو مناظرے میں ہرا دیا۔ پوری دنیا میں قاضی قاضی ہو جائے گی۔

کہتا ہے: میں نے دوڑ کر وضو کیا۔ جو بندہ آیا ہے گھر سے رونے مٹی پر بیٹھ کر محمدؐ کی بیٹی کو۔ حسنینؑ کی ماں کو رونے والو! قاضی سعید الرحمنؒ کہتا ہے: میں نے جھوٹا قرآن اٹھانے کے لیے وضو کیا۔ دوڑ کر قرآن اٹھایا۔ ابھی قرآن یہاں تک پہنچا تھا اور ہوا یوں کہ اتنا رو رہا تھا اسماعیل کہ اسماعیل کی ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔ اسماعیل روتا بھی جا رہا تھا اور رو کر کہتا جا رہا تھا:

محمدؐ کی بیٹی! آپؐ کی اپنی قسمت اس سے زیادہ آپؐ کی وکالت میں نہیں کر سکتا۔ جتنا میرا بس چلتا تھا میں نے آپؐ کی وکالت کر لی ہے۔ اب قرآن جانے، قاضی سعید الرحمنؒ جانے۔

اسماعیل کو اس طرح کہتے ہوئے دیکھا۔ سعید الرحمنؒ نے قرآن سر پر رکھا، مجمع میں دیکھ کر کہا: لوگو! قرآن کی قسم! اسماعیل سچا ہے، محمدؐ کی بیٹی چار گھنٹے کھڑی رہیں۔ ماتم کر، محمدؐ کی بیٹی چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی اور وہ لوگ کرسیوں پر بیٹھے رہے۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جناب زہراؑ نے محمدؐ کی تحریر کو حوالے کیا۔ میری طرف دیکھنا۔ میں ہاتھ جوڑ کر منعت کرتا ہوں جس بندے کو رونانہ آئے میں جناب زہراؑ کے مصائب پڑھ رہا ہوں اُس کے آگے میری منعت ہے وہ گردن نیچے جھکا لے۔ جسے رونا نصیب ہو وہ جناب زہراؑ کے لیے ہائے کر دے۔ محمدؐ کی بیٹی سوالی بن کر کھڑی

رہی، لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر تحریر محمدؐ کو دیکھتے رہے۔ وہ تحریر نامہ ایک نے دوسرے کو دیا، دوسرے نے تیسرے کو دیا، تیسرے نے چوتھے کو دیا۔

چار سو بندے، چار سو بندے کرسیوں پر بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہے۔ حسنؑ و حسینؑ کا سہارا لے کر کانپتی ہوئی زہراؑ نتیجے کا انتظار کرتی رہی۔

مجھے سید زادے باوا عقیل شاہ جی! جتنے سید بیٹھے ہو اختر بخاری صاحب! میں آپ کو آپ کی دادی کا واسطہ دے کر سیدوں سے ایک فقرے کی اجازت چاہتا ہوں جتنے سید بیٹھے ہو، تمہیں تمہاری دادی کے حق کا واسطہ مجھے اجازت دیتے ہو میں اصلی فقرہ پڑھوں۔

سیدو! اجازت دو۔ شاہ جی اجازت ہے اللہ کے دلی کے فرزند ہو۔ قبلہ عقیل شاہ جی! آپ نے مجھے اجازت دی ہے جو شیعہ بیٹھے ہو، جتنی میری مائیں پہنیں بیٹھی ہیں، جتنی غازی کی کیزیں بیٹھی ہیں، یہ جناب عباسؑ کا علم ہے۔ اگر فقرہ کتاب میں نہ ہو، میں اپنی طرف سے پڑھوں تو حضرت امام حسینؑ اور عباسؑ انھی قدموں پر مجھے سزا دیں۔

میں فقرہ پڑھنے لگا ہوں۔ ایک ملعون اٹھا اُس نے جناب زہراؑ کے ہاتھ سے حضرت محمدؐ کی تحریر کو چھینا۔ جنہیں میری قسم پر یقین ہے وہ فقرہ سننا۔ اُس ملعون نے صرف سند بھاڑی نہیں بلکہ حضرت محمدؐ کی تحریر پر جناب بٹول کے سامنے تھوکتا شروع کر دیا۔ اُس نے حضرت محمدؐ کی تحریر کو بھاڑنا شروع کیا۔ جناب زہراؑ کے سارے کے سارے بال سفید ہو گئے۔ کمر جھک گئی۔ کوئی کھڑا سلیمانؑ نے اٹھایا، کوئی کھڑا امام حسنؑ نے اٹھایا اور کوئی کھڑا امام حسینؑ نے اٹھایا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

دوسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذْ کَرِهَ اسْمُ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبَتُّلًا ۝ (سورہ مزل: آیت ۸)

”اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے
ہو رہو۔“

سامعین گرامی قدر!

اسے مقدر کی بات سمجھیں یا عطاءے شہزادی کونین کہ اس حقیر کو اتنے بڑے
ذاکرین کے کاروان میں محرومہ کونین نے عزت بخشی کہ میں ذکر شہزادی کونین کے
لیے آپ حضرات کے سامنے آؤں۔ اس کا تعلق خطابت سے نہیں ہے بلکہ عقیدے
سے ہے۔ حضرت علیؑ کی ولایت کا تعلق ماں کی شرافت سے ہوتا ہے اور جناب زہراؑ
سے عقیدت کا تعلق ولدیت کی شرافت سے ہوتا ہے۔ (نعرہ حیدری)

پہلا فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس جس مقام تک میری آواز جارہی ہے
خداوند قدوس و برتر اُس مومن کو آبادشاد رکھے جو صبح سے لے کر شام تک اس ذکر میں
ایک لمحے کے لیے بھی شریک ہوا ہے۔ جس کی عصمت کے وزن کے سامنے مرسل
اعظمؐ عظیماً اٹھ جاتا ہو اُسے ”فاطمہ“ کہتے ہیں۔

جسے سمجھ آئی ہے اُسے میں سلام پیش کرتا ہوں۔ جب دو پلڑے رکھو گے
جب ایک پلڑے میں وزن زیادہ ہوگا تو دوسرے کو اٹھ جانا پڑتا ہے۔ جناب بتولؑ
کی عصمت کا وزن اتنا تھا کہ رسالت والے پلڑے کو اٹھ جانا پڑتا تھا۔ اگر یہ باپ

بٹی کے لیے اٹھا ہوتا تو ہر باپ کے لیے یہ سنت نبویؐ قائم ہو جاتی تھی کہ جب بیٹی آئے تو اٹھ کر کھڑا ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہے۔

دارین میں کوئی کبھی اٹھا نہیں اور رسولؐ کبھی رکتا نہیں۔ سلامت و آباد و شاد رہو۔ یہ عنایت پروردگار ہے جسے چاہے اس قائل بنائے ورنہ بڑے بڑے رضی اللہ دربار میں گونگے ہو کر بیٹھے رہے تھے کیونکہ حمایتِ بتوں میں زبان کی حرکت تائید خداوند قدوس کے بغیر ناممکن ہے اور نہ کسی سے ہو سکتی ہے۔

سامعین گرامی قدر!

اللہ نے معصوم چودہ بنائے، نام اُن کے سات رکھے، اُن سات کے ناموں میں ”م“ ہے۔ ح ہے پھر ”ذ“ ہے۔ ”ع“ ہے پھر ”ل“ ہے۔ ”سی“ ہے، ”ح“ ہے، ”س“ ہے ”ن“ ہے مگر ”الف“ جناب فاطمہؑ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ ہاں وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تقریر طویل نہ ہوگی لیکن چیدہ چیدہ فقرے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ والا ”الف“، اللہ والا ”الف“، اللہ والا ”الف“ جس بی بی کے نام میں ہو اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔

کسی نے چھٹے امام علیؑ سے پوچھا: بی بی کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا؟ کیونکہ فاطمہؑ کا مطلب ہے ”چھڑانے والی“۔

”چھڑانے والی“ جس جس بندے کی توجہ ہے دیکھنا میری طرف۔

بندے نے پوچھا: بی بی کا نام فاطمہؑ کیوں ہے؟

امام علیؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ علیؑ کے شیعوں کو روزِ اوّل سے آتشِ جہنم سے

چھڑا چکی ہیں۔

غور ہے کہ نہیں ہے۔ ”چھڑا چکی ہیں“۔

امام علیؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”چھڑائے گی“۔

بی بی نے یہ نہیں فرمایا کہ ”میں اللہ سے بات کروں گی۔“

اگر اُس نے معاف کر دیا تو چھڑا دوں گی۔

بی بی نے وعدہ کیا ہے بخشش کا۔ اور اتر کا وعدہ یہ بتاتا ہے جس کے لیے دارین تخلیق ہوئی۔ چھوٹا لفظ ہے دارین جس کے لیے رسول تخلیق ہوا جسے زبان اللہ نے عطا فرمائی ہے جس کے لیے اللہ نے علی کو خلق فرمایا۔ مجھے علی کی عزت کی قسم! کر بلا گائے شاہ میں کھڑا ہو کر پڑھ رہا ہوں۔

اصل میں تو کر بلا ہے۔ مجھے کر بلا کی عزت کی قسم! اللہ فرماتا ہے:

لَوْ لَا مَا خَلَقْتُ أَفْلَاقَ

میرے حبیب! اگر میں آپ کو نہ بناتا تو کائنات نہ بناتا۔

زمین بنی رسول کے لیے، آسمان بنا رسول کے لیے، فرش رسول کے لیے، عرش بنا رسول کے لیے۔ کرسی بنی رسول کے لیے، کائنات بنی رسول کے لیے اور پھر فرمایا:

وَلَوْ لَا عَلِيٌّ لَمَا خَلَقْتُكَ

”اور اگر میں علی کو نہ بناتا تو تجھ محمد کو بھی خلق نہ کرتا“۔ (نعرہ حیدری)

اگر تجھے نہ بناتا۔ خالق نے کیا فرمایا۔

اگر میں رسول کو نہ بناتا تو کچھ بھی نہ بناتا اور پھر فرمایا:

”اور اگر علی کو نہ بناتا تو رسول کو بھی نہ بناتا۔“

پھر آواز قدرت آئی:

وَلَوْ لَا فَاطِمَةُ لَمَا خَلَقْتُكَمَا

”اور اگر فاطمہ کو نہ بناتا تو نہ نبی کو خلق کرتا اور نہ علی کو۔“ (نعرہ حیدری)

جس کے لیے اللہ نے کائنات بنائی وہ مصطفیٰ ہے۔ جس کے لیے مصطفیٰ بنایا

وہ مرتضیٰ ہے اور جس کے لیے یہ دونوں بنائے وہ سیدہ طاہرہ ہیں۔

کچھ لوگ جانتے ہیں اکثر کو نہیں پتا۔ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں میرے بھائی جو میرے گھر میں مجھ سے دو سال پہلے آئے لیکن آپ میں سے جو لوگ نہیں جانتے اُن کا تعارف لوگوں کے سامنے کیسے ہوگا۔

آپ کہیں گے یہ ناصر عباس کا بڑا بھائی ہے۔ تو اس طرح سے تعارف کیوں؟ تعارف اُس کے ذریعے سے ہوتا ہے جسے لوگ جانتے ہوں۔

جبرائیلؑ نے پوچھا تھا: چادر کے نیچے کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا: فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے اور فاطمہؑ کے بیٹے ہیں۔

پتا چلا آسمان پر یہ خاندان بتولؑ کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ (نعرہ حیدری) سلامت رہو، آباد و شاد رہو۔

عرش پر اس خاندان کا ذریعہ تعارف سیدہ نساء العالمین ہیں جو مرکب عصمت ہے جس کے دشمن پر لعنت کرنے والے کے اللہ گناہ نہیں لکھتا۔ جناب سیدہؑ کی عزت کی قسم! کسی کی خوشامد میں نہیں، کسی کے خوش ہونے کے لیے نہیں۔ کسی کے زور سے نعرہ لگانے کے لیے نہیں۔ مجھے پردہ میں بیٹھی ہوئی پاک شہزادیؑ کی عزت و ناموس کی قسم!

نہ کسی کے ڈر سے، نہ کسی کے لالچ سے میں تو صرف اپنے عقیدے کو بیان کر رہا ہوں اور اسی عقیدے پر پڑھنا چاہتا ہوں۔

کتاب کا نام ہے: ثمرات الحیات۔ عراق سے چھپی ہے آیت اللہ اصفہانی نے اسے تحریر کیا ہے۔

ساٹھ سال کی محنت کے بعد مجھ نے کتاب لکھی، نام رکھا ”ثمرات الحیات“۔ ”پوری زندگی کی محنتوں کا پھل“۔ اُس کے اندر جو تھے امامؑ کی حدیث لکھی ہے۔

امام علیؑ فرماتے ہیں:

”ہر بندہ کے دائیں اور بائیں دو فرشتے بیٹھے ہیں۔ کراماً کا تبین
ایک نیکیاں لکھتا ہے، اور دوسرا گناہ لکھتا ہے۔ ذرا سی نیکی کرو تو
ایک فرشتہ لکھ لیتا ہے اور ذرا سا گناہ کرو تو دوسرا فرشتہ لکھ لیتا ہے۔
قیامت والے دن یہ طائر الکلب ہوگا۔ یہ لکھے ہوئے پرچے اللہ
کے سامنے پیش کریں گے۔“

مجھے حضرت علیؑ کی عزت اور جناب بتولؑ کی عصمت کی قسم! علامہ لکھتے ہیں:
جو بندہ صبح کے وقت بی بی بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت بھیج دے تو اللہ گناہ لکھنے والے
فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس نے بھیجی ہے بتولؑ کے دشمن پر لعنت، یہ پورا دن اگر کوئی
گناہ کرے بھی تو نہ لکھنا۔ (نعرۂ حیدری)
جس کا عقیدہ ہے وہ بولے، جس کا ایمان ہو وہ بولے، جس کو شک ہو وہ
بے شک چپ رہے۔ اس لیے کہ چپ رہنے والا اپنے ایمان پر شک نہیں کر پا رہا۔
سیدوں کے فرمان پر شک کر رہا ہے۔
اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ
..... (سورۃ واقعہ: آیت ۷۵)

”مجھے اُس چوکھٹ کی قسم! جہاں ستارے نازل ہوتے ہیں۔“

تمام روئے زمین کے مفسر اکٹھے کر کے جناب بتولؑ کے گھر کے علاوہ کوئی
اور دروازہ دکھا دیں، جس مقام پر ستارے آکر سجدہ کرتے ہوں۔ جہاں پر سلیمان
ڈاڑھی سے جھاڑو لگاتا ہو، جہاں پر ملک الموت رک کر اجازت طلب کرتا ہو، جہاں
پر فرشتے غریب، مسکین، بھکاری بن کر جھولی پھیلاتے ہوں۔ جہاں پر انبیاء کو اللہ کا

حکم آئے کہ رک جا یہ مسجد نہیں بلکہ یہ بتول کا گھر ہے۔
 کتنی عجیب ترین بات ہے ساری دنیا پڑھتی ہے حدیث کساء۔ ساری دنیا
 نہیں بلکہ دنیا میں نصیب والے سنتے اور پڑھتے ہیں حدیث کساء۔ حدیث کساء آل
 محمدؐ کے بتائے ہوئے اُس طلسم کا نام ہے جس کے لیے رسولؐ خدا کی گارنٹی ہے۔
 گارنٹی سمجھتے ہیں ناں جتنا گارنٹی دینے والا مضبوط ہوگا تو اتنا یقین زیادہ ہوگا۔
 حدیث کساء پر رسولؐ خدا کی گارنٹی ہے۔ طالب حاجت پڑھے گا تو حاجت پوری
 ہو جائے گی اور غمگین پڑھے گا تو غم دور ہو جائے گا۔ ملائکہ اُس کو گھیرے میں لے کر
 مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔

توجہ سے کہہ نہیں! —

ساری دنیا اس بات سے واقف ہے کہ جب رسولؐ خدا چادر کے نیچے تشریف
 فرماتے تھے تو حضرت علیؓ جیسا امام آیا اور فرمایا:

میں رسولؐ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ بی بی کا شاید کوئی بہت بڑا محسن نہیں تھا،
 چھوٹا سا گھر اور اُس گھر کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔ رسولؐ کا اعجاز چادر بتول تھی کہ
 عین اللہ کو رسولؐ خدا نظر نہیں آئے۔ خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ امام حسنؑ آئے خوشبو
 محسوس کر رہا ہوں۔ امام حسینؑ آئے خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ خدا اُس منافق پر لعنت
 کرے جو شیعوں کا لباس پہن کر کبھی ولایت علیؓ پر اعتراض کرتا ہے، کبھی حدیث
 کساء پر اور کبھی ناؤ علیؓ پر۔

قرآن اٹھا کر دیکھو۔ اگر یعقوبؑ کو یوسفؑ کی خوشبو آسکتی ہے۔ اگر جناب
 یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی خوشبو آسکتی ہے تو جو خوشبوؤں کا اصل ہے۔ ایک صحابی
 نے خوشبو کو سونگھا اُس کا دل خوش ہو گیا۔

حضور کے پاس آکر کہتا ہے: یا امام جعفر صادق! اللہ نے یہ خوشبوؤں کو عجیب

کیوں بنایا؟

آپؐ نے فرمایا: خدا نے جب ہواؤں کو خلق کیا، تو ہواؤں کے سامنے علیؑ کی ولایت کو پیش کیا اور جس ہوا نے سب سے پہلے علیؑ ولی اللہ پڑھا اللہ نے اُسے خوشبو بنا دیا۔ (نعرہ حیدری)

اب خود سوچ لو کہ بدبو کیسے بنی ہوگی۔ یہی فرق ہوتا ہے موالی اور مقصر کی قبر کے حالات میں۔ قبلہ! میں حیران ہوتا ہوں خدا کی قسم! بچپن سے مجلسوں میں یہ سنا ہے، بزرگوں سے یہی سنا ہے اور کتابوں میں یہی پڑھا ہے۔

امام کا مطلب کیا ہے؟ راستہ دکھانے والا جو دارین کو راستہ دکھائے اُسے امام کہتے ہیں۔ جو تین اماموں کو رسالت کا پتا بتائے اُسے زہراؑ کہتے ہیں۔ میں نے کوئی مشکل بات تو عرض نہیں کی۔

ہر ایک نے آکر پوچھا، لیکن فضائل کی حد تک آخری جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے حیرانگی ہوئی حسینؑ کے پوچھنے پر۔ جس بندے کو بات نہ سمجھ آئے اُسے بی بیؑ کی قسم! چپ رہے اور جنہیں سمجھ آئے وہ اگر حمایت کر دے گا تو مہربانی ہوگی اگر نہیں کرے گا تو اتنے بڑے مجمع میں اتنی میری اوقات نہیں ہے۔

لیکن یہاں پر ایک فقرہ ضرور کہتا ہوں۔ حسینؑ ابن علیؑ آگے چادر کے باہر۔ نانائ! اجازت ہے۔ میں اندر آ جاؤں۔ حسینؑ کے مزاج سے واقف نہیں ہو۔ اللہ کی نماز میں بغیر پوچھے پشت پر سوار ہو جاتا ہے۔ رسولؐ خدا! نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن کی قسم! حسینؑ نے نہیں کہا نانائ! آپؐ اللہ کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ رسولؐ کی مسجد ہے کیا اجازت ہے میں آپؐ کی پشت پر بیٹھ جاؤں؟

امام حسینؑ نے جنابؐ بتولؑ کی چادر کے باہر کھڑے ہو کر عرض کیا: نانائ! اجازت ہے میں اندر آ جاؤں۔ اب بھی تجھے پتا نہیں چلا۔ رسولؐ کی مسجد اور ہے؟

بتول کی چادر اور ہے؟

ذکر مصائب: شہزادی کونین کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم اور محسن کی شہادت بڑی خوش قسمتی ہے میرے بھائیوں کی اور بڑا مقدر ہے۔ مجلس کا عنوان کوئی اور بھی ہو سکتا تھا لیکن یہ خاص عطا ہے جناب سیدہ کونین کی۔ کائنات کی وہ سب سے سچی بی بی جسے باپ کے نوکروں نے بھرے دربار میں جھٹلایا۔ میری ایک التماس ہے کہ جن مرد حضرات کے استیوں کے بن بند ہوں تھوڑی دیر کے لیے انھیں کھول دیں۔ ابھی شاہ صاحب نے فرمایا تھا آپ بھی فرما رہے ہیں۔ مجھے بی بی زینبؑ کے شام میں جانے کی قسم! کائنات کے کسی ذاکر کی جرأت نہیں کہ بی بی زہراؑ کی مکمل شہادت پڑھ سکے۔ بی بی کی مکمل شہادت پوری دنیا میں صرف ایک ذاکر پڑھ سکتا ہے اور وہ ہے پردہ میں بیٹھ کر خون کے آنسو رونے والا بتول کا بیٹا۔

بڑی تسلی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ بی بی پاکؑ کی کل عمر مبارک ۱۸ سال۔ ۹ سال باپ کے گھر میں گزارے اور ۹ سال شوہر کے گھر میں گزارے۔ جب باپ کے گھر میں تھیں تو دارین میں ایسی بیٹی کوئی نہیں تھی۔ جب شوہر کے گھر میں آئیں تو دارین میں ایسی زوجہ کوئی نہیں تھی۔

قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ جوانی کی عمر ہے یا ضعیفی کی عمر۔

پوری زندگی میں صرف چار دفعہ مسکرائی۔ عطا کی ضمانت سے یہ جملہ کہتا ہوں کہ پوری زندگی میں شہزادی کونین صرف چادر دفعہ مسکرائی۔ پہلی دفعہ جب علیؑ کا رشتہ آیا اور دروازے پر ستارے نے آکر سجدہ کیا تو مخدومہ دارین کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ دوسری مرتبہ جب حسنؑ کی ماں بنی۔ تیسری دفعہ جب حسینؑ کی ماں بنی۔ چوتھی دفعہ جب رسولؑ نے بتایا کہ ٹو سب سے پہلے مجھ سے آکر ملے گی۔

کان میں رسولؐ نے فرمایا تھا: زہراؑ! تو جلدی آ کر مجھ سے ملے گی۔ زہراؑ نے سنا، کتنی دکھی تھی محمدؐ کی بیٹی مسلمانوں سے! باپ کے بعد مجھے روایتیں ہیں کہ کتنا عرصہ زندہ رہیں۔ پہلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۴۰ دن زندہ رہیں۔ اس روایت کے مطابق ۸ ربیع الثانی کو بی بیؑ دنیا سے چلی گئی۔ دوسری روایت ہے باپ کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں۔ اس روایت کے مطابق ۱۳ جمادی الاول بی بیؑ کی شہادت کا دن ہے۔ تیسری روایت ہے باپ کے بعد ۹۰ دن زندہ رہیں۔ چوتھی روایت ہے باپ کے بعد ۹۵ دن زندہ رہیں۔ پانچویں روایت ہے باپ کے بعد ۱۰۰ دن زندہ رہیں۔ چھٹی روایت ہے باپ کے بعد ۱۲۰ دن زندہ رہیں۔

مجھے قرآن کی عزت اور جنابِ بتولؑ کی عصمت کی قسم! چاہے ۴۰ دن زندہ رہی ہوں یا ۱۲۰ دن۔ باپ کے بعد دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکیں۔ ہر وقت ہاتھ اپنے دائیں پہلو پر رکھتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے پہلے کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ رسولؐ کی بیٹی یہاں پر ہاتھ کیوں رکھتی ہے۔

زندگی کی آخری رات میں جنابِ زہراؑ نے کانپتا ہوا ہاتھ پہلو سے اٹھایا۔ جو سید ہوا اپنی دادی کا صدقہ مجھے معاف کرنا۔ میں غلط پڑھوں تو جنابِ زہراؑ میری شفاعت نہ کرے۔ کانپتا ہوا ہاتھ اٹھایا جیسے ہی امیر المومنینؑ نے جنابِ بتولؑ کا خون سے بھرا ہوا ہاتھ دیکھا تو علیؑ کی چیخ لکل گئی۔

رو کر کہا: زہراؑ! یہ لہو کیسا ہے؟

ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے: یا علیؑ! اگر خدمت میں کوئی کی آگئی ہو تو معاف فرما دینا۔ میں مجھے مہینے آپؑ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی۔

حیران ہو کر نہ دیکھتا جسے روانہ آئے وہ سر جھکا لے۔

یا علیؑ! اگر خدمت میں کوئی کی آگئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: خدمت کی بات چھوڑیں یہ بتائیں کہ یہ لہو کیسا ہے؟
 رو کر فرمایا: مولا! جب دروازہ میرے پہلو پر گرا تھا تو میری پسلیاں ٹوٹ گئی
 تھیں۔ مجھے مہینے تک میری دائیں پسلیاں میری بائیں پسلیوں سے —
 حیران ہو کر نہیں میرے بھائی! تمہارا تعلق کسی مذہب سے ہو، کسی فرقے
 سے ہو، میں زیادہ نہیں ایک جملہ اور پڑھوں گا جھولی پھیلا لینا۔
 پڑھ سکتا ہے کوئی شہادت —؟

جناب سیدہ کی قسم! امام زمانہ پڑھیں گے۔
 میں ایک فقرہ کہتا ہوں صرف مومن کے سوچنے کے لیے کبھی تنہائی میں رونے
 کو دل چاہتا ہو اور ذکر میسر نہ آئے تو پھر ایک جملہ سوچ لیا کر۔ تجھے قیام میں رونا آئے
 گا، تجھے قنوت میں رونا آئے گا، تجھے رکوع میں رونا آئے گا، تجھے بستر پر رونا آئے گا۔
 امام حسینؑ تجھے کوئی غم نہ دے سوائے غم حسینؑ کے۔
 ایک منٹ میں منت کرتا ہوں ذرا غریبوں والی شکل بنا لو۔ میں سیدوں کی
 غربت سناؤں تجھے۔ مجھے بتولؑ کی چادر کی قسم! ۳۶ بد معاش باہر سے دروازے کو
 دھکا دیتے تھے، اکیلی جناب زہراؑ اندر سے دروازہ بند کرتی تھیں۔ کینے دروازے کو
 دھکا دیتے تھے۔

مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! میں کتنی باتیں چھپا کر گزر رہا ہوں۔ مولا! جلدی
 آئیے! میں آپؑ کی دادی کی غربت پڑھ کر سناؤں۔
 ایک شخص اپنے جوتوں کے ساتھ بتولؑ کے دروازے پر ٹھوکریں مارتا تھا۔
 دوسرے نے کہا: زہراؑ ہٹ جا، ورنہ ہم دروازے کو آگ لگا دیں گے۔
 جناب بتولؑ کہتی ہیں: حیا کر، میں رسولؐ کی بیٹی ہوں۔
 مدینے کے لوگوں نے دروازے کو آگ لگائی۔ اب میری طرف دیکھنا جو ماتم

کو جائز سمجھتا ہے۔ اس شخص نے دروازے کو دھکا دیا۔ جلتا ہوا دروازہ پیچھے پتھروں کی دیوار، درمیان میں ماں حسنؑ و حسینؑ کی۔

ادھر خالی دروازہ ہی نہیں گرا۔ اس دروازے میں لوہے کی ایک میخ بھی تھی جو آگ کی وجہ سے تپتی ہوئی تھی، وہ جنابِ فاطمہؑ کے پہلو پر لگی۔ ادھر دروازہ بی بیؑ پر گرا اور ادھر ایک بے دین نے تازیانہ ہوا میں لہرا کر محمدؐ کی بیٹی کو تازیانہ مارا۔
بتوں کی چٹخ نکل۔

یا علیؑ! یا علیؑ! جلدی آؤ، میرا محسن شہید ہو گیا۔

ما تم کر۔ ما تم کر!

جنابِ فاطمہؑ قریب آئی۔ ہائے میری بی بیؑ! ہائے میری بی بیؑ!
مولاً تمہارے درجات بلند کرے۔

عزادارانِ امامِ مظلومؑ!

یہ جملہ شاید اکثر مومنین نے نہ سنا ہو۔ کوئی دعا ہو تو جھولی پھیلاؤ۔ جھولی پھیلا کر میری ماؤں! بہنو! بیٹیو! بی بی فاطمہؑ تمہارے پردے سلامت رکھے۔
قبلہ جملہ سنا!

نبیؐ کی بیٹی گری۔ جنابِ فاطمہؑ قریب آئی۔

پہلا سوال کیا کہ علیؑ کہاں ہیں؟

قبلہ! یہ نجف کے عالم کا فقرہ ہے، وہ فرماتے ہیں: امام حسینؑ سے زیادہ مظلوم تھے علیؑ۔ حسینؑ کی زندگی میں کوئی مستور زخمی نہیں ہوئی۔ علیؑ وہ غریب ہیں جس کے سامنے زہراؑ زخمی ہو گئیں۔

بی بیؑ نے پوچھا: فاطمہؑ! علیؑ کہاں ہیں؟

فاطمہؑ رو کر کہتی ہے: عالم علیؑ کے گلے میں رشی ڈال کر لے گئے ہیں۔

علیؑ کے گلے میں رشی کا نام آیا، تڑپ کر زہراؑ اٹھیں۔ رسولؐ کا عمامہ سر پر رکھا، محمدؐ کی عبا پہنی، محمدؐ کے نعلین پہنے، رسولؐ کا عصا ہاتھ میں لے کر محمدؐ کی طرح چلتی ہوئی زہراؑ قبر رسولؐ پر تشریف لائیں۔

بی بیؑ نے عمامہ اُتارا۔ بی بیؑ نے بال کھولے۔ قبر محمدؐ پر زلزلہ آیا۔ اتنے میں حضرت علیؑ کی آواز آئی: زہراؑ! بددعا نہ کرنا، ورنہ مدینہ غرق ہو جائے گا۔

ایک مدینے کا مومن تھا۔ مدینے کا مومن مدینے میں رہنے والا۔ مدینے سے وہ پہلی مرتبہ مشہد گیا۔ اُس نے وہاں پر سونے کا گنبد دیکھا۔ چاندی کی ضریح دیکھی۔ اُس نے ہاتھ میں ایسے زیارت نامہ اٹھایا، امام رضاؑ کا روضہ دیکھ کر کہتا ہے:

السلام عليك يا غريب الغرباء

کانپ کر زمین پر بیٹھا، رو کر کہتا ہے معاف کرنا۔ میں آپؐ کو غریب نہیں کہوں گا۔ مولا رضاؑ! غریب دیکھنے ہوں تو میرے ساتھ مدینے چلیے، میں آپؐ کو آپؐ کی دادی زہراؑ کی قبر دکھاؤں جہاں پر آج تک مسلمان چراغ نہیں جلانے دیتے۔ دو پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ دُور سے اگر کوئی رونے لگے تو دوسرا مومن کہتا ہے: آہستہ رو، آہستہ رو، آہستہ رو۔

مجھے اس منبر کی قسم! جملہ سنا۔

قبلہ لوگ کہتے ہیں: جنت البقیع کا قبرستان۔ میں کہتا ہوں قبرستان نہیں جنت البقیع کا زندان۔ قبرستان میں تازیانوں کے پہرے نہیں ہوتے، جا کر جنابِ جنوں کی قبر پر دیکھ۔ آج تک حسنینؑ کی ماں قید خانے میں ہے۔ ملاقات کے لیے مسلمانوں نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

تیسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مل کر صلوٰۃ پڑھیں بلند آواز سے محمد و آل محمد پر۔

سامعین گرامی قدر!

خداوندِ عالم حجتِ خدا کی عزت و عظمت کے صدقے میں مجلسِ عزاکو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین سارے کہا کریں۔ کیونکہ مومن کی زینت ہے کہ وہ مومن کی دعا پر بلند آواز سے آمین کہتا ہے۔

معصوم امام کا فرمان ہے: جو بندہ مومن کی دعا پر آمین نہ کہے وہ بخیل ہے۔ فرمایا: مانگنا اس نے ہے اور دینا اُس نے ہے۔ یہ خالی آمین بھی نہ کہے تو بخیل نہیں تو اور کیا ہے۔

اہلِ ایمان کو یہ بات سمجھانا مشکل نہیں ہے۔ ساداتِ عظام تشریف فرما ہیں۔ عزادارانِ امام تشریف فرما ہیں، اللہ ڈاکٹر صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اہلِ ایمان کے بچے بچے کو یہ بات پتا ہے کہ شہنشاہِ انبیاء بھی دعا مانگے تو وہ بھی ایسے فرماتے ہیں: فاطمہ! میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہو۔

جس کی آمین کے بغیر نبیوں کے سلطان کی دعا قبول نہ ہو، شریعت میں اُسی کو زہرا کہتے ہیں۔

آلِ محمد آپ کو سلامت رکھیں۔ سید الانبیاء کی دعا جس کی آمین کی محتاج ہو اُس ہستی کا نام ہے جنابِ زہرا۔ جس کے دروازے پر دونوں جہاں کے فقیر خیرات

مانگتے آتے ہوں۔ (نعرۂ حیدری)

پوری کائنات میں جنابِ جُول کے علاوہ کوئی دروازہ نہیں۔ پوری کائنات میں شہزادی کوئین کے علاوہ کوئی دروازہ نہیں جہاں پر دونوں جہاں کے فقیر مانگتے آتے ہیں۔ فرش والے سلیمانؑ و ابوذرؓ بن کر آتے ہیں۔ عرش والے کبھی درزی بن کر کبھی یتیم بن کر، کبھی مسکین بن کر اور کبھی اسیر بن کر آتے ہیں۔

فقرہ عرض کرتا ہوں صاحبانِ معرفت تشریف فرما ہیں۔ میری عقیدت کی سجدہ گاہ ہے ملکہِ عالمیان۔ اس پاک شہزادی کی بارگاہ میں فقرہ عرض کرنے لگا ہوں۔ بی بی قبول فرمائے۔ پوری کائنات میں ایک جنابِ زہراؑ کا دروازہ ہے جہاں پر مقدر اپنا فیصلہ سننے کے لیے آتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

پوری کائنات میں ایک جنابِ زہراؑ کا دروازہ ہے۔ پوری کائنات میں ایک میری خند و مد کا دروازہ ہے جہاں پر مقدر اپنا فیصلہ سننے کے لیے آتے ہیں۔ آسمان والوں کی تقدیروں کے فیصلے اسی گھر میں ہوتے ہیں۔ رحمت للعالمینؑ کو بھی سکون چاہیے ہو تو اسی کی چادر میں تشریف لاتے ہیں۔
محترم سامعین!

اس لفظ پر ایک دفعہ پھر توجہ چاہتا ہوں جو خود رحمت للعالمینؑ ہے۔ اُسے سکون کی تلاش ہو، رسالت کو اپنے بدن میں ضعف محسوس ہوا۔ ضعف کو دور کرنے کے لیے پیغمبرِ اعظمؐ شفا خانہ زہراؑ میں تشریف لائے۔
جنابِ سیدہ آپ کو سلامت رکھے۔

اپنے ضعف دور کرنے کے لیے سید الانبیاء شفا خانہ زہراؑ میں تشریف لائے۔ مریضوں کو اکثر چادر اوڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے سیدہ عالمیان نے پیغمبرِ اعظمؐ کو چادر اوڑھا دی۔ جس وجہ سے ضعف تھا بی بیؑ نے وہ نسخے بھیجنا شروع

کر دیے۔ (نعرۂ حیدری)

کیونکہ کائنات سوچتی نہ رہ جائے کہ آخر نبوت اور ضعف کا آپس میں کیا تعلق ہے؟
قبلہ۔!

میرا مذہب تو اجازت ہی نہیں دیتا کہ نبی ہو اور ضعف ہو جائے اور حدیث کساء یہ کہتی ہے کہ رسالت کو ضعف تھا اور مہلبہ میں اعلان کر دیا کہ تم اپنے بیٹے لاؤ، ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں۔ اعلان قرآن میں کروا دیا۔ اسی قرآن میں یہ بھی اعلان تھا کہ محمدؐ کے اپنے بیٹے نہیں ہیں۔

اب ضعف تھا، تین چیزیں چاہیے تھیں۔ ابناء چاہیے تھے، نساء چاہیے تھیں، انفسنا چاہیے تھا۔ پیغمبرؐ نے تیوں علیؑ کے گھر سے لیے۔ ابناء ناعلیؑ کے گھر سے، نساء ناعلیؑ کے گھر سے اور انفسنا علیؑ کے گھر سے۔

یا رسول اللہ! کوئی چیز کہیں اور سے لے لیں اور کوئی چیز کہیں سے لے لیں اور کوئی چیز یہاں سے لے لیں۔

پیغمبرؐ خدا فرمائیں گے: اُمت کے لیے مثال قائم کر رہا ہوں جو گھر نبوت کی ضرورت پوری کر سکتا ہو، وہ اُمت کی ساری ضرورتیں کیوں نہیں پوری کر سکتا۔
(نعرۂ حیدری)

سلامت رہو، آل محمدؐ تمہیں آباد و سلامت رکھیں۔

پہلے پہلے ضرورت تھی ابناء نا۔ امام حسنؑ کو بھیجا امام حسنؑ کے مقدر پر کائنات قربان۔ ہر جگہ پر خدا چاہتا ہے کہ حسینؑ سے پہلے حسنؑ ہو۔ جو اس فقرے پر نہ بول سکا تو پھر میرے سمجھانے میں کی ہے۔ آغوشِ ذہراؑ میں بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔

جواب بھی چپ ہے اُسے پھر سمجھاتا ہوں۔

پیغمبرؐ کے کندھوں پر بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔ علیؑ کے شجرے میں بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سَيْنِينَ ۝ (سورة الزین: آیات ۱-۲)
 ”تین کی قسم! زیتون کی قسم! طور سینا کی قسم! بلدائین کی قسم!“
 مولوی کہتا ہے: تین سے مراد انجیر۔ اللہ ہو کر انجیر کی قسمیں کھا رہا ہے۔ اللہ ہو کر زیتون کی قسمیں کھا رہا ہے۔ صاحب تفسیر رموز و تزیل نے لکھا ہے:

تین الحسن، والزیتون الحسین
 ”تین سے مراد حسنؑ ہے، زیتون سے مراد حسینؑ ہے۔ بلدائین سے مراد شہر علم ہے۔“

توجہ ہے!

آل محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں۔
 بلدائین سے مراد شہر علم ہے۔ طور سینا سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام۔
 اب قرآن کا لطف آئے گا۔
 خدا فرما رہا ہے:

”حسنؑ کی قسم! حسینؑ کی قسم! علیؑ کی قسم! شہر علم کی قسم“۔ (نعرہ حیدری)

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَنِ ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ
 (سورة الرحمن: آیت ۱۹، ۲۲)

صاحبان معرفت و صاحبان علم جانتے ہیں کہ لؤلؤ پہلے اور مرجان بعد میں۔
 یعنی حسنؑ پہلے اور حسینؑ بعد میں۔ پہلے پہل امام حسنؑ آئے اور آکر سنبھل گئے کہ میں خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

سیدہ کا گھر بہت بڑا گھر نہیں تھا۔ عزت کے لحاظ سے سب سے بڑا گھر اور

رقبے کے لحاظ سے چھوٹا سا گھر۔ خود فرماتے ہیں کہ ”اللہ بہت مال بھی دے دے تو اتنا بڑا گھر نہ بناتا کہ فقیر کی آواز تمہارے کانوں تک نہ پہنچے۔“

غور ہسے کہ نہیں!

فرمایا: اتنا بڑا محن کمرہ ہے جس میں فقیر کی آواز تمہارے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔

سامعین گرامی قدر!

اُس چھوٹے سے گھر میں امام حسنؑ آئے۔ ایک چادر کے نیچے رسول خدا تشریف فرما ہیں اور امام حسنؑ پوچھ رہے ہیں: میں خوشبو سوگھ رہا ہوں۔ جناب زہراؑ بتاتی ہیں کہ چادر کے نیچے۔

پھر امام حسینؑ آئے۔ جناب زہراؑ نے بتایا: چادر کے نیچے۔

میں منبر پر کھڑا ہوں صاحب علم و معرفت قبلہ کاظمی صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ میں منبر پر کھڑے ہو کر یہ عرض کرنے لگا ہوں کہ میں علم معرفت کا قائل ہوں۔ جہاں جہاں صاحب علم تشریف فرما ہیں میں قسم کھا کر یہ فقرہ کہتا ہوں کہ مولا علیؑ آئے تو جناب زہراؑ سے پوچھا۔

جناب بولنے لگا کہ چادر کے نیچے۔

امام وہ ہوتا ہے جو کائنات کو منزل کا پتا بتائے۔ جو تین اماموں کو رسالت کا پتا بتائے اُسے زہراؑ کہتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

امام وہ ہوتا ہے جو رہنمائی کرے۔ جو علیؑ، حسنؑ، حسینؑ جیسے امام کی رہنمائی کرے اور رسالت کا پتا بتائے۔ اُس ہستی کا نام ہے زہراؑ انھوں نے بتایا کہ وہاں ہے۔ امام حسینؑ چادر کے باہر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ نانا اجازت ہے میں اندر

آ جاؤں؟

شیرازی صاحب! کون سا شیعہ ہے جو امام حسینؑ کے مزاج سے واقف نہیں ہے۔
یہ اللہ کی نماز میں رسولؐ کی مسجد میں پیغمبرؐ کی پشت پر بغیر اجازت کے بیٹھتا ہے۔
باوا اکرم شاہ! یہ فقرہ ہر بندے تک پہنچ جائے تو مجھے لطف آئے گا۔ نماز اللہ
کی۔۔۔ تین معراجیں ایک حسینؑ کے نیچے آگئیں۔ نماز مومن کی معراج، سجدہ نماز کی
معراج اور نمازی صاحب معراج۔

کسی بچے ہوئے ضمیر والے مولوی نے بھی اب تک یہ نہیں کہا کہ امام حسینؑ
نے پوچھا ہو کہ نانا! اجازت ہے۔ اللہ کی نماز ہے میں آپؐ کی پشت پر بیٹھ جاؤں؟
جو اللہ کی نماز میں حضرت محمد ﷺ کی پشت پر آکر بیٹھے وہ جنابِ بتولؑ
کی چادر کے باہر کھڑے ہو کر پوچھتا ہے کہ اجازت ہے میں اندر آ جاؤں۔
پتا چلا کہ حضرت محمدؐ کی مسجد اور ہے، جنابِ بتولؑ کی چادر اور ہے۔
تیری چادر پر دارین ٹار۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

شہزادی کونین! تیری عزت و عظمت پر کائنات نچھاور۔ آخر میں وہ خود آئی
جس کی حکمت تھی۔ پہلے تین نئے بھیجے۔ تین نئے بھیجنے کے بعد خود آئی۔ سیدہ کونینؑ
کے دروازے سے اتنی جلدی شفا ملتی ہے۔ میں آلِ محمدؐ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس
شہزادی سے زیادہ کائنات میں کوئی عطا کرنے والی بڑی ہستی نہیں ہے؟ جس رنگ
میں مخدومہ عطا کرتی ہیں اس رنگ میں کوئی عطا کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی نسبت کی وجہ
سے خاندان میں عہدے تقسیم ہوئے۔

سامعین گرامی قدر!

اشارتاً فقرہ عرض کیے دیتا ہوں تشریح کرنے کا وقت نہیں۔

تھوڑی دیر پہلے کے ضعیف کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنا
شروع ہو گیا۔ اتنی جلدی شفاء ملی شفا خانہ زہرا سے۔ وہ جو تھوڑی دیر پہلے مریض تھا

اُس نئی کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔

چمک باہر نکلی۔ ملائکہ نے آسمان سے پوچھا:

يَا رَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْكِسَاءِ

”پروردگار! چادر کے نیچے کون ہیں؟“

نوکر ہو کر، کچی ہو کر، برتن دھونے والا ہو کر سارے دن کا نوکر، شام کو مالک کو

دیکھ کر یہ پوچھے کہ یہ کون ہیں؟ بات حیرت ناک ہے کہ نہیں۔ قبلہ ۲۱ جوابات ہیں بزرگ علما کے۔

سارے نہیں پڑھتا جہاں تک آپ نہیں گے عرض کرتا جاؤں گا۔

پہلے فقرہ پڑھتا ہوں سامنے سوئے ہوئے مرد قلندر کا۔ علامہ اظہر حسن زیدی

قبلہ فرماتے تھے:

گپ اندھیرے میں اچانک روشنی آنکھوں میں پڑے تو بندہ پوچھنے لگ

جاتا ہے کون ہے؟

اللہ! ان ہاتھوں کو سلامت رکھے۔ سیدہ کونین تمہیں آباد و سلامت رکھے۔

اچانک اندھیرے میں روشنی آنکھوں میں پڑے، جس کو سمجھ آئے وہ بولے

ضرور۔ اچانک اندھیرے کے اندر روشنی پڑے تو بندہ پوچھتا ہے کون ہے؟ زیدی

صاحب فرماتے تھے:

سیدہ کا قدم مبارک چادر کے اندر آیا تو نوکر کی ایسی لائٹ نکلی کہ جس سے

جبرائیل کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اُس نے پردوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ کر پوچھا: کون

ہے؟۔ (نعرہ حیدری)

فقرہ پڑھنے لگا ہوں خطیب اعظم سید محمد دہلوی، ہمارے مذہب کے ایک

بزرگ عالم دین سید محمد دہلوی، فرماتے ہیں:

فرشتوں نے اُدھار اتروانا تھا ان کا قرضہ تھا اللہ کے ذمے، کیسے؟

انہوں نے پوچھا تھا: یہ کون ہیں؟؟

جب تخلیقِ آدم ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ اَنْبِئُونِي بِاسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورہ

بقرہ: آیت ۳۱)

”اللہ نے فرمایا: اگر تم (اپنے دعویٰ میں کہ ہم خلافت کے مستحق

ہیں) سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔“

ذرا مجھے ان کے نام بتاؤ۔

آج فرشتوں نے قرضہ اُتارا۔

سرکار! آج آپ نام بتائیں۔

توجہ سے کہ نہیں!

سرکار! آج آپ نام بتائیں۔ اگلا فقرہ پڑھ رہا ہوں حضرت فیض محمد علیاویؒ،

قبلہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ موضوع ہوگا بختن،

مجلس ہوگی ہر وقت، کبھی اللہ پڑھے گا اور فرشتے سنیں گے۔“

سلامت رہو، آباد و شاد رہو!

کبھی فرشتے پڑھیں گے اور اللہ سنے گا۔ موضوع بختن رہتا ہے، کبھی اللہ

ان کے نام لیتا ہے۔

سید علی نقی نقن کا فقرہ پڑھتا ہوں اور یہ فقرہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ قبلہ و

کعبہ کا فقرہ ہے، وہ فرماتے ہیں:

استغھام ہمیشہ دلیلِ جہالت نہیں۔ ہر پوچھنے والا جاہل نہیں ہوتا۔ ورنہ اللہ

نے موتی سے کیوں پوچھا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

قرآن مجید کی آیت ہے، اللہ پوچھتا ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَهُودِيُّ (سورہ طہ: آیت ۷۱)

”اور اے موتی! یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟“

پوچھا کیوں؟ — اس لیے کہ موتی کو تھی عصا سے محبت اور اگر کسی سے اس کا ذکر کرو جس سے وہ محبت کرتا ہو تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور خوش ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ لمبی لمبی باتیں کرتا ہے۔ اللہ نے موتی سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ عصا ہے۔ لیکن حضرت موتی نے صرف عصا نہیں بتایا بلکہ نام بتانے کے بعد اس کے فضائل بھی پڑھنے شروع کر دیے۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَى وَلِيَ

فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى ○ (سورہ طہ: آیت ۱۸)

”میں اس کا تکیہ بناتا ہوں، میں اس کی جھونپڑی بناتا ہوں، میں

اس کی چادر بناتا ہوں، میں اس سے بکریاں چراتا ہوں۔“

فضائل اس لیے پڑھے کہ اُس نے نام پوچھا، اس نے فضائل شروع کر دیے۔

اب فرشتوں نے خالی نام پوچھا۔ اس نے خالی نام نہ بتائے بلکہ فضائل بھی بتائے۔

إِنِّي مَا خَلَقْتُ سَمَاءً مَّبْنِيَّةً وَلَا أَرْضًا مَدْحِيَّةً

”میں سورج نہ بناتا اگر انھیں نہ بناتا، میں چاند نہ بناتا اگر انھیں

نہ بناتا۔“

شہزادہ بھائی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اسپیکر نہ لگاتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ میں ٹینٹ نہ

لگاتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ میز نہ رکھاتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ بھی آپ لوگ اسی لیے تشریف

فرما ہیں کہ مجلس ہے۔ مجلس ختم ہو جائے گی تو آپ اپنے گھر میں اپنی منزل پر چلے جائیں گے۔ انہیں آف ہو جائیں گی، نقوی صاحب اسپیکر لے جائیں گے۔ جب تک مقصد رہتا ہے چیز رہتی ہے۔

سورج بنا ہے ان کے لیے، چاند بنا ہے ان کے لیے۔ اگر وہ پردے میں نہ بیٹھا ہوتا تو۔۔۔ نہ سورج لکھتا، نہ چاند چمکتا، نہ زمین۔

زمین سے غلہ لکھتا ہے میرے اسی مولّا کے صدقے۔ یاد ہے حدیث میں خدا نے کیا کہا:

هُمْ فَاطِمَةُ وَأَبُوهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوهَا.....

”اس میں فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر، فاطمہؑ کے

بیٹے ہیں۔“

اگر اللہ تعالیٰ فرماتا کہ محمدؐ ہے، محمدؐ کی بیٹی ہے تو مسلمان تو fill in the blanks کے ماہر ہیں۔ پتا نہیں کس کس بیٹی کا نام لکھ دیتے۔ فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے، فاطمہؑ کے بیٹے ہیں۔ قرآن کی قسم! ایسا لطف ہے کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں ساری رات پڑھتا رہوں۔

اللہ فرماتا ہے: چادر کے نیچے فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے۔ بندے تھک گئے نبیؐ کو رشتے دے دے کر کہ کسی طرح سے نبیؐ سے کوئی رشتہ داری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو نبیؐ کی رشتہ داری کے لیے لفٹ ہی نہیں کرائی۔ جناب فاطمہؑ کی رشتہ داری کو بتا کر دنیا کو یہ بتا دیا کہ نبیؐ کے بعد یہ نہ پوچھنا کہ نبیؐ کے کیا لگتے ہو بلکہ یہ پوچھنا کہ بتولؑ کے کیا لگتے ہو۔

عزت اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ منزلت اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ بلندی اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ پھر تعارف ہوتا ہے اس

کے ذریعے جو زیادہ مشہور ہو۔ دو چار مومنین کے علاوہ میرے بھائی کو آپ میں سے کوئی نہیں جانتا سوائے چند دوستوں کے۔ جو قرہی ہیں وہ جانتے ہیں لیکن مجھ سے بڑا ہونے کے باوجود اگر وہ یہاں پر آجائے تو ان کا تعارف یہی ہے کہ وہ ناصر عباس کا بھائی ہے۔ وہ بڑا ہی سہی لیکن آپ انھیں نہیں جانتے۔ تعارف میرے ذریعے سے ہوگا۔

فرشتے پوچھتے ہیں: کون ہے؟

فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے، فاطمہؑ کے بچے ہیں۔ پتا چلا عرش پر یہ خاندان فاطمہؑ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ آسمانوں پر اس خاندان کا ذریعہ تعارف ملکہ ممکنات ہے۔

وَأَبُوهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوهَا

ایک ہوتا ہے واحد اور دو ہوں تو جمع۔ ایک ہوتا ہے بیٹا اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو بیٹے۔ فارسی میں ایک ہو تو پسر اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو پسران۔ انگلش میں ایک ہو تو son اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو sons۔ عربی میں ایک ہو تو ابنٌ اور دو ہوں تو ابنان۔ تین ہوں تو بنو۔

مُلاً کہتا ہے: ایک حسنٌ اور حسینٌ ہے۔

اللہ کہتا ہے: بنوہا۔

حضرت امام حسنؑ سے حضرت امام مہدیؑ تک سارے کے سارے چادر کے نیچے ہیں۔ یا تو مولوی فتویٰ دے کہ اللہ کو عربی نہیں آتی۔ کیوں میرا عزیز یا تو یہ کہا جائے کہ معاذ اللہ اللہ کو عربی کا پتا نہیں۔ اگر اللہ کو آتی ہے اور اللہ خالق ہے تو اس نے کہا ہے بنوہا۔

حضرت امام حسنؑ سے لے کر حضرت امام مہدیؑ تک سب کے سب چادر

کے نیچے ہیں۔ سید سجاد تو ابھی آئے نہیں تھے تو پھر چادر کے نیچے کیسے تھے؟ باقر العلومؑ تو ابھی آئے نہیں تھے تو پھر چادر کے نیچے کیسے تھے؟ جب تم یہ سمجھ لو گے کہ آدمؑ سے پہلے سارے کے سارے کیسے تھے؟

آل محمدؑ آپ کو سلامت رکھیں!

یعنی مولوی یہ تو مان لیتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی۔ اسے مٹی پر کبھی حصہ نہیں آتا۔ بھی ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی۔ کچھ بندے یہ سوچ رہے ہیں کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی کہ نہیں تھی؟

بھی آدمؑ سے پہلے مٹی تھی! مٹی ہی سے تو وہ بنے تھے۔ تو آدمؑ مٹی سے بنا تھا اس لیے آدمؑ مٹی کا بیٹا ہے اور حضرت علیؑ مٹی کا باپ ہے۔

بھی! آدمؑ مٹی سے بنے۔ بھی! مٹی سے بھی نہیں چار چیزوں سے بنے: آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے۔ ان چار چیزوں سے آدمؑ بنے۔ اللہ نے شیطان سے فرمایا: تو سجدہ کیوں نہیں کرتا اس کے سامنے؟

کہنے لگا: یہ مٹی سے بنا ہے۔ پورے قرآن میں کسی جگہ پر نہیں آیا کہ شیطان کو آگ پر اعتراض ہو، پانی پر اعتراض ہو اور ہوا پر اعتراض ہو۔ یہ کم بخت ان تینوں کا ساتھی ہے اور چوتھے کا دشمن ہے۔

غور ہو یا نہیں؟

آپ گھبراہٹیں نہیں مجھے پتا ہے کہ ایسا کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس میں کون سی غلطی ہے۔ میں نے سیدھا کہا ہے کہ پورے قرآن میں کسی بھی مقام پر آگ پر کوئی اعتراض نہیں، پانی پر کوئی اعتراض نہیں، ہوا پر کوئی اعتراض نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ تراب کے دشمن کی عبادت قبول نہیں کرتا تو ابو تراب کی ولایت کے منکر کی عبادت کیسے قبول کرے گا؟

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

”اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا۔“

ذات کو نہیں۔۔۔ ذات ہوتی تو مصطفیٰ اکیلا ہوتا۔ نور ہے تو سارے کے سارے ہیں۔

کیونکہ یہ مولوی نے بے ایمانی کی ہے۔ اس نے کہا: چودہ کے چودہ۔ بڑے دھڑلے سے ترجمہ کیا: اَوَّلْنَا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد و كُلْنَا محمد۔ ”پہلا محمد، درمیان والا محمد، آخری محمد، سارے کے سارے محمد۔“ پھر مولوی جوش میں آکر کہتا ہے: چودہ کے چودہ محمد۔

مولوی نے زور دیا عقل مند کو سوچنا چاہیے کیونکہ اس فرمان میں چودہ کا لفظ ہے ہی نہیں۔ فرمان ہے کُلْنَا محمد۔ ہم سارے محمد، سارے محمد کا مطلب ہے محمد محمد، علی محمد، حسن محمد، حسین محمد، علی محمد، محمد محمد، جعفر محمد، کاظم محمد، علی محمد، محمد محمد، علی محمد، حسن محمد، بارہواں محمد، ابوطالب محمد، قاسم محمد، اکبر محمد، اور غازی محمد ہے۔

توجہ بے نا۔!

امام زمانہ آپ کو سلامت رکھیں!

یہ سارے کا سارا گھر نبوت و رسالت کا آشیانہ ہے۔ اس گھر کا ہر فرد محمد ہے۔ تم سے اچھا تو اہل سنت کا امام نکلا۔ اہل سنت ہے مگر اُس کا عقیدہ کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا۔

تو چودہ پر زک گیا..... تو نور اور تیرا بچہ بچہ نور کا۔ سب گھرانوں میں.....

امام زمانہ آپ کی زندگی کرے!

سب گھرانہ نور کا..... یہ سارے کے سارے محمد اور اول مخلوق ہیں۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو بنایا۔ پھر اُس نور کے ٹوڑے اس لیے کیے کہ وہ اپنی وحدت کو بچانا چاہتا تھا۔ اپنی وحدت کو بچانے کے لیے اُس نے اس نور کی وحدت کو کثرت میں بدل دیا اور پہلی پہلی کثرت ہے کہ ”ایک کے دو کیے۔“

أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ

غور ہے یا نہیں!

ضیاء الحق نے اسلامی کونسل کے اجلاس میں ۲۹ مولویوں کی موجودگی میں کہا: مجھے اسلام چاہیے مگر علیؑ کے بغیر۔ ۲۵ پرائے اور چار اپنے چپ کر کے بیٹھے رہے۔ وردی کے سامنے کون بول سکتا تھا؟

اہل سنت تھا، وہ خانساں تھا، اتنا بڑا رینک بھی نہیں تھا اور شیعہ بھی نہیں تھا۔ علیؑ کی محبت شیعہ یا سنی ہونے کی محتاج نہیں۔ نام خادم حسین تھا۔ اُس نے چائے کی پیالی آگے رکھی۔ اس میں دو دھڑالا گرا اُس میں پتی نہ ڈالی۔

اس نے غصے میں آ کر کہا: یہ کیسی چائے ہے جس میں پتی نہیں۔

خانساں نے کہا: جناب! اگر پتی کے بغیر چائے نہیں ہو سکتی تو پھر علیؑ کے بغیر اسلام کیسے ہو سکتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو بنایا۔ اُس نور کے اللہ نے دو ٹکڑے کیے:

أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ

یہ بات بڑی آسان ہو جاتی، عیسٰی کو شش کر رہا ہوں۔ یہ لوگ جو سمٹ کر بیٹھے ہیں وہ سردی سے نہ گھبراہیں کیونکہ مولانا کا فرمان ہے:

”جاتی ہوئی سردی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

آتی ہوئی سردی سے بچو اور جاتی ہوئی سردی سے لطف لو۔ جب یہ آتی ہے تو درختوں کا کیا حشر کرتی ہے لیکن جب جاتی ہے تو درختوں کے ساتھ اچھا سلوک کر کے جاتی ہے۔

أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ
”میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔“

واحد تو یہ ہیں وہ احد ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝

آپ حضرات کے سامنے میں قبلہ زیدی صاحب کا یہ فقرہ پڑھتا ہوں اس کا ثواب تو یقیناً انہی کو ہی جائے گا۔

ایک مولوی صاحب نے زیدی صاحب سے کہا: آیت سے پہلے نماز فرض نہیں تھی۔

آیت آئی: اَقِمْوُ الصَّلٰوةَ۔ تو اُس کے بعد نماز فرض ہوئی۔

قبلہ نے کہا: بالکل ٹھیک۔

مولوی نے کہا: روزے کا حکم آیا تو پھر مسلمانوں نے روزہ رکھا۔

زیدی صاحب نے کہا: بالکل ٹھیک۔

مولوی نے کہا: حج کی آیت آئی تو بعد میں حج کیا۔

قبلہ نے کہا: بالکل ٹھیک۔

اُس نے کہا: جی! اہل بیتؑ بھی تو آیہ تطہیرؑ آنے کے بعد پاک ہوئے؟

توجہ چاہتا ہوں!

زیدی صاحب نے مسکرا کر فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی قُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ کے آنے کے بعد ”احد“ بنا۔ (نعرۂ حیدری)

اللہ ”احد“ ہے، مصطفیٰ اور علیؑ واحد ہیں۔ آپ کا ایمان ہے کہ نہیں۔ یہ ایک نور ہیں۔ اُس ایک نور کے اللہ نے دو کٹڑے کیے۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔ یہ آخری فقرہ ہے فضائل کی انتہا کا۔ لیکن اس کو سمجھانے میں آدمی رات بھی ہو گئی تو میں عرض کر دوں گا۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔

یہ ایک نوٹ ہے جناب۔ جسے شک ہو وہ اس نوٹ کے دونوں نمبر چیک کرے۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں یا نہیں۔ جو حیران ہیں پوری توجہ سے فقرہ سن لیتا۔ یہ اور یہ مل کر ایک ہے۔ محمدؐ اور علیؑ دونوں مل کر ایک ہیں۔ یہ اور یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔ جس کو محمدؐ رسول اللہ کے بعد علیؑ کی ولایت قبول نہیں ہے وہ اس آدمی نوٹ کو چلا کر دکھائے۔ جس کا ایمان اجازت دے گا وہ بندہ بول کر دکھائے۔ عقیدہ ساتھ نہ دے تو بے شک چپ رہنا۔ اگر کوئی بندہ بازار میں آدمی نوٹ کو چلا کر دکھائے تو میں اُسے مان جاؤں گا کہ یہ بڑا قابل آدمی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ آدھا نوٹ دکان دار نہیں لے گا کیونکہ دونوں حصے مل کر ایک ہیں۔ اگر ان دونوں کو کوئی جدا کر دے اور دکان دار کے پاس آدھا نوٹ لے کر چلا جائے گا تو لگے گا کہ یہ بندہ یا تو بے ایمان ہے یا بے وقوف۔ کیونکہ عقل مند بندہ آدھا نوٹ نہیں چلاتا۔ ایمان دار بندہ آدھا نوٹ نہیں چلاتا۔ قیامت کے میدانِ محشر میں جس کے نامہ اعمال میں رسالتِ محمدؐ یہ مکی گواہی ہوگی اور مولانا علیؑ کی ولایت کی گواہی نہ ہوگی تو فرشتے اُسے جوتیاں ماریں گے کہ یا تو یہ پاگل ہے یا چور۔ (نعرہ حیدری)

اس عقیدے کی پہلی گواہ ہیں جناب سیدہ جس نے علیؑ ولی اللہ کا سب سے پہلا مقدمہ لڑا ہے۔ اُس بی بی کا نام زہراؑ ہے۔ پوری دنیا جا کر پھرو، جو لوگ شیعہ ہوئے ہیں اُن سے جا کر پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے ہو؟

ساداتِ عظام کے علاوہ اسی مجمع میں ایسے حضرات بھی موجود ہوں گے جن پر

کسی نہ کسی وقت آلِ محمدؐ نے مہربانی کی ہوگی اور انھیں مذہبِ اہل بیتؑ نصیب ہوا۔
کیونکہ ہے یہ مہربانی۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
(سورۃ حدید: آیت ۲۱)

”یہی وہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے خدا عطا کرتا ہے۔“

آٹھویں امامؑ سے ایک بندے نے عرض کیا تھا: مولاً! میرا قرضہ اُتار دیں
میں شیعہ ہو جاؤں گا۔ امامؑ نے اُسے بغیر پوچھے دے دیا۔ اُس نے گئے تو اُتارنے ہی
تھے جتنا اُس کا قرض تھا۔

امام علیؑ نے فرمایا: علیؑ کا صدقہ لے جا۔

شیعہ ہونے کا لالچ نہ دے کیونکہ اللہ نے علیؑ کے شیعوں کی تعداد مقرر فرما
رکھی ہے۔ یہ نہرست بندوں کی مرضی سے نہیں بنتی۔ یہ خدا نے اپنی رضا سے لکھ دیا
ہے کہ یہ علیؑ کے شیعہ ہیں جن کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ وہ کہیں جا نہیں سکتے۔ جن
کے نہیں لکھے ہوئے وہ آ نہیں سکتے، کیونکہ یہ چٹنی ہوئی مخلوق ہیں۔

جتنے لوگ شیعہ ہوئے اُن سے پوچھو کہ: ”شیعہ کیوں ہوئے۔ زندگی میں ۱۰۰
سے کم لوگ ایسے ملیں گے جو معجزات کی وجہ سے شیعہ ہوئے۔ انھوں نے معجزہ دیکھا
اور وہ شیعہ ہو گئے۔“

شہر حلب ۱۰۰ کا ۱۰۰ فی صد، پتھر سے جو خون نکل رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر شیعہ
ہوئے۔ زوار تشریف فرما ہیں۔

دوسری وجہ پانچ پرسنٹ باقی مسائل ہیں اُن میں بھی کئی مسائل ایسے ہیں، یعنی
جس پر اللہ کرم کرتا ہے تو ایک آدھ بندہ ہاتھ کھول لیتا ہے، یا علی ولی اللہ پڑھنے لگتا ہے۔
لیکن ۹۰ فی صد لوگ اس وجہ سے شیعہ ہوئے کہ وہ رسولِ خدا کی بیٹی کا حق ہے۔

۹۰ فی صد۔ میں آل محمدؐ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کے اندر مجھ سے جب بھی کوئی یہ کہتا ہے کہ میں عسکر کی فوج کا سپاہی ہوں یعنی میں ”نیا شیعہ“ ہوں۔ ایک بچے نے ہاتھ کھڑا کیا ہے آپ کس وجہ سے شیعہ ہوئے تھے۔ بسم اللہ۔ جناب زہراؑ تجھے سلامت رکھے۔ تجھ سے بڑا خوش قسمت کون ہے جو نے حضرت محمدؐ کی بیٹی کا حیا کر کے یہ مذہب قبول کیا ہے۔

دو چار باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں دو چار باتیں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو زندگی میں مجھ سے ملتے رہتے ہیں، میرے اندر ایک تجسس تھا کہ کوئی بندہ کہے کہ میں شیعہ ہوا ہوں اور میں اُس سے پوچھوں کہ تم کیوں شیعہ ہوئے ہو، کس لیے شیعہ ہوئے ہو، کس وجہ سے شیعہ ہوئے ہو؟

وہ بتاتا تھا کہ غی ولی اللہ اس لیے پڑھا ہے کہ بی بی فاطمہؑ کا دربار میں جا کر حق مانگنا۔ سوال زہراؑ کیا، اور تعلیمی جواب کیا۔

ذکر مصائب: دروازہ بول پر لگنے والی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دعا کیا کرو قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔ حضرت یوسفؑ کو بے قدروں نے بیچا تھا اس لیے کھوٹے سٹکوں کے عوض ہک گیا۔ حضرت یوسفؑ کی قیمت کا پتا چلتا اگر بیچنے والے یعقوبؑ نبی ہوتے۔ پھر پتا چلتا کہ حضرت یوسفؑ کی قیمت کیا ہے۔

جس طرح سوال کرنے دربار میں جناب زہراؑ گئی تھیں کاش! منبر پر محمد مصطفیٰؐ بیٹھے ہوتے تو پھر پتا چلتا کہ خالی واپس آتیں یا داریں لے کر آتیں۔

جان آنی جانی ہے موت حق ہے اور زندگی کا اختتام موت ہے اور زندگی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی نہیں تو کیوں نہ ہو کہ جب تک حلق سے آواز نکلتی رہے اُس وقت تک

معصومہ کا ذکر کیا جائے۔ اُس مظلومہ کا مقدمہ بیان کیا جائے۔ اُس پاک بی بی کا حق بیان کیا جائے۔ چودہ سو سال کے بعد بھی اُمت جس کی قبر کی دشمن ہو۔

آج تک معصومہ کی قبر کے اتنے دشمن ہیں کہ معصومہ کی قبر کا بوسہ بھی نہیں لینے دیتے۔ میں ساداتِ عظام سے معافی مانگ کر ایک فقرہ کہتا ہوں جتنے غیر سادات بیٹھے ہیں تم سے کہتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی ماں کی قبر پر جائے اور قبر پر لوگ دڑے لے کر کھڑے ہوں۔ تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی۔ سادات کو یہ سوچ کر پُرسہ دیا کرو کہ چودہ سو سال ہو گئے آج تک ان کی دادی کی قبر پر مسلمان دڑے لے کر کھڑے ہیں۔

میں نے اپنی زندگی میں قبرستان بھی دیکھے ہیں اور میں نے اس بی بی کی وکالت کے صدقے میں زندان بھی دیکھے ہیں۔ میں دونوں تجویزوں کو مد نظر رکھ کر کہتا ہوں کہ جنت البقیع قبرستان نہیں ہے بلکہ زندان ہے۔ کیونکہ قبرستان میں ملاقاتوں کے وقت نہیں ہوتے۔ قبرستان میں فوجوں کے پہرے نہیں ہوتے۔ ۱۹۹۸ء میں میں رسول خدا کی بیٹی کی قبر پر کھڑا تھا۔ ایک ایرانی نے ایک فقرہ کہا۔ ابھی بھی امام حسین کی قسم! اُس فقرہ کو یاد کرتے ہوئے رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس نے پیچھے مڑ کر رسول خدا کے گنبد کو دیکھا۔ سامنے بی بی کی ٹوٹی ہوئی قبر اور پیچھے رسول خدا کے روضہ کا گنبد۔

مڑ کر کہتا ہے: یا رسول اللہ کبھی ایران آ کر دیکھیں ہم نے آپ کے روضہ کا روضہ کیسے بنایا ہے۔

منہ پر ماتم کر کے کہتا ہے: کیا ہوتا آپ کی ضریح کے ساتھ ہم بیٹیوں کا زیور بچ کر آپ کی بیٹی کی قبر بناتے۔

اللہ تمہارا شمار روئے اور زلزلے والوں میں کرے۔

عزادارانِ امام مظلوم!

اس حق کو بیان کرو۔ اگر منبروں پر بیان نہ ہو سکے تو اپنے اپنے گھروں میں بیان کرو۔ بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس بی بی کی شہادت کی روایات اور تاریخ شہادت کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ ایک ہی مجلس میں کبھی کسی عالم نے گن کر نہیں سنا میں۔ یہ جو مہینہ گزر رہا ہے اس میں بھی ایک روایت ہے بی بی کی شہادت کی۔

ربیع الثانی۔ ربیع الثانی کی آٹھ تاریخ، یہ بی بی کی شہادت کی ایک روایت کے مطابق شہادت کی تاریخ ہے اور ابن شہر آشوب اتنے بڑے عالم دین نے یہ تاریخ لکھی کہ باپ کے بعد ۴۰ دن تک زندہ رہیں جس دن بابا کا چہلم تھا اسی دن دنیا سے چلی گئیں۔ دوسری روایت کے مطابق باپ کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں ۱۳ جمادی الاول۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۹۵ دن زندہ رہیں۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۱۰۰ دن زندہ رہیں۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۱۲۰ دن زندہ رہیں۔ اہل سنت والوں کی روایت ہے کہ باپ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جتنے دن بھی بی بی پاک زندہ رہیں، دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی تھیں۔

اے میری قوم کے غیور! میں سچی بی بی کے متعلق اگر کوئی جھوٹی بات کہوں تو میں دنیا میں تو بیچ سکتا ہوں لیکن آخرت میں نہیں۔ جب کہ میرا ایمان ہے کہ بی بی پاک کا وارث اس مجلسِ عزا میں موجود ہے۔

وہ منظر بیان ہی نہیں ہو سکتا جو حقیقی منظر تھا۔ اہل سنت کے علما کی روایت ہے کہ اتنے لوگوں نے حملہ کر دیا جناب بتوں کے گھر پر کہ وہ گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے علی کے گھر کی طرف دوڑ رہے تھے۔ مدینے کی گلیوں میں فوج آگئی۔ ہر گلی میں سوار گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے علی کے گھر کی طرف دوڑ رہے تھے۔

کوئی یقین نہیں کرے گا، میری کوئی زبردستی نہیں ہے۔ میں اگر غلط پڑھوں گا

تو پردے میں بیٹھی ہوئی۔ بی بی مجھے معاف نہ کرے۔

منبروں پر صرف یہ پڑھا جاتا ہے کہ دروازہ ٹوٹا۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں:
میری چھت کو توڑ دیا گیا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: میری چھت کو توڑ دیا۔ مسلمان
ہاتھوں میں نیچے لے کر چھت پر چڑھ گئے۔

عزادارانِ امامِ مظلوم!

کبھی جنابِ زینبؑ جنابِ زہراؑ کے پیچھے چھتی ہیں اور کبھی جنابِ زہراؑ
جنابِ زینبؑ کے پیچھے چھتی ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ کے گھر میں خود کو مسلمان کہنے والوں کا
لشکر گھس آیا۔

ہم پاگل نہیں، ہم دیوانے نہیں۔ زندگی جتنی بھی پیاری ہو، ایک دن موت
ہے۔ لیکن میرے شیعہ سنی مسلمان بھائیو! اس شریف گھر کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے،
اُسے بیان کرنے سے جگر پھٹتا ہے۔

عزادارو!

بعد از رسولؐ اسلام ناپاک لوگوں کا ایک نجس گردہ ہاتھوں میں تازیانے،
تلواریں، لکڑیاں اور آگ لے کر شہزادی کو نین ہتہ رسولؐ خدا کے پاک دروازہ پر
اجر رسالت دینے کے لیے آپیجھا۔ انھوں نے کہا: اے علیؑ! گھر سے باہر نکلو ورنہ ہم
اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔

جنابِ جنولِ علیؑ دروازے پر تشریف لائیں اور لوگوں سے
فرمایا: اس گھر میں رسولؐ اسلام کے نواسے حسنینؑ شریفینؑ رہتے ہیں۔

ایک شخص نے کہا: حسنینؑ رہتے ہیں تو کیا ہوا؟

اس ظالم نے بی بی پاکؑ کی کوئی بات نہ مانی۔ دروازہ جنابِ جنولؑ پر ان
ظالموں کا شور و غل بڑھنے لگا۔ اتنے میں ان لوگوں نے جنابِ سیدہ کو نینؑ کے گھر کو

آگ لگا دی اور دروازے کو بی بی زہرا پر گرا دیا۔
 دروازے کا گرنا تھا کہ معصومہ کے پہلو پر ضرب لگی، پہلو زخمی ہوا اور محسن
 شہید ہو گیا۔ ایک ظالم کے تازیانے سے مخدومہ کونین کا دایاں ہاتھ تسبیح خدا سے
 محروم ہو گیا۔

عزادارو!

جناب زہراء علیہا السلام کے گھر کو لگنے والی آگ کے شعلے دس محرم الحرام کو کربلا
 کے میدان میں بھڑک اُٹھے۔ مدینہ میں ماں کا صرف گھر جلا مگر میدان کربلا میں
 بیٹیوں کے خیمے جل گئے، چادریں بھی جل گئیں، بھائی مارے گئے، شوہر مارے
 گئے، بیٹے بھی شہید ہو گئے اور گلستان نبوت کی پاکیزہ کلیاں صحرا میں بکھر گئیں۔

بتاؤ! امت کا ظلم اپنے نبی کی بیٹی کے ساتھ کیوں ہے؟

بتاؤ! اب تک جناب زہرا کا ایک پہلو پہ ہاتھ کیوں ہے؟

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ

”بے شک! فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔“

سامعین گرامی قدر!

پروردگار عالم شہزادی کوئین کے صدقے میں اس عظیم ترین عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما۔ پہلا فقرہ، پہلا لفظ مالک ارض و سموات کی خدمت میں اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ موسم کی حدت و شدت کیا ہے۔ کون تھکا ہوا ہے اور کون نہیں تھکا ہوا۔ جس بی بی کی تسبیح کے دانے بندے کو اللہ سے مشورے کے قابل بنادیں اُسے فاطمہ زہرا کہتے ہیں۔

جگا کر مجلس پڑھنا مجھے نہیں آتا۔ جناب بتول کی مجلس میں جس کا مقدر جاگ رہا ہو وہ کبھی سو نہیں سکتا۔ جو بات سمجھ نہ آئے۔ طالب علم کی حیثیت سے میری گفتگو ہے، کوئی عالم ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ لیکن جو بات میں عرض کر رہا ہوں، ہر ایک بات کے پیچھے ایک مقصد ہے۔ چند جملوں سے اپنے ایمان کو مزید بیدار کرنے کے لیے تاکہ بارگاہ جناب فاطمہؑ میں حاضری کے قابل ہوسکوں اور کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ یہ کریں یا نہ کریں تو استخارہ کیا جاتا ہے۔ استخارہ تسبیح پر کیا جاتا ہے۔ استخارے کا مطلب ہوتا ہے اللہ سے مشورہ کرنا۔

جس بی بی کی تسبیح کے دانے گنہگار بندے کو اللہ سے مشورے کے قابل

بنادیں اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔

ابھی بھی زیادہ بندے حیران ہیں، پریشان ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر چاہتا ہوں کہ سب کی توجہ میری طرف ہو جائے تاکہ میں یہ فقرے آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں۔

پوری کائنات میں جس بی بیؑ کے دروازے پر دونوں جہاں کے فقیر آ کر خیرات مانگتے ہوں اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جس کی چوکھٹ پر فطرس کو پر ملیں، جس کے دروازے پر نبیوںؑ کے سلطان کو اجازت لینی پڑے۔ جس کے کوثر نامی حوض پر مولا علیؑ اور مصطفیٰؐ جیسوں کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہوں۔ جس کی جاگیر کا نام جنت ہو۔ پیغمبرِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نکاح کرو تاکہ تمہارا ایمان محفوظ ہو جائے۔“

یہی محافظۂ ایمان ہوتی ہے۔ جو کل ایمان کے ایمان کی محافظ بن جائے اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

معزز سامعین!

بہنی باپ کے لیے رحمت ہوتی ہے۔ جو رحمت للعالمینؑ کے لیے رحمت بن جائے اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوتی ہے۔ جنت کے سرداروں کی جنت جس کے قدموں میں ہو اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جس کے نام کے ویلے کے بغیر آدم کی توبہ قبول نہ ہو۔ نوح کی کشتی پار نہ لگے۔ موسیٰ کو طور تک رسائی نہ ہو۔ ابراہیمؑ کی آگ گزار نہ ہو۔ مصطفیٰؐ کو نسل نہ ملے اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔

جس بی بیؑ کی وجہ سے آج تک رسول اللہؐ کا نام باقی ہو، اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جو کبھی سے زیادہ پاک ہو، اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔ اب مجھے نہیں پتا کہ یہ خاموشی تھکاوٹ کی وجہ سے ہے یا جملے پر یقین نہیں آیا۔ (نعرۂ حیدری)

آئیے! قرآن سے پوچھتے ہیں۔ کہ بلا گارے شاہ میں اس عظیم الشان شہزادی کے ذکر میں ایک ادنیٰ سے ذاکر حسینؑ نے منبر سے کہا: فاطمہؑ کعبے سے زیادہ پاک ہے۔ قرآن سے پوچھتے ہیں۔

اے اللہ کی کتاب تو ہی بتا کہ یہ جو دعویٰ میں نے کیا ہے سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پہلے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ کعبہ کتنا پاک ہے۔ جناب بتولؑ سے محبت شریف نسب والوں کی اولاد کو ہوتی ہے۔

توجہ ہے کہ نہیں!

غور سے سنو۔ اور آداب سے سر کو جھکا لیں، تمہیں اللہ نے اتنی عظیم ترین شہزادی کا نوکر بنایا ہے اس سے بڑی عظمت کائنات میں ہو ہی نہیں سکتی۔

قرآن سے پوچھو کہ کعبہ کتنا پاک ہے۔ پھر اسی قرآن سے پوچھو کہ جناب فاطمہؑ کتنی پاک ہیں؟

قرآن نے کعبے کی پاکیزگی کے لیے فرمایا:

ذاتِ لم یلد جناب ابراہیمؑ سے گفتگو کر رہی ہے۔ ارشاد ہوا:

اے ابراہیمؑ! طَهِّرْ اَبْنٰیَّتِی ”میرے گھر کو تو پاک رکھنا۔“

کون کہہ رہا ہے؟۔ اللہ!

کس سے فرما رہا ہے؟۔ حضرت ابراہیمؑ سے۔ کس کو پاک رکھنا ہے؟۔

کعبے کو۔

کعبہ اتنا پاک ہے جتنی ابراہیمؑ کی طاقت ہے۔ کیونکہ ڈیوٹی جو ابراہیمؑ کی ہے۔ طَهِّرْ اَبْنٰیَّتِی ”میرے گھر کو تو پاک رکھنا۔“

اب سنو کہ جناب فاطمہؑ کتنی پاک ہیں۔ ایک روز ”شبّین پاک“ چادر کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی آواز آئی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ (سورة احزاب: آیت ۳۳)

”اے اہل بیت! میرا ارادہ یہ ہے کہ میں تمہیں پاک رکھوں۔“

جو کعبہ کو پاک رکھے اُسے ابراہیمؑ کہتے ہیں اور جسے اللہ پاک رکھے انہیں
اہل بیتؑ کہتے ہیں۔ تو جتنی ابراہیمؑ کی طاقت ہو اتنا کعبہ پاک اور جتنی اللہ کی قدرت
ہو اتنی ہی جناب فاطمہؑ پاک ہیں۔ (نعرہ حیدری)

توجہ بے نا!

یہ طاہرہ بی بی چودہ مصومینؑ میں بھی منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

اس فقرے پر کوئی بولے یا نہ بولے مجھے بی بی کی چادر کی قسم! اسی ایک
فقرے پر بی بیؑ مجھے جنت عطا فرما سکتی ہیں۔ مجھے اتنا ناز ہے، اتنا بھروسہ ہے اس
فقرے پر جو سبب تخلیق مصطفیٰ ہو۔

توجہ ہے کوئی حیرانی اور پریشانی تو نہیں!۔

جو سبب تخلیق مصطفیٰ ہو۔ یہ کائنات بنی ہے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے صدقے میں۔
اگر میرا نبی صلوات اللہ علیہ نہ ہوتا، نہ شجر و حجر ہوتے، نہ ملک و طور ہوتے، نہ بہشت و
حور ہوتے، نہ عین و عاں ہوتے، نہ چنی و چٹاں ہوتے، نہ آدم اور آدمی ہوتے، نہ
بولنے والے اور چپ ہونے والے ہوتے، نہ معرفت والے اور نہ حیران ہونے
والے ہوتے، نہ گرمی ہوتی، نہ سردی ہوتی۔ نہ فلک ہوتا نہ آسمان ہوتا۔ نہ لوح ہوتی
نہ کرسی ہوتی اور نہ جبرئیلؑ ہوتا، نہ میکائیلؑ ہوتا۔

یعنی اللہ فرماتا ہے:

لَوْ مَا خَلَقْتُ أَفْلَاكَ:

”اے میرے حبیب! اگر میں تجھے نہ بناتا تو کچھ بھی نہ بناتا۔“

جب حضرت محمد مصطفیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تو اللہ نے پھر فرمایا:

وَلَوْلَا عَلٰی لَبَا خَلَقْتَنكَ

”اور اے محمد! میں علیؑ کو نہ بناتا تو آپ کو بھی خلق نہ کرتا“۔ (نعرہ حیدری)

اگر مصطفیٰ نہ ہوتے، اگر آپ کو نہ بناتا تو کائنات میں کسی کو نہ بناتا۔

وَلَوْلَا عَلٰی لَبَا خَلَقْتَنكَ

”اور اگر علیؑ کو نہ بناتا تو آپ کو بھی نہ بناتا“۔

دونوں خوش ہو گئے۔ مولا علیؑ خوش کہ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ کی وجہ سے ہے، مصطفیٰ خوش کہ میں اپنے بھائی علیؑ کی وجہ سے ہوں۔ ابھی ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کہ اللہ کی تیسری آواز آئی:

وَلَوْلَا فَاطِمَةُ لَبَا خَلَقْتَنكَ

”اگر میں بتول کو نہ بناتا تو نہ محمدؐ کو خلق کرتا اور نہ حیدر کز ارکو“۔

(نعرہ حیدری)

کائنات مصطفیٰ کے صدقے میں، مصطفیٰ کو بنایا مرتضیٰ کے لیے، دونوں کو بنایا سیدہ کے لیے۔ اور اللہ نے اس بی بی کو بنایا بتول۔ بتول لقب نہیں ہے، کنیت نہیں ہے، تحفہ نہیں ہے۔ عہدہ ہے۔

اب اگر اس جملے پر کوئی بزرگ نہ بولا تو مجھے دلی دکھ ہوگا۔ بیٹی میری ہو یا صحابی رسولؐ کی۔ پورا مہینہ قرآن تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصطفیٰ عبادت نہیں کرنے دیتا۔ جنہیں سمجھ آئے کم از کم وہ میرے ساتھ بولیں۔ قرآن پورا مہینہ تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصطفیٰ پورا مہینہ عبادت نہیں کرنے دیتا۔ بیوی میری ہو یا رسولؐ اللہ کی ہو..... اللہ کی طرف سے فطرت کا ایک ایسا قانون ہے اُسے دیکھنا پڑتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے: خبردار! میرے قرآن کو چھونا نہیں۔ خبردار! میرا نام تمہاری

زبان پر نہ آئے۔ خبردار! میرے نبیؐ کو شوہر سمجھ کر اس کا نام نہ لینے لگ جانا۔ تمہاری زبان بھی ان دنوں اس قابل نہیں ہے کہ میرے حبیبؐ کا نام اپنی زبان پر لے۔ جن بیبیوں کو قرآن تلاوت سے روک دے، مصلیٰ عبادت سے روک دے وہ اور ہوتی ہیں اور فاطمہؑ اور ہوتی ہیں۔

جسے ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے، اور مصلیٰ عبادت سے نہ روک سکے۔ جس بی بیؑ کو ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے اور مصلیٰ عبادت سے نہ روک سکے۔ جس بی بیؑ سے ساری زندگی کے ایک سیکنڈ کے کروڑویں حصے میں عبادت الہی ساقط نہ ہو اسے بتولؑ کہتے ہیں۔

آئیے! میں اُم المؤمنین سے پوچھتا ہوں، رسول اللہؐ کی زوجہ سے پوچھتا ہوں، مومنوں کی محترمہ ماں سے پوچھتا ہوں۔ کیونکہ اُن سے پوچھا صحابیوں نے کہ بی بی فاطمہؑ کیسی تھیں؟ میں غلط پڑھوں رسولؐ شفاعت نہ کرے۔ اہل سنت بھائیوں کی کتابوں میں ہے کہ بی بی عائشہؓ نے فرمایا:

”میں اُس بی بی کے متعلق کیا کہہ سکتی ہوں۔ فاطمہؑ تو وہ بی بی ہے ظہر کے بعد حسنؑ کی ولادت ہوئی اور عصر کے وقت مصلیٰ عبادت پر بیٹھی ہوئی ہے۔“

بولو جنہیں زبان مولاً کے ذکر کے صدقے عطا ہوئی ہے۔ سارے جاگ کر۔

یہ جنہوں نے نعرہ نہیں لگایا جواب دو۔ یہ جو دو میرے بھائی چپ چپ بیٹھے

ہیں امام حسنؑ کی ولادت کس مہینے میں ہوئی؟

امام حسنؑ کی ولادت کس مہینے میں ہوئی۔ ”رمضان“ میں۔

قرآن کی طرح جناب بتولؑ کی گود میں امام حسنؑ رمضان میں نازل ہوئے۔

قرآن بھی رمضان میں نازل ہوا۔ امام حسنؑ بھی رمضان میں نازل ہوئے۔ ظہر کے

بعد بی بی کے ہاں دنیا میں امام حسن آئے۔ عصر کے وقت بی بی بیٹھی تھیں مصلے پر۔ اُس بی بی کو کہتے ہیں جلول۔ ۱۵ رمضان کو حالت روزہ میں طہر کے بعد بیٹے کی آمد ہوئی۔ جلول وہ ہوتی ہے جس کا نہ روزہ ٹوٹے نہ مصلی چھوٹے۔ (نعرہ حیدری)

توجہ بے میرے بھائی!

نہ بی بی سے مصلی چھوٹا اور نہ شہزادی کا روزہ ٹوٹا۔

لولا علیٰ ما کان فی فاطمہ کفوًا

توجہ فرمائیں!

میری طرف دیکھیے۔ بس فضائل کی سرحدیں آگئیں۔ میرے جیسے کروڑوں عاصی انسان قیامت تک جناب جلول کا ذکر کرتے رہیں گے مگر شہزادی کو نین کے فضائل ختم نہیں ہوں گے۔ جس بی بی نے اللہ سے اپنے قہیدے سنے ہوں وہ ہم جیسوں کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتیں۔ یہ تو فقط اظہار ہے خون کی شرافت کا۔ پڑھنے والا پڑھے ایسے، سننے والے سنیں ایسے۔ جناب جلول کا ذکر کہ ان چودہ میں سے کسی ایک نے بھی، خلوص نیت کے ساتھ پڑھنے والے کو دیکھ لیا یا خلوص نیت کے ساتھ سننے والا دیکھ لیا۔ کسی ایک کی طرف خالی مسکرا کر دیکھ لیا، خالی امام حسینؑ ہنس کر دیکھ لیں کہ تو خلوص نیت سے جلول کا ذکر پڑھ رہا ہے تو ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

معصوم یہ کہہ دیں کہ تو خلوص نیت سے جلول کا ذکر سن رہا ہے۔ مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! نہ دنیا میں کچھ چاہیے اور نہ پھر آخرت میں کچھ چاہیے۔ اس لیے کہ یہ وہ عظیم ترین شہزادی ہے کہ جس کی طہارت کا اعلان کرنے والا اللہ ہے اور جس کی عظمت کو بیان کرنے والے خود رسول اللہ ہیں۔ پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

”اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کے برابر کا کوئی نہ تھا نہ آدم اور نہ

غیر آدم۔“

اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہیں تھا۔ میں نے تو اللہ کے لیے سنا تھا:

كَفَوًا أَحَدٌ:

”اس کا کوئی کفو نہیں ہے۔“

علیؑ کا شکریہ ادا کیا کر، اس لیے کہ جناب زہراؑ سے شادی کر کے بی بی زہراؑ کے ہم سر بن گئے اور اللہ کی توحید کو بچالیا۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو پھر عرش پر اللہ لاشریک تھا اور فرش پر جناب زہراؑ لاشریک تھیں۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ہے آپ حضرات کی!

اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کے برابر کا کوئی نہ ہوتا۔ منبر پر برصغیر کے عظیم نوحہ خواں حسن رضا مشہدی میرے بھائی تشریف فرما ہیں۔

عظمتِ فاطمہؑ کی معرفت سنو۔ جتنی بی بیؑ سے محبت ہوگی انسان اتنا ہی مومن ہوتا ہے۔ بی بیؑ کے دشمن سے جسے جتنی نرمی ہوگی وہ اتنا ہی کافر ہوتا ہے۔ بی بیؑ کے قاتل کو جو جتنا اچھا سمجھے اتنا ہی نجس۔ جتنی کسی کو بی بیؑ سے عقیدت ہوگی وہ اتنا ہی مومن۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ”علیؑ اور فاطمہؑ برابر ہیں۔“

عظمت میں برابر، عبادت میں برابر، معرفت میں برابر۔ حد ہوگئی دشمنی میں بھی برابر۔ جتنی دشمنی دنیائے علیؑ سے کی، اتنی ہی بی بی فاطمہؑ سے کی۔

کیا کہتا ہے مولوی۔ رسولؐ کی کتنی بیٹیاں؟ چار۔ میں کہتا ہوں کہ پانچ کیوں نہیں۔ نہیں نہیں چار کیوں کہی۔ جتنے علیؑ کے مقابلے میں بنائے (جاگ کر سنو)۔

علیؑ کے مقابلے میں کتنے بنائے۔ ”تین۔“

بتولؑ کے مقابلے میں کتنی بنائیں۔ ”تین۔“

مولوی کہتا ہے نبیؐ کی چار بیٹیاں۔

دو جملے سن لو۔

پانچویں جماعت میں ایک سوال لکھا ہوا ہے جو بندہ پانچویں جماعت تک بھی پڑھا ہوا ہے وہ اس جملے میں میرے ساتھ بولے گا۔ جو اس جملے پر چپ رہا پھر میں خود سمجھ جاؤں گا کہ اس نے پانچویں جماعت پاس نہیں کی تو بولے گا کیسے؟ یہ پانچویں جماعت کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں اُس میں بھی لکھا ہوا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو حمیز میں کیا دیا؟

بندہ مولوی سے پوچھے کہ بیٹیاں چار بتاتا ہے اور حمیز صرف فاطمہؑ کا بتاتا ہے۔ اگر بیٹیاں چار ہیں تو حمیز بھی تو چاروں کا بتا۔ (نعرہ حیدری)

اگر بیٹیاں چار ہیں تو حمیز صرف فاطمہؑ کا کیوں؟ یا پھر بتاؤ کہ اُن کی شادیوں کے وقت حمیز آرڈیننس نافذ نہیں تھا۔ اور پھر جب بی بیؑ کا حمیز بتاتا ہے تو وہ بھی اپنے خون والی منافقت سے۔

جی لکڑی کا ایک پیالہ، مٹی کے دو مٹکے، کھجوروں کے پتوں کے بنے ہوئے کچے۔ ایک چٹائی، دن کو اُس پر اونٹ بیٹھتا تھا اور رات کو اُس پر سوتے تھے۔ تجھ جیسے کسی کی جرات کیسے ہوئی کہ محمدؐ جیسے سردار کی بیٹی کے حمیز پر نگاہ ڈالے۔

سمجھو! اُسی سے نامیری بات!

اللہ نے رسولؐ کے گھر کے برتن پر اُمت کو منع کیا ہے کہ نگاہ نہ ڈالنا۔ جو بزرگ بیٹھے ہیں گواہی دیں گے۔ پھر تجھے تمیز کیا کہ بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟ جسے میں اور آپؐ زیور کہتے ہیں۔ بی بیؑ تو اُسے زیور نہیں کہتی ہیں۔ پہلے بی بیؑ سے تو پوچھ کہ بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟ خصوصاً میری مائیں، بہنیں، بیٹیاں جتنی بیٹھی ہوئی ہیں۔ جناب عباسؑ کے علم کے صدقے میں خدا تمہارے وارثوں کو سلامت رکھے۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں اس فقرے کو یاد رکھنا۔

بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟

پہلے بی بی کا جواب سن لو۔ اُس سے بڑا جواب کوئی نہیں ہو سکتا، نہ مجمع کا اور نہ ذاکر کا۔ مدینے کی عورتوں میں بحث چمڑگنی کہ عورت کا بہترین زیور کون سا ہے؟ کسی نے کہا: نگلن۔ کسی نے کہا: جھومر۔ کسی نے کہا: ٹاک کے لیے۔ کسی نے کہا: ہاتھ کے لیے۔

جب کوئی فیصلہ نہ ہوا تو انھوں نے کہا: آؤ! رسول کی بیٹی سے پوچھتے ہیں۔ اب جتنے میرے بھائی اب تک چپ ہیں۔ اُن کے چہرے بھی میں نے دیکھے ہیں جو بول رہے ہیں، اُن کا بھی مجھے پتا ہے۔ جو حیران و پریشان ہیں ان کا بھی مجھے پتا ہے۔ آخری آدمی تک تمہیں مولا علیؑ کی عزت کی قسم! اگر بی بی کا جواب عقل کو پسند آئے تو بولنا۔ نہیں تو تمہیں مولا کی قسم! چپ رہنا۔

بی بی مسکرا کر فرماتی ہیں: ”عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔“

بولو زبان سے جسے مولاؑ نے زبان عطا فرمائی ہے۔ بی بی فرماتی ہیں عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔ عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔

توجہ ہرے نا!

کیا ہے بہترین زیور۔ ”حیا“۔

یہ سونے چاندی ہر عمر میں اچھے نہیں لگتے۔ جھوٹی ہنسی کا زیور اور ہوتا ہے۔ لیکن جو کہ بچپن سال کی عمر کے مطابق زیور، کپڑے پہن کر آئے گی تو اس کی شخصیت اور ہوگی۔

اگر وہی زیورات پہن کر آجائے ۷۰ سال کی بوڑھی عورت، وہی کپڑے، وہی زیور اور وہی میک اپ تو کیا وہ اچھی لگے گی۔

پتا چلا جسے آپ اور ہم زیور سمجھتے ہیں وہ ہر عمر میں اچھا نہیں لگتا۔ نیک اولاد قربان کردوں اس پر جسے بی بی فاطمہؑ زیور کہتی ہیں۔ وہ بچپن میں بھی حسین لگتا ہے،

جوانی میں بھی بے مثال لگتا ہے اور وہ بڑھاپے میں بھی لا جواب لگتا ہے۔

بابا جی! حیا بچپن میں ہوتو بچپن خوب صورت لگتا ہے۔ حیا جوانی میں ہوتو جوانی بے مثال ہو جاتی ہے۔ حیا بڑھاپے میں ہوتو بڑھاپا بے مثال ہو جاتا ہے۔ ذرا سارے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہہ دو اللہ کرے ہر بی بی کے پاس یہ حیا والا زیور ہو۔ جس بی بی کے پاس یہ حیا والا زیور نہ ہو تو وہ بچپن میں گزریوں سے کھلتی ہے۔ جوانی میں شوہر سے ریس لگاتی ہے۔ بڑھاپے میں داماد سے جنگ کرنے آ جاتی ہے اور میری بی بیؑ نے ارشاد فرمایا: عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس بی بیؑ کا جہیز اس کی مجلس میں اس کے بابا کے منبر پر دو جلوں میں عرض کرتا ہوں۔ گھر جتنا بڑا ہوتا ہے تو زیور اتنا ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔ کس رنگ سے حیا کی دیوی دہن بنی۔ یسین کا سہرا، طہ کی لڑیاں، حنظل کی مہندی، هُمْ الْمُقْلِحُونَ کے خزانے، شَرَابًا طَهُورًا کے ساغر، وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ كَاصْءِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ کا سرمہ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کی دھونی، تاکہ کسی بد نظری نظر نہ لگ سکے۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ کی انگوٹھی، إِنَّمَا يَرِثُ اللَّهُ کی چادر، يُوَفُّونَ بِالنَّذْرِ کی تبا۔ اگلی رکاب پکڑ کر حضرت محمد مصطفیٰؐ بتا رہے تھے کہ یہ عرب کی یتیم نہیں بلکہ عالمین کی شہزادی جاری ہے۔

ذکر مصائب: شہزادیؑ کو نین پر ضعیفی کا عالم اور سید رسولؐ کے پُر زے اٹھارہ سال میں بوڑھی ہو گئی۔ نیت کرو تول کی مجلس کی۔ ادھر ادھر کے خیال بھلا کر اپنی حیثیت کو بھلا کر مولاً اس سے زیادہ عزت دے۔ مٹی پر بیٹھے ہو، حسن و حسینؑ کو ان کی یتیمی کا پُرسہ دینے، سادات کو پُرسہ دینے۔ میرے بھائی مصائب میں حیران ہو کر نہ دیکھنا، ابھی لائیں بند نہ کرنا، ابھی مجھے دو جملے اور بیان کرنے ہیں۔ میں نے دنیا میں امام حسینؑ کی مجلس سنی ہیں مختلف زبانوں میں۔ ذاکرین

عظامِ مولاؑ کے تشریف فرما ہیں۔ ایک بات غور سے سننا میری ماؤں، بہنو، بیٹیو! گواہی دینا اپنے دل میں اور مومن بول کر۔ بڑے عظیم عزادار سید زادہ تشریف فرما ہیں۔ شاہِ حِجّی! سب سے زیادہ مومن جن کے مصائب پر روتے ہیں پنجابی میں، اردو، فارسی، ہندی، عربی میں اور دنیا کی ساری زبانوں میں، وہ ہے علی اکبرؑ کے مصائب۔ ٹھیک کہا میں نے — سر ہلا کر نہیں بول کر بتانا۔

سب سے زیادہ مومن روتا ہے علی اکبرؑ کے مصائب پر۔ چاہے انسان جتنا بہتر دل ہو، اگر وہ نہ سکے تو پھر بھی ہائے ضرور کرتا ہے۔ کیوں؟ — علی اکبرؑ اٹھارہ سال کا تھا۔

پہلا جملہ ہے بی بیؑ کے مصائب کا۔ کربلا کے میدان میں جتنی عمر امام حسینؑ کے اکبرؑ کی تھی مدینے میں اتنی ہی عمر محمدؐ کی فاطمہؑ کی تھی۔

مولاؑ حمصیں کوئی غم نہ دے۔ ہر بندے سے رویا نہیں جائے گا۔ ہر بندہ ماتم نہ کر سکے گا۔ ہر بندہ اس گنگو کو سمجھ نہیں سکے گا۔ دس ہزار کا مجمع جنازے میں ہو۔ سارے نہیں رو سکتے۔ کوئی تصویریں کھینچتا ہے۔ کوئی لوگوں سے ہاتھ ملاتا ہے۔ کوئی پیچھے ہو کر سرگريٹ پی لیتا ہے۔ کوئی چھپ کر موبائل پر فون مین لیتا ہے۔ چار پانچ ہی ایسے ہوتے ہیں جنہیں دنیا کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ گریبان کھول لو سارے، مصمت کرتا ہوں آستینیں کھول لو تا کہ پتا چلے کہ آپ حضرت فاطمہؑ کے جنازے میں شامل ہیں۔

چار پانچ ایسے ہوتے ہیں جو رو رہے ہوتے ہیں جنہیں نہ ارد گرد کی خبر ہوتی ہے، اور نہ گریبان کی خبر ہوتی ہے۔ حمصیں پوچھنا پڑ جاتا ہے کہ اس میت کا یہ کیا لگتا تھا۔ آج اس رنگ میں بول کا ماتم کر کہ فرشتے رسولؐ خدا سے پوچھیں کہ یہ آپ کا کیا لگتا ہے؟

اس نے زہراؑ کے گھر کو اُڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جسے رونا نہ آئے نظریں

جھکا کر بیٹھے۔ جھولی پھیلا کر بیٹھے۔ میں بی بی کو دعوت دیتا ہوں زینبؑ عالیہ! آپؑ کی مصومہؑ ماں کا جنازہ اٹھا رہے ہیں ہم۔

دو جملے سنو جہاں جہاں تک آواز جارہی ہے۔ اٹھا رہا سال کا حسینؑ کا علی اکبرؑ تھا۔ سینے میں برجھی لگی ہوئی تھی۔ لیکن علی اکبرؑ کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔ ہاں! حسینؑ کے بال سفید ہو گئے۔

مجھے بی بی زینبؑ کی چادر کی قسم! فاطمہؑ اس غریب کا نام ہے جس کے اٹھا رہا سال کی عمر میں عمر کے سارے بال سفید ہو گئے۔ میرا پڑھنا آسان ہے تمہارا سننا آسان ہے، پتا تو کرو کہ اس مصومہؑ کے بال سفید کیسے ہوئے؟ ہاتھ میں تحریر لے کر دربار میں کھڑی تھی۔ کہتی ہے: دیکھ میرے بابا کی تحریر ہے۔ یہ دستخط میرے بابا کے ہیں۔

عزادارو!

جہاں جہاں تک کھڑے ہو اللہ بانی مجلس کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ غلط پڑھوں تو بی بی فاطمہؑ میری شفاعت نہ کرے۔ اگر صحیح پڑھوں تو جیسے حیرا دل کرے پڑسہ دے۔ ایک شخص نے صرف سند پھاڑی نہیں ہے بلکہ وہ اس پر تھوکتا بھی رہا ہے۔

جناب جنوں رو رو کر آواز دے کر قبر مصطفیٰؐ کو دیکھ کر کہتی تھیں: اوبابا! ابھی حیرا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔ مرحبا! مرحبا!

مولا حیرا جوانی سلامت رکھے شرم کر کے نہیں دیے رو جیسے جنوں کو رونے

چاہیے۔

ادھر سند کے کٹڑے پختے اور جناب جنوں سہارا لے کر کھڑا آئی۔ جناب جنوں اپنی سند پر بیٹھی جناب زینبؑ قریب آ کر کہتی ہیں کہ بی بی! ادھر نہ بیٹھ یہ میری ماں

کے بیٹنے کی جگہ ہے۔ میں تجھے اور بستر بنا دیتی ہوں۔

آواز آئی زینب! پہچان میں ہی تیری ماں فاطمہ ہوں۔

اماں بال سفید ہو گئے۔

شرم کر کے نہیں رو۔ آج تمہارے ساتھ حسنؑ رو رہا ہے۔ آج تمہارے ساتھ

حسینؑ رو رہا ہے۔ اتنی غریب ہے فاطمہؑ۔

پاکستان کے کسی منبر پر بی بی کی مکمل شہادت نہیں پڑھی جاسکتی۔ کوشش کر کے

دو جملے کہنا چاہتا ہوں۔

عزادارو!

کائناتِ قربان کروں میں اس منظر پر۔ دروازے کے پیچھے جناب فاطمہؑ اور

پیچھے پتھروں کی دیوار۔ جسے روانہ آئے گناہوں کی معافی مانگے۔

جھولی پھیلا لو میرے بچو! جھولی پھیلاؤ۔ اپنی دعائیں بھول جاؤ اور امام حسنؑ

وحسینؑ کی قیمتی سنو۔ میں کائناتِ قربان کروں اس جملے پر۔ بی بی زہراؑ کی قسم! میری

جان بھی نکل جائے پھر بھی اس جملے کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اکیلی فاطمہؑ دروازہ بند کرتی

ہے، تیس بتیس بد معاش دروازے کو دھکا لگاتے ہیں۔ بی بی دروازہ بند کرتی ہیں۔

اللہ لعنت کرے اس ملعون پر، جو اپنی جوتی سے ٹھوکریں مارتا ہے۔ آواز آتی

ہے زہراؑ آگے سے ہٹ جا۔

جناب زہراؑ فرماتی ہیں: میں نہیں ہٹوں گی۔

وہ بے شرم کہتا ہے: میں آگ لگا دوں گا۔

بی بی فرماتی ہیں: حیا کر، میں محمدؐ کی بیٹی ہوں۔

اندھیرا کرو، لائیں بند کر دو۔ یہ جملہ میں روشنی میں نہیں کہہ سکتا۔ میں یہ جملہ

اندھیرے میں کہوں گا کیوں کہ امام زمانہؑ میرا بارہواں مولا آپ کی مجلس میں موجود

ہیں۔ مولاً! تیرے جدِ غریب کا ادنیٰ سا گنہگار ذرا کر تجھے پُرسہ دیتا ہے۔
 جنابِ فاطمہ زہراؑ کے پہلو پر خالی دروازہ نہیں گرا۔ اس میں لوہے کی ایک میخ
 تھی جو آگ میں تپ کر سرخ ہو چکی تھی۔ ادھر دروازہ گرا اور ادھر بی بی فاطمہؑ کے
 پہلو پر دروازہ گرنے سے ضرب لگی.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

jabir.abbas@yahoo.com

پانچویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبَتُّلًا ۝ (سورہ مزل: آیت ۸)
”اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔“

سامعین گرامی قدر!

دربار کے تقدس کے مطابق باوازی بلند صلوٰۃ!

آل محمدؐ کا عظیم خالق محمدؐ و اہل بیتؑ کی عزت و عظمت کے صدقے میں اس عظیم اور جلیل القدر ذکر کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ صبح سے اب تک اس مجلسِ عزا میں جو کوئی بھی جتنی دیر بھی جس نیت سے بھی شریک ہوا ہے آل محمدؐ اس کی نیت کے مطابق اس دربار سے جزا دیں۔ آل محمدؐ کا کریم خالق سیدزادے کی اس پر خلوص عبادت کو مخدومہ عالیہ کی خدمت میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

سورہ مبارکہ مزل کی آٹھویں آیت کو تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور میں اللہ کی کتاب ہدایت کا منبع قرآن مجید سے بتول کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی قدر!

ارشاد ہو رہا ہے:

وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ (سورہ مزل: آیت ۸)

اپنے رب کے اسم کا ذکر کر۔ جو تیرا رب ہے اس کے اسم کا ذکر کر۔ اس کے

بعد اللہ فرماتا ہے: وَتَبْتَئِلْ اور کٹ جا ہر ایک سے، اِلَیْہِ بْزْ جا اُس سے، تَبْتَئِلْ یعنی کسی مخلوق سے نہ بْزْ اور خالق سے نہ کٹ۔ یہ حکم کس نے دیا؟ اللہ نے۔

قبلہ! جو بھی یہاں پر علمائے کرام تشریف فرما ہیں اور دنیا جہاں کے علمائے کرام سے جا کر پوچھ لیجیے یہ جو مادہ ہے جمل جس کا مطلب ہے کٹ جانا۔ اسی سے نکلا ہے بتول۔

آپ ذرا توجہ فرمائیے!

قرآن کی **زو** سے بتول کا ترجمہ کیا ہوا؟ وہ بی بی بتا جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق سے کبھی نہ کٹے۔ کیونکہ جتنی رات مرضی ہو جائے یہ مقدروں کو لکھنے والی بی بی کا تذکرہ ہے۔

یہ بی بی لکھتی ہے کہ کس کے مقدر کیسے ہونے چاہئیں۔

سامعین گرامی!

ہر ایک سے کٹ کر خالق سے جڑ جا تو بتول کا ترجمہ یہ ہوا جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق سے کبھی نہ کٹے۔

ایک اشارہ کر کے گزر جاؤں گا میں یہاں سے۔ کائنات کی کوئی بھی مستور ہو، کوئی بھی ہو وہ اگر چاہے بھی تو وہ اللہ سے ہر وقت جڑ نہیں سکتی اور مخلوق سے ہر وقت کٹ نہیں سکتی۔

اگر اپنی مرضی سے مخلوق کو چھوڑ کر بھی چلی جائے تو پھر بھی فطرت کا اصول ہے کہ مبینے کے کچھ دنوں میں خالق اُسے ایسے جدا کر دیتا ہے کہ قرآن کی تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصلیٰ عبادت نہیں کرنے دیتا۔ جس بی بی کو ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے اور مصلیٰ عبادت سے نہ روک سکے اُسے بتول کہتے ہیں۔

سلامت رہو! قبلہ! ساری زندگی جس بی بی کو قرآن تلاوت سے نہ روک سکے

اور مصلیٰ عبادت سے نہ روک سکے۔ یہ پاکستان کا وہ واحد اور عظیم دربار ہے جو مرکز اتحاد اور امن کا گہوار ہے۔ ہم پوری دنیا کو چیلنج کرتے ہیں کہ جہاں نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں، جہاں امن کو خراب کیا جاتا ہو، اس کے باوجود کائنات کا کوئی مفتی، کوئی مُلّا اس دربار میں آکر سُنی اور شیعہ کو علیحدہ کر کے دکھائے۔ یا خالی پہچان کر دکھائے کہ سُنی کہاں بیٹھا ہوا ہے اور شیعہ کہاں بیٹھا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز اتحاد ہے اس لیے میرے جو اہل سنت بھائی یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان کی تسکین کے لیے اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ کا ایک بیان حق بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

بی بی سے کسی نے پوچھا: بی بی! آپ کا بتول کے بارے میں کیا خیال ہے؟
فرماتی ہیں: میں اس بی بی کے متعلق کیا بیان کر سکتی ہوں کہ ظہر کے بعد حسنؑ کی ولادت ہوئی اور عصر کے وقت مصلیٰ عبادت پر بیٹھی ہیں۔
جنھیں سمجھ آگئی وہ میرے ساتھ ساتھ بولے گا۔

سامعین گرامی قدر!

فیصلہ ہو گیا۔ قبلہ! فیصلہ ہو گیا کہ مثل قرآن سرکارِ مجتبیٰ سبط اکبر، اول تفسیر سورۃ کوثر، وارث دستارِ امیر المومنین، حسن کا دوسرا نام حسن، بتول کے گھر کا بڑا حسن، زہراؑ کی آغوش کی پہلی زینت۔ حدیث کساء کی چادرِ تطہیر میں حسینؑ سے پہلے جانے والا۔ شبیرؑ سے پہلے آغوشِ زہراؑ میں کھیلنے والا۔ فاطمہ زہراؑ کی کائنات میں پہلے تبسم کی وجہ، امام حسن مجتبیٰؑ تشریف لائے ظہر کے بعد۔

مہینہ تھا رمضان کا، تاریخ تھی ۱۵ رمضان۔ وقت تھا ظہر اور عصر کے مابین۔ صاحبانِ معرفت تشریف فرما ہیں جب ظہر اور عصر کے مابین وقت تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اُم المومنین گواہی دے رہی ہیں کہ ظہر پڑھ رہی تھی تو بعد میں بیٹا آیا۔ عصر کے

وقت مصلیٰ عبادت پر بیٹھی تھی تو پھر تسلیم کر کہ بتول اس بی بی کو کہتے ہیں جو بیٹے کی ماں بھی بن جائے تو نہ مصلیٰ چھوٹا ہے اور نہ روزہ ٹوٹتا ہے۔

قبلہ! نہ مصلیٰ چھوٹا اور نہ روزہ ٹوٹا۔ کائنات کی ہر مستور میں اللہ نے تین نقص رکھے ہیں۔ کوئی بھی مستور ہو اس میں اللہ نے تین نقص رکھے ہیں اور کائنات کی کوئی بھی مستور ہو اللہ نے اسے تین رتبے دیے ہیں۔

پہلا رتبہ دیا بیٹی، پھر رتبہ دیا بیوی اور نصیب یاوری کرے تو ماں۔

بیٹی، بیوی اور ماں۔ بیٹی ہو تو رحمت ہے۔ بیوی ہو تو شوہر کے ایمان کی محافظ ہے اور ماں ہو تو ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

جناب زہرا! تیری عظمت کے کیا کہنے۔ ہر بیٹی عام باپ کے لیے رحمت ہے مگر رحمۃ للعالمین کے لیے رحمت ہے۔ ہر بیوی عام شوہر کے ایمان کی محافظ ہے۔ مگر زہرا! کل ایمان کے ایمان کی محافظ ہے۔

جسے اللہ نے زبان دی ہے اور سانس بھی چل رہی ہے۔ ہر ماں کے قدموں میں عام اولاد کی جنت ہے۔ جناب زہرا کے قدموں میں جنت کے سرداروں کی جنت ہے۔

سامعین گرامی قدر!

آل محمد آپ کو آباد و شاد رکھیں۔

اللہ نے تین نقص رکھے۔ پہلا نقص ناقص الوراثة، کوئی بھی بیٹی ہو اس کی وراثت میں نقص ہے۔ بیٹے کا پورا اور بیٹی کا آدھا۔

کچھ جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسلام میں ہے۔ کچھ جاہلوں کا یہ خیال ہے کہ یہ اسلام کا ظلم ہے کہ اس نے بیٹے کو پورا حصہ دیا۔ بیٹی کو آدھا کیوں؟ وہ سمجھ نہ سکے کہ پروردگار عالم کا نظام کیا ہے؟

نظام پروردگار یہ ہے کہ آدھا حصہ لے گی باپ کے گھر سے اور آدھا حصہ لے گی شوہر کے گھر سے۔

اگر باپ کے گھر سے اُسے دو حصے مل جائیں تو پھر شوہر کے گھر سے بھی حصہ ملتا تو یہ بھی زیادتی تھی۔ اللہ نے آدھا حصہ دے کر یمن عدل کو قائم کیا۔ آدھا حصہ باپ کے گھر سے لے اور آدھا شوہر کے گھر سے۔ لیکن نقص یہ رکھا ہے کہ اپنے باپ کے گھر پر اپنے بھائی کے مقابلے میں آدھا حصہ ملتی ہے۔

کیا کہنے عظمت زہرا کے۔ پیغمبرؐ کی آغوش میں ابراہیمؑ تھا جو خود فرزند رسولؐ تھکین تھا۔ دس سال کا ابراہیمؑ تھا۔

آوازِ قدرت آئی: اے میرے حبیب! میں نے ہر مستور میں نقص رکھا ہے بیٹا پورا حصہ لے گا اور بیٹی آدھا لے گی۔ یا ابراہیمؑ پیارا کرو نہ زہراؑ میں نقص برداشت کرنا پڑے گا۔ یا اگر بتولؑ میں نقص برداشت نہیں ہے تو ابراہیمؑ کو قربان کرنا پڑے گا۔ مجھے مخدومہ کے روضے کی عزت کی قسم! میں نے سنی شیعہ علما کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ پیغمبرؐ نے فوراً ابراہیمؑ کو گود سے اُتار کر نیچے صف پر لٹا کر آواز دے کر عرض کیا: مالک! ابراہیمؑ نہیں چاہیے، مگر زہراؑ میں نقص برداشت نہیں ہوتا۔

توجہ ہے سامعین گرامی!

پیغمبر اسلام ﷺ کو جناب زہراؑ کی دراشت کے مقابلے میں اپنا بیٹا بھی گوارا نہیں ہوا کہ بی بیؑ کے مقابلے پر کوئی بیٹا بھی ہو، حضورؐ کو یہ بھی گوارا نہیں۔

دوسرا نقص ہے ناقص العقل۔ عقل کے طور پر یہ فرمایا کہ اگر ایک مرد گواہی دے تو دو عورتیں مقابلے پر۔ یہ کائنات میں قرآن کا اصول ہے یہ کائنات میں رحمن کا اصول ہے۔ عظمت زہراؑ تیرے کیا کہنے۔ ماہلے کا میدان گواہ ہے چار معصوم مرد ایک طرف کھڑے ہیں اور اکیلی زہراؑ ایک طرف کھڑی ہے۔ ایک طرف امامت

گواہی دے رہی تھی۔ نبوت گواہی دے رہی تھی اور اکیلی زہرا ایک طرف.....
تیسرا نقص ناقص العبادت، کائنات کی ہر مستور عبادت میں ناقص ہے اور
جناب زہرا کو اللہ نے بتول بنایا۔ بتول وہ ہے جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق
سے کبھی نہ کٹے۔ اس لیے اللہ نے دو مستوروں کو بتول بنایا۔ ایک مریم اور ایک زہرا۔
وہ بھی بتول ہے یہ بھی بتول ہے کیونکہ اللہ نے دو شجروں کو زنت دی۔ ایک شجرہ ہے
بنی اسماعیل کا اور ایک ہے بنی اسرائیل کا۔

اللہ نے ایک گھر اس میں رکھا جسے بیت المقدس کہتے ہیں اور ایک گھر اللہ
نے یہاں رکھا اسے خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ ایک موٹی وہاں رکھا اور مثیل موٹی یہاں
رکھا۔ ایک ہارون وہاں رکھا اور ایک مثیل ہارون یہاں رکھا۔ خبر اور شیر وہاں رکھے
اور حسن و حسین یہاں رکھے۔ ایک بتول وہاں رکھی اور ایک بتول یہاں رکھی۔

جس کی توجہ ہے!

ادھر بھی ایک آخری غائب کر دیا۔ حضرت عیسیٰ اس شجرے کا آخری نبی ہے
زندہ بھی اور غائب بھی ہے۔ اور ادھر بھی آخری کو غائب کر دیا۔

حضرت اسحاق کا آخری بیٹا ہے عیسیٰ اور حضرت اسماعیل کا آخری بیٹا ہے میرا
زمانے کا امام۔ اب اللہ نے ایک بتول وہاں رکھی اور ایک بتول یہاں۔ اور اُس
بتول کی شادی نہیں کروائی کیونکہ بتول رہنے کے لیے شرط ہے کہ مخلوق سے نہ
جڑے۔ شادی ہو جاتی تو مخلوق سے جڑ جاتی۔

اب اللہ جانے وہ کون تھا جس سے شادی ہو کر بھی زہرا بتول ہے۔

توجہ ہے ناقبلہ!

کیونکہ اگر مخلوق سے جڑ جائے تو بتول نہیں رہتی ہے۔ اللہ نے اس کے ساتھ
شادی بھی کرا دی اور میں کہتا ہوں معبود! ٹو نے مریم کو کنوارا کیوں رکھا؟ عجب نہیں

کہ آواز آئے علیؑ کی وجہ سے۔ میں نے کہا: مالک! کنوارا چھوڑتا ہے تو مریم کو۔ اور وجہ میرا مولا علیؑ۔

خاص توجہ چاہتا ہوں!

جواب آیا اس لیے کہ میں نے مریم کو بنایا بتولؑ۔ شادی کروادی ہوتی تو کسی نبی سے ہوتی۔ اور اگر وہ نبی قیامت کے میدان میں سینہ تان کر کہہ دے کہ جی اس فضیلت میں میں علیؑ جیسا ہوں کیوں کہ علیؑ کی زوجہ بتولؑ ہے اور میری زوجہ بھی بتولؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مریم کنواری چھوڑ دوں گا مگر علیؑ کی ہم سری برداشت نہیں ہوتی۔

سلامت و آباد رہو۔!

مریمؑ کنواری چھوڑ دوں گا علیؑ کی ہم سری برداشت نہیں۔ ہے وہ بھی بتولؑ یقیناً بتولؑ ہے لیکن قرآن سے پوچھو اس کی شان کیا ہے؟ قرآن سے پوچھو کہ اس کی عظمت کیا ہے؟ قرآن سے پوچھو کہ اُس کی بلندی کیا ہے؟ کیونکہ جو بتول ہوتی ہے اُس کے فضائل قرآن پڑھتا ہے۔ پرورش کرتا تھا زکریاؑ۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا — (سورہ آل عمران: آیت ۷۳)

”ہم نے مریمؑ کو زکریاؑ کی گود میں پالا۔“

کیسے پالا؟ زکریاؑ بچہ مزدور۔ مزدوری کرتا ہے۔ تین دن ہو گئے کام نہیں ملا۔ گھر میں فاقے ہیں۔ تیسرے دن گھر سے مزدوری کرنے نکلے۔ گھر سے باہر تالا لگا دیا کیونکہ اس نے جانا نہیں تھا اور کسی کو آنا نہیں تھا۔ یہ کہیں چلی جائے تو بتولؑ نہ رہے اور اگر کوئی اس سے ملنے آجائے تو بتولؑ نہ رہے۔

کیونکہ ہر وقت تسبیح کرتی ہے، ہر وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے، تھکا ہارا زکریاؑ خالی ہاتھ واپس آیا۔ نبیؐ کو آج بھی کام نہیں ملا۔ تالا کھولا، کنڈی کھولی، دروازہ کھولا۔ دیکھا

تو جناب بتولؑ کے سامنے کھانا پڑا ہے۔

حیران ہو کر پوچھا: یہ کھانا کہاں سے آیا؟ بڑے ناز سے مریمؑ کہتی ہے اللہ نے بھجوا یا ہے۔

لیجیے سامعین گرامی!

دونوں بتولوں کا پتا چل گیا۔ مریمؑ بھی بتول ہے اور زہراؑ بھی بتول ہے۔ لیکن مریمؑ عرش سے کھانے منگوا کر بتولؑ ہے اور زہراؑ عرش پر کھانے بھجوا کر بتولؑ ہے۔ اور جسے سمجھ نہیں آئی اس کے لیے اور آسان کرتا ہوں۔ مریمؑ عرش والوں کے ٹکڑوں پر ہلتی رہی اور زہراؑ عرش والوں کو اپنے ٹکڑوں پر پالتی رہی۔

ذکر مصائب: شہزادی کو نین کی قبر اطہر پر غربت کی انتہا

عنوان تھا جنت البقیع۔ ایک فقرہ عرض کرتا ہوں لوگ کہتے ہیں جنت البقیع کا قبرستان۔ جو زوار ہیں وہ گواہی دیں گے بالخصوص میں قبلہ سے دعا اور گواہی بھی چاہتا ہوں۔

قبلہ میں چودہ دفعہ اس مخدومہ کی اُجڑی ہوئی قبر کا زوار ہوں۔ خدا کی قسم! وہ قبرستان نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں: جنت البقیع والا قبرستان۔ میں کہتا ہوں: جنت البقیع والا قبرستان امام حسنؑ و حسینؑ کی ماں کا زندان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ سوچ رہا ہو کہ اگر یہ قبرستان نہیں ہے تو پھر زندان کیسے ہے؟ فیصلہ کرو اتنے بڑے دربار میں بیٹھے ہو، کبھی قبرستانوں میں بھی سپاہی دُڑے لے کر بیٹھے ہوتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوا ہے کہ ہو قبرستان اور دروازے پر سپاہی دُڑے لے کر کھڑے ہوں۔ دوسرا فقرہ کہتا ہوں: کائنات کے کسی قبرستان کا یہ اصول ہے کہ وہاں ملاقات کا وقت معین ہو۔

تم اپنے عزیزوں کی قبروں پر جاتے ہو، کیا قبرستانوں میں ٹائم ہے کہ اتنے بجے مل سکتے ہو اور اتنے بجے نہیں مل سکتے کیونکہ ملاقات کا وقت ہمیشہ زندانوں میں مقرر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام حسنؑ و حسینؑ کی ماں آج بھی زندان میں ہے۔ ہم پڑھتے ہیں قبر۔ علیؑ کی عزت و عظمت کی قسم! قبر بھی نہیں ہے۔ روتے روتے آہستہ سے مومن اشارہ کرتا ہے وہ جو سامنے ہتھ پڑے ہیں وہ حسنینؑ کی ماں کی قبر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حق مانگنے لگی ہوتی تو انھوں نے حق دے دیا ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انھوں نے حق دے دیتا تھا تو وہ قبر والا حق کیوں نہیں دے دیتے۔ ماتم کر کے روجس کا رونے کو دل چاہے۔ حیران ہو کر نہیں۔ آج کا دن تو قیامت کا دن ہے۔ آج یہ سوچ کر رو لیں کہ آپ کا امام زمانہ مکتنا رویا ہوگا، اس وقت کہ جب مل چلانے والے بلڈوزر لے کر جناب بتولؑ کی قبر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ وہی قبر ہے کہ جس کے پہرے حیدر کز اردیتا رہا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

چھٹی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اَوْزَعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ
”پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا
کروں۔“ (سورہ نمل، آیت ۱۹)

سامعین گرامی قدر!

پورے پاکستان کا بے مثال عظیم الشان یہ جلسہ منعقد ہوا ہے۔ جب خدا نے
مرج البحرین کے دو موتیوں کو آپس میں ملایا، کائنات آدم و عالم کی شادیوں میں سب
سے بڑی شادی، جس میں نکاح پڑھنے والا خود رب العالمین تھا۔ نکاح جس جگہ پر
ہوا، اس جگہ کا نام عرش بریں ہے۔ اہل حضرت فاطمہ الزہراءؑ تھیں اور دولہا حضرت
علی ابن ابی طالبؑ تھے۔

اس کا نکاح ہوا کہ پورے عرب میں جس کے خاندان کے علاوہ نکاح کا کوئی
رواج نہ تھا۔ یہ فقرے میرے نہیں ہیں بلکہ امیر عرب، امام المتقین، کائنات کے
بادشاہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے سفید بنو ساعدہ چوروں کے اجتماع میں بعد از
تدفین رسولؐ خطبہ احتجاج پڑھا جس میں میرے مولانا نے سفید کی نجاست میں گوندھے
ہوئے زلفِ اقتدار کے بوڑھے اسیروں کی طرف دیکھتے ہوئے یہ فقرے ارشاد فرمائے۔
آپؑ نے فرمایا: تم نے خدیو کو بھا کر، حکم پیغمبرؐ کو فراموش کر کے، پیغمبرؐ کے
جنازے کو چھوڑ کر، جو پیغمبرؐ کا جانشین بنایا ہے میں بھرے مجمع میں علی ابن ابی طالبؑ

ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ جب تم نے مجھے چھوڑ کر کسی اور کو جانشین بنایا ہے تو میں تمہارے بھرے مجمع سے پوچھتا ہوں کیا امام المستقین یہ ہیں؟
پورے مجمع نے کہا: نہیں۔

کیا یعسوب الدین یہ ہیں؟
کہا: نہیں۔

کیا سورج انھوں نے پلٹایا تھا؟
مجمع نے کہا: نہیں۔

مولّا نے فرمایا: کیا قنبرؓ کے مولا یہی ہیں؟
کہا: نہیں۔

مولّا علیؑ نے فرمایا: کیا رسولؐ کے بستر پر یہ سوئے ہیں؟
کہا: نہیں۔

مولّا نے فرمایا: بدر کے فاتح یہ ہیں؟ أحد کے مالک یہ ہیں؟ خندق کے کلّ ایمان یہ ہیں؟ مرحب کے قاتل یہ ہیں؟ ستارہ انھوں نے اُتارا تھا؟ سورج انھوں نے پلٹایا تھا؟ سورج یہ نکالتے ہیں؟ چاند یہ چکاتے ہیں؟ بارشیں یہ برساتے ہیں؟ پانی یہ چلاتے ہیں؟ ستارہ ان کی شادی پر آیا تھا؟ اللہ نے ان کا نکاح پڑھا تھا؟ تو پورے مجمع نے انکار کیا۔

علیؑ نے سینہ تان کر فرمایا: میں نکاح سے، میرا باپ نکاح سے اور میرا دادا نکاح سے۔ تم میں سے بھی کوئی نکاح سے ہے؟

اللہ ان ہاتھوں کو سلامت رکھے جو حمایتِ علیؑ میں بلند ہوتے ہیں۔ ہر ہاتھ کا کام ہی نہیں ہے کہ علیؑ کی حمایت میں اُٹھے۔ یہ کام اسی کا ہے جسے علیؑ خیرات دے رہا ہو۔ جسے علیؑ خیرات دے اسی کا ہاتھ اُٹھتا ہے۔ جسے علیؑ خیرات نہ دے اس کے تو

نماز میں ہاتھ نہیں کھلتے۔ تو پھر مجلس میں کیسے کھلیں گے۔

ایسے نہیں۔۔۔ اپنے پیر کا نام آہستہ وہ لیتا ہے جس کے پیر نے اُسے شرمندہ کیا ہو۔ جس جس کی رگوں میں ولایت باپ کے خون اور ماں کے دودھ کی طرح رقص کر رہی ہے۔ بوذر مزاج بن کر، قعیر طبیعت بن کر، سلمان نیت بن کر، بہلول شریعت بن کر، بل کر۔۔۔ فقرہ حیدری!

حضرت فاطمہؑ اور علیؑ برابر ہیں۔ کوئی بیوی اپنے شوہر کے برابر نہیں۔ بلا عذر شرعی عورت آگے چلے اور مرد پیچھے ہو، تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ مجھے نہیں پتا کون کون تھا کا ہوا ہے؟

مجھے نہیں پتا کس کس کے موبائل میں کیلکولیٹر ہے۔ اگر ہے تو بے شک ضربیں دے کر دیکھ لے۔ عورت آگے ہو اور اُس کا مرد پیچھے ہو تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ جب تک جاگو گے نہیں فقرہ نہیں کہوں گا۔

عورت آگے ہو اور اُس کا مرد پیچھے ہو تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں پتا نہیں اس وقت کیا ہوا ہوگا جب ایک عورت آگے تھی اور پورا لشکر پیچھے تھا۔

کائنات کے ہر باپ کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنی بیٹی کا رشتہ کرے، احمد علیؑ کو اختیار نہ تھا کہ وہ جناب زہراؑ کی شادی کے لیے ہاں کرے۔ کئی نا اہل غیرت رشتہ مانگنے آئے۔

عقیدہ پڑھنے لگا ہوں۔ کئی نا اہل۔۔۔ پورے پاکستان کے معززین کا اجتماع ہے۔ خیر سے لے کر کراچی تک آپ عزادارانِ امامؑ موجود ہیں۔ قبلہ و کعبہ مخدوم بادشاہ سید نزاکت حسینؑ کی اجازت سے ایک فقرہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

بڑے بڑے لوگ پیغمبرؐ سے آپؐ کی بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے۔ یہ وہی کم طرف لوگ تھے جو سید زادی کی شادی غیر سید سے جائز سمجھتے تھے۔ ان کی کچھ نسلیں آج بھی

پاکستان میں موجود ہیں۔ جس کا عقیدہ اجازت دے وہ میرے ساتھ بولے۔ اتنی بڑی جرأت کہ سیدۃ النساء العالمین کا رشتہ مانگنے لگے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبیؐ ہم جیسا ہے۔ وہ اس پاک شجرے میں اور اپنے آپ میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے اور نبیؐ تھا رحمة للعالمین۔

یہ اگلا فقرہ جسے سمجھ میں آئے گا میں صرف اشارہ کروں گا جسے سمجھ آئے گا اُسے منبر کی بلندیوں سے میرا سلام۔ جسے سمجھ نہیں آئے گا وہ معرفت شہزادی کو نین سے طلب کرے۔

جہاں جہاں تک حضرات تشریف فرما ہیں توجہ چاہوں گا۔ قبلہ نوید عاشق صاحب، اقبال شاہ جی! بڑی توجہ سے۔ بادشاہ جی! ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں۔ ذیشان بھٹی صاحب جی! مختار فورس کے جوان! جہاں جہاں تک کھڑے ہیں ان کی دعا لینے کے لیے ایک فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا قبلہ حبیب شاہ جی!

پیغمبر اسلام ﷺ نے پوری زندگی کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا لیکن جناب فاطمہؑ کے معاملے میں نبیؐ اکرم نے کسی کو معاف نہیں کیا۔ جس جس نے جناب زہراؑ کا رشتہ صرف مانگا تھا حضورؐ نے اُس اُس کے گھر سے ایک ایک رشتہ لیا۔ سلامت رہو!

یہ شادیاں نہیں ہوئی تھیں یہ جرمانے تھے۔ تمھاری جرأت کیسے ہوئی کہ تم نے جناب زہراؑ کا رشتہ مانگا؟ امیر المومنین کی عزت کی قسم! حضرت فاطمہؑ جب اس دنیا میں تشریف لائیں تو سب سے پہلا فقرہ تھا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
 ”میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور میرا باپ محمد اللہ کا رسول ہے۔“

وَبِعَلِّيٍّ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ وَلِيِّ اللَّهِ.....
 ”اور میرا شوہر سید الاوصیاء اور اللہ کا ولی ہے۔“

امام زمانہ قمیص آباد و شاد رکھیں۔ امام حسین تم پر ہمیشہ راضی رہیں۔
 ابھی دنیا میں آکر کہتی ہیں: میرا شوہر، شادی ہوگی ۹ سال بعد..... حضرت
 فاطمہ زہراؑ نے کہا: میرا شوہر۔ پہلی گواہی اللہ کی، دوسری رسولؐ کی اور تیسری گواہی
 بتولؑ کی۔

زبان سے نکلی ہوئی ہے علیؑ کی ولایت کی۔ علیؑ کی ولایت متنازعہ نہیں ہے۔
 صرف آوارہ ماؤں کی نجس اولادوں کو نہیں پتا کہ علیؑ ولی اللہ کیا ہے۔
 جناب علیؑ اور فاطمہؑ برابر ہیں۔ کس سے شادی ہوگی زہراؑ کی؟ خدا نے خود
 طلب کر لیا پیغمبر اعظمؐ کو عرش پر۔ معراج کی خاطر، سفر معراج کا معاملہ طویل ہے لیکن
 اس میں چھپا ہوا راز علیؑ و فاطمہؑ کی شادی ہے۔
 پوری دنیا میں ہر لڑکے والا رشتہ مانگنے خود جاتا ہے۔ جناب بتولؑ کی شادی
 کے لیے جناب بتولؑ کے بابا کو اللہ نے عرش پر بلایا کیونکہ رشتہ دینے سے پہلے گھربار
 دیکھ لینا چاہیے۔

جناب بتولؑ کا بابا معراج پر کیسے گیا؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ خالی مصطفیٰ ہی نہیں
 گئے دو جوتیاں بھی عرش پر گئیں۔ پاکستان کا کون سا شیعہ ہے جس نے یہ قصیدہ نہیں سنا:
 عرش معلیٰ تے جوتیاں پہن کے گیا کیسے؟

کسی کے گھر آپ جائیں تو جوتیاں باہر اُتار دیتے ہیں۔ بیس روپے کی قالین
 بھی ہو تو جوتی پہن کر نہیں جاتے۔ اس لیے کہ گھر والا بدتمیز نہ سمجھے۔ اپنے گھر میں
 دس ہزار کی قالین ہو تو جوتیوں سمیت جاتے ہیں کیونکہ عرش تھا محمدؐ کا اپنا گھر اسی لیے تو
 جناب زہراؑ کا نکاح فرش پر نہیں ہوا تھا کیونکہ نکاح ہوتا ہے لڑکی کے باپ کے گھر۔

لہٰذا ابوتراب کی ہوتو شادی تراب پر کیسے ہو؟
 شادی ہوئی عرش بریں پر، نکاح خوان تھارب العالمین۔
 دو نکلے کا آوارہ مولوی کہتا ہے: رشتے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔
 کئی جوان بھی چپ ہو گئے۔۔۔ پریشان نہ ہوں یہ فقرہ بنو امیہ کی پھیلائی
 ہوئی بکواس ہے۔۔۔ رشتے آسمانوں پر طے ہوتے تو زمین پر طلاقیں نہ ہوتیں۔
 میرے ساتھ مل کر بولنا، جو بندہ مجھ سے متفق ہو، نہ ٹھکے ہوئے عقیدے کی
 داد چاہیے اور نہ ٹھکے ہوئے جسم کی داد چاہیے۔

یہ فقرہ خود ساختہ بنایا ہوا ہے جناب علیؑ و فاطمہؑ کے حسد میں۔ کائنات میں
 ایک ہی رشتہ آسمان پر طے ہوا تھا جس کا دلہا تھا حیدر کزار۔ کوئی بھی رشتہ آسمانوں پر
 طے نہیں ہوتا۔ یہ بندوں کے بنائے ہوئے رشتے ہیں۔ اللہ کے بنائے ہوئے رشتے
 پکے ہوتے ہیں۔ جسے ساری کائنات مل کر نہیں توڑ سکتی۔ بندوں کے بنائے ہوئے
 رشتے کچے ہوتے ہیں۔ اُن سے آگے جو رشتے بنتے ہیں وہ بھی کچے ہوتے ہیں۔

ساس امی حضور، سر ابا حضور، اللہ نہ کرے طلاق ہو جائے تو امی حضور اور
 ابا حضور کو خود بخود ہو جائے گی۔ انھیں علیحدہ طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس
 لیے کہ کچھ رشتے بندے بناتے ہیں اور کچھ رشتے اللہ بناتا ہے۔ میں اس عظیم ترین
 پنڈال میں پورے پاکستان کے سب سے بڑے جلسے میں سادات عظام سے دعا لینے
 کے لیے سادات عظام کی جوتیوں کا فقیر حقیر فقرہ عرض کرتا ہے اور اجر جناب سیدہ کوئین
 سے چاہتا ہوں۔

علیؑ کی عزت کی قسم! رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک بندوں کا بنایا ہوا
 اور ایک اللہ کا بنایا ہوا۔ جو رشتہ اللہ بنائے وہ پکا ہوتا ہے اور جو رشتے بندے بنائیں
 وہ کچے ہوتے ہیں۔ پوری کائنات میں ایک بادشاہ ہے میرا مولا علیؑ جس کا کوئی رشتہ

بھی کچا نہیں ہے۔ علیؑ کی اولاد والا رشتہ بھی اللہ نے بنایا ہے۔ علیؑ کی بیوی والا رشتہ بھی اللہ نے بنایا ہے۔ یہ رشتہ اللہ نے طلب کیا۔

ذکر مصائب: بنت رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؑ پر جلتے ہوئے دروازے کا گرنا چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی۔ جس کا کھاج رخصت نے پڑھا تھا وہ کھڑی رہی کچھری میں۔ اللہ تمھاری ہائے کو خندہ کے مقدسے میں گواہی کے طور پر شمار کرے۔ ملکہ شرم و حیا، وارثہ انبیاء، عزت امیر المومنینؑ، چار گھنٹے کھڑی رہی۔ کبھی نہ سمجھنا کہ کھجوریں مانگنے گئی۔ پوری دنیا کے لوگوں سے پوچھو جنہوں نے مذہب شیعہ اختیار کیا۔ اُن بندوں سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے؟

جواب آئے گا: زہراؑ کے حق کی وجہ سے۔ پوری دنیا میں پھر و جن لوگوں نے علیؑ ولی اللہ پڑھا اُن سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے؟ وہ جواب دیں گے: کیوں کھڑی رہی دربار میں۔

کتابیں بھری پڑی ہیں جو شیعہ ہوئے۔ اُن کے واقعات دیکھو۔ قاضی سعید الرحمن بڑا سخت متعصب تھا۔ مبلغ اعظم اسماعیل نے انھیں شیعہ کیا تھا جو لاہور میں مناظرہ ہوا تھا۔

مولانا اسماعیل نے فرمایا تھا: قاضی! لمبی باتیں نہ کر۔ میں سمجھ گیا ہوں تیری نیت ٹھیک نہیں ہے۔ جیسے مبینہ مناظرہ ہوتا تو تب بھی نتیجہ نہ نکلتا۔ کتابیں ہٹا، وضو کر، سر پر قرآن رکھ اور کبھی کی طرف منہ کر کے بتا: بتولؑ دربار سے خالی آئی ہے کہ نہیں۔ شرم کر کے نہ رونا جسے زہراؑ کا حیا ہے، بتا زہراؑ خالی ہاتھ آئی ہے کہ نہیں باپ کے نوکروں سے جھڑکیں کھائی ہیں کہ نہیں۔ قاضی سعید الرحمن کا کہنا ہے کہ میں نے دل میں نیت کر لی کہ روز بندے جھوٹا قرآن اٹھاتے ہیں کچھریوں میں۔ اُس نے کہا: اگر

آج میں اٹھالوں گا تو میری بلے بلے ہو جائے گی کہ میں نے مولوی اسماعیل کو ہرا دیا۔
قاضی سعید الرحمن خود کہتا ہے: میں دوڑ کر گیا۔ میں نے وضو کیا۔ طنزاً ہنستے
ہوئے قرآن اٹھایا، کعبے کی طرف منہ کیا۔ قرآن سر پر رکھنے سے پہلے میں نے پیچھے
مڑ کر دیکھا تو اسماعیلؑ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔

رو کر کہتا ہے: محمدؐ کی بیٹی! تیری اپنی قسمت۔

اللہ تیرے عین قبول کرے۔ جناب زہراؑ تجھ سے راضی ہوں۔ جو محمدؐ کی بیٹی کو
اوجھنی آواز میں رو رہے ہو۔ امام حسینؑ کی ماں کسی کی بیٹی کو نہ زلائے۔ اسماعیل رو کر
کہہ رہا تھا: زہراؑ تیری اپنی قسمت۔ میں اس سے زیادہ تیری وکالت نہیں کر سکتا۔

اب قرآن جانے اور سعید الرحمن جانے — قاضی سعید الرحمن کہتا ہے کہ
میں نے سر پر قرآن رکھ کر کہا: لوگو! زہراؑ سچی تھی۔ اصحاب کرسیوں پر بیٹھے رہے اور
محمدؐ کی بیٹی کھڑی رہی۔ چار گھنٹے بعد ایک نے پوچھا: کوئی ثبوت ہے تو پیش کر۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ملکہ طہارت نے حضرت محمدؐ کی تحریر کو پیش کیا۔
میں جناب زہراؑ کی قسم کھاتا ہوں جو پردے کے اندر بیٹھی ہیں۔ امام حسینؑ
کے بڑے منظور نظر ذاکرین تشریف فرما ہیں۔ عزت مآب ذاکرین کی مجلس ہے۔ صبح کا
وقت ہے شاہ جی! مجھے اس بی بی کی قسم! بی بی دایم ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی تھی۔

میرے سر پر قرآن ہے، میں روایت غلط پڑھوں غازی عباسؑ مجھے منبر پر
اسی وقت سزا دے۔ میں فقرہ صحیح پڑھوں تو پھر ماتم جانے اور ٹو جان۔ مجھے جناب
زہراؑ کی قسم! سب سے چھوٹا ذاکر ہوں لیکن قرآن سر پر رکھ کر کہتا ہوں: اس بے دین
نے صرف سند پھاڑی نہیں۔ پہلے محمدؐ کی تحریر پر تھوکتا رہا اور پھر اس بے دین نے اپنے
نخس ہاتھوں سے رسولؐ کی سند کو پھاڑنا شروع کیا۔ جناب زہراؑ کی نظریں قبر محمدؐ پر پڑیں۔
رو کر کہتی ہیں: بابا! تیری زہراؑ بھرے دربار میں جھٹلائی گئی ہے۔

بی بی تمہیں دنیا کے کسی غم میں نہ لائے جو رسولؐ کی بیٹی کو مظلومہ سمجھ کر رو رہے ہو۔ بی بی زہراؑ تمہارے آلسو قبول کرے۔

چلتے ہوئے دروازے کے نیچے جناب زہراؑ ہیں۔ میں نے بچ کے فقرے چھوڑ دیے ہیں۔ کوئی سیدھا کر ہو تو وہ پڑھے۔ میری اوقات نہیں ہے، میری جرأت نہیں کہ میں وہ فقرے پڑھوں کہ کس طرح دروازہ گرا۔ چلتے ہوئے دروازے کے پیچھے۔ جناب زہراؑ کا ٹھہر یافتہ ذکر ہے، کہتا ہے: میں اجازت دیتا ہوں کہ بتا دیں نہ چھپائیں۔ قرآن میرے سر پر ہے خالی لکڑی کا دروازہ نہیں تھا اس میں لوہے کی میخیں تھیں جو آگ میں گرم ہو گئیں جو محمدؐ کی بیٹی پر.....

ادھر دروازہ جناب زہراؑ پر گرا اور ادھر فوجیوں نے دروازے پر سے گزرتا شروع کیا۔ آواز آئی: یا علیؑ! میری پسلیاں دروازے کے نیچے۔

زہراؑ کی آواز آئی: یا علیؑ! میرا محسن شہید ہو گیا۔

فرمایا: یا فاطمہؑ! میرا وارث کہاں ہے؟ میرا وارث کہاں ہے؟ آواز آئی: بی بی! گلے میں رشی ڈال کر اسے مہینے کی گلیوں میں گزارتے ہوئے دربار میں لے گئے ہیں۔

جناب زہراؑ تڑپ کر اٹھیں، محمدؐ کا عمامہ پہنا، محمدؐ کی عبا پہنی، محمدؐ کی قبا پہنی، قبر محمدؐ پر جناب زہراؑ تشریف لائیں۔
جھولی پھیلا کر فقرہ سنو!

جناب زہراؑ نے عمامہ اُتارا، زہراؑ نے بال کھولے، نبیؐ کی قبر پر ہاتھ رکھا، رو کر کہتی ہیں: میرا دروازہ گرا، مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ علیؑ دوڑ کر سامنے آئے۔ ہاتھ جوڑ کر کہا: زہراؑ! بددعا نہ کرنا.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

ساتویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذْ كُنِيَ اسْمُ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبَتُّلًا ۝ (سورہ مزمل: آیت ۸)
”اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔“

سامعین گرامی قدر!

خداوند عالم مخدومہ عالمیان کے صدقے میں اس جلیل القدر عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ محقق محمد و اہل بیت محمد پوری کائنات میں جہاں کہیں بھی حضرت سیدہ کو صدیقہ ماننے والے ہیں خدا ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

قبلہ و کعبہ سرکارِ علامہ ریاض حسین رضوی صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے مہربانی فرما کر اپنا وقت مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں بالکل مختصر سے وقت میں اسی طرح سے نوکری پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح سے ایک بڑھیا نے اپنا نام جناب یوسفؑ کے خریداروں میں لکھوایا تھا۔

اللہ نے اپنی طرح کائنات کا ہر اچھا نام جناب سیدہ فاطمہؑ کو عطا فرمایا۔ کائنات میں جو بھی اچھا نام ہے وہ میری مخدومہ کا نام ہے۔ کائنات میں جو بھی جلیل القدر نام ہے وہ میری طیبہ طاہرہ بی بیؑ کا نام ہے۔ جس میں سب سے شہرت والا نام فاطمہؑ ہے۔ ایک بات مزید ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ نام صرف اس لیے ہیں کہ پہچان ہو سکے۔ جب ”ف“ خلق ہی نہ ہوئی تھی تو اس وقت بھی یہ بی بیؑ موجود تھیں۔

جسے بات سمجھ نہ آئے وہ میرے ساتھ بولے۔ ابھی ”ف“ خلق ہی نہ ہوئی تھی اور میری شہزادی موجود تھیں۔ یہ جو نام اللہ نے رکھے ہیں ہر نام کے اندر کوئی نہ کوئی معنی ہے، مثلاً بی بی کا ایک اسم گرامی ہے محدثہ۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا آپ کی دادی کا اسم گرامی محدثہ ہے اور محدثہ کسے کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ جس بی بی سے براہ راست گفتگو کرتا ہو۔

آل محمد آپ کو سلامت رکھے۔ خدا آپ کو ہمیشہ آباد و شاد رکھے۔

جنہیں بات سمجھ آئی ہے ان کے لیے فقرہ عرض کرتا ہوں: جن سے اللہ جبرائیل کے ذریعے بات کرتا ہو وہ نبی ہوتے ہیں اور جس سے براہ راست گفتگو کرتا ہو اُس بی بی کا نام ہے زہرا۔

بندے نے عرض کیا: فرزند رسول! وہ کون سا موقع تھا جب اللہ نے آپ کی دادی سے گفتگو کی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اُن گنت مواقع ہیں جہاں گفتگو کی۔

اس نے عرض کیا: مولاً! پھر بھی کوئی نہ کوئی واقعہ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی ہونے لگی۔ تو

نکاح خواں خود رُحمن تھا۔ نکاح پڑھنے والے نے خود دلہن سے پوچھا: تجھے حق مہر کیا چاہیے؟

آل محمد آپ کو سلامت رکھیں!

خدا ان ہاتھوں کو کبھی کسی کمینے کا محتاج نہ کرے جو فضائل جناب علیؑ و تولد

میں بلند ہوتے ہیں۔

تجھے حق مہر کیا چاہیے؟ تیرا حق مہر کیا ہو؟

شہزادی کو نین نے کہا: تیری عطا اتنی ہے کہ مجھے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔
 کائنات کی سب سے قیمتی چیز جنت ہے اور وہ میرے بچوں کی ملکیت ہے۔
 تیری رضا میں میرے شوہر کی ملکیت ہیں۔ تیرے فرشتے میرے دروازے
 کے بھکاری ہیں۔ تیری بنائی ہوئی تقدیر میرے دروازے پر اپنے مقدر کا فیصلہ سننے
 کے لیے آتی ہے۔ عزت و منزلتوں کا مرکز تو نے میرے گھر کو قرار دیا۔ تیری عطائیں
 اس کنیز پر اتنی ہیں میں اور کیا مانگوں؟

آواز قدرت آئی: میں نے حق مہر کو واجب قرار دیا ہے۔ حق مہر واجبات میں
 سے ہے۔ نکاح درست ہی نہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ خود طلب کر۔ حق مہر میں
 نے چھوڑا ہے لہن کی مرضی پر کہ وہ اپنی مرضی سے طلب کرے جو چاہے۔ میں
 کائنات کا خالق تھے اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ میں تیرا نکاح خواں ہوں اور طے سے
 تیری شادی کر رہا ہوں، حق مہر طلب کر۔ فاطمہ زہرا! اٹھ کھڑی ہوئیں۔ گردن جھکا
 کر کہا: مالک! پھر تیری کنیز کا حق مہر یہ ہے کہ حق مہر کے طور پر میرے شوہر کے
 شیعوں کو بخش دے۔

آل محمد آپ کو سلامت رکھیں۔

میرا حق مہر یہ ہے کہ میرے شوہر کے شیعوں کو بخش دے۔ قبلہ و کعبہ سے
 میں نائم لے کر اس شرط پر کھڑا ہوا تھا کہ مختصر پردھوں گا اور میں اسی وعدے کو پورا
 کرتے ہوئے آپ حضرات کی توجہ چاہوں گا۔

میرے شوہر کے شیعوں کو بخش دے۔ بعض جاہل اور نجس ذہنوں میں یہ
 سوال ابھرتا ہے کہ شیعوں کو تو اپنی جنت پر بڑا یقین ہے۔ ہم لازمی جنت میں
 جائیں گے۔ یہ تو اپنے گناہوں کو بھی نہیں دیکھتے۔

دعویٰ کی طاقت کا پتا چلتا ہے مدی کی طاقت سے۔ میں اسے آسان کر دیتا

ہوں محسن بھائی! اگر میں دعویٰ کروں کہ حضرات ایک منٹ کے بعد میں کراچی میں مجلس پڑھوں گا۔ مولانا زندگی کرے، تسلیم کریں گے اور کیا آپ اعتبار کریں گے یا جھوٹا سمجھیں گے آپ؟

ہم لعنت بھیجتے ہیں اُس پر جو رسول کے منبر پر آکر جھوٹ بولے۔ لیکن یہ جھوٹ ہوگا اگر میں کہوں کہ ایک منٹ کے بعد میں کراچی میں پڑھوں گا لیکن اگر یہی دعویٰ آصف ابن برخیا کر دے۔ وہ جو تختہ بلقیس لے کر آیا تھا۔

میں نے کہا تو آپ نے شک کیا اور یقین نہیں کیا۔ یہی دعویٰ آصف ابن برخیا کرے تو آپ شک نہیں کریں گے بلکہ یقین کر لیں گے۔

دعویٰ کرنے والے کی زبان کی قوت سے پتا چلتا ہے کہ دعویٰ میں کتنی سچائی ہے۔ اللہ کی قسم! ازہر کی قسم! حسن و حسین کی قسم! یہ ماحیوں کا دعویٰ نہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے، یہ جنت کی مالکن کا دعویٰ ہے کہ میں انھیں جنت میں لے کر جاؤں گی۔ آل محمد آپ کو سلامت رکھیں جو حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں توجہ کریں۔

جنت کی مالکہ کا دعویٰ ہے، مخدومہِ عالیان کا دعویٰ ہے میں تمہیں جنت میں لے کر جاؤں گی۔ یہ گنہگار کیسے جنت میں جائیں گے۔ واقعی نہیں جاسکتا۔ گنہگار کا کیا کام ہے کہ وہ جنت میں جائے۔ گنہگار جنت میں نہیں جاسکتا۔ جیسے پہاڑ سے اونٹنی نہیں نکل سکتی۔ جیسے قالین ہوا میں نہیں اڑ سکتا۔

آج کل تو جہاز گر جاتے ہیں قالین کیسے اڑے گا؟ جیسے گرم لوہا ہاتھ سے نہیں مڑ سکتا۔ گنہگار جنت میں نہیں جاسکتا۔ جیسے دریا میں رستہ نہیں بن سکتا۔ جسے سمجھ آئے وہ میرے ساتھ بولے گا۔

جس طرح سے چاند دو ٹکڑے نہیں ہو سکتا۔ جیسے سورج مغرب سے نہیں نکل

سکتا۔

جو حضرات خاموش ہیں وہ یہی سوچ رہے ہیں کہ گرم لوہا ہاتھ سے مڑتا ہے اگر موڑنے والے داؤد ہوں۔ قالین ہوا میں اڑ سکتا ہے اگر اڑانے والے حضرت سلیمان نبی ہوں۔ دریا میں رستہ بنا ہے اگر بنانے والے حضرت موسیٰ ہو۔ چاند دو کلوے ہو سکتا ہے اگر توڑنے والے حضرت مصطفیٰ ہوں۔ سورج مغرب سے پلٹ سکتا ہے اگر پلٹانے والے حیدر کزار ہوں۔ گنہگار ماحی جنت میں جاسکتا ہے اگر لے جانے والی حضرت فاطمہ ہوں۔

ذکر مصائب: ثانی زہراء بنت علیؑ کا شام کے بازاروں سے گزرنا
جناب زہرا دربار میں چار گھنٹے کھڑی رہی۔

میں قطعاً طویل مصائب نہیں پڑھوں گا لیکن ایک فقرہ کہوں گا:

عزادارو!

خالی دروازہ نہیں جلایا گیا۔

اس منبر پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے، پردے میں سیدہ فاطمہ زہراؑ

تشریف فرما ہیں۔

ایک لفظ کہتا ہوں:

خالی دروازہ نہیں جلایا گیا۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: میرے گھر کی چھت کو زمین سے ملا دیا۔

عزادارو!

دس ہزار کا مجمع جنازے میں ہو، سارے کے سارے نہیں روتے، دو چار ہی

روتے ہیں، تمہیں پوچھنا پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا لگتا تھا؟

اس طرح سے محمدؐ سے پہلے نبیوں کی بیٹی کا ماتم کرو کہ فرشتے رسول خداؐ سے پہلے

سے پوچھیں کہ یہ تیری زہراؑ کا کیا لگتا تھا؟

اے عزادارو!

علی اکبرؑ کی عمر میں محمدؐ کی بیٹی بوڑھی ہوئی۔

ادھر خالموں نے دروازے کو آگ لگائی، ادھر عالم ہاتھوں میں کدال لے کر زہراؑ کے گھر کی چھت پر چڑھ گئے۔ چھت کو توڑ کر سارے لوگ بتوں کے گھر میں داخل ہو گئے۔

کسی کی عام پردہ دار بیٹی ہو اور گھر میں کوئی گھس آئے تو وہ کہتا ہے کہ میری پردہ دار بیٹی تھی، تو گھر میں کیوں آیا ہے۔

ہائے قسمت علیؑ کی کہ زینبؑ جیسی پردہ دار سات ہزار کی فوج، مدینہ کا شہر، کبھی زینبؑ کو سنبھالتا ہے، کبھی زہراؑ کو.....

سیدو!

مجھے امام حسینؑ کی غربت کی قسم!

ان بے غیرتوں نے تمھاری دادی پر بڑے ظلم ڈھائے ہیں مدینہ میں، کسی نے تازیانہ مارا، کسی نے گرز مارا، فاطمہ زہراؑ تڑپتی رہی۔

عزادارو!

ایک ملعون نے لکڑیاں اکٹھی کیں، ایک ملعون نے آگ لگائی، ایک ملعون نے آدھے چلے ہوئے دروازے کو دھکا مارا۔ خالی لکڑیاں جلی ہوئی نہیں تھیں بلکہ اس دروازے میں لوہے کی میخیں آگ سے سرخ ہو گئی تھیں۔ خالم نے دروازے کو دھکا دیا، وہ دروازہ آکر حضرت فاطمہ زہراؑ پر گرا۔

عزادارو!

مجلس تمام ہو گئی۔

بس آخری فقرہ!

دروازہ جلا، دروازے کی کڑیاں جلیں، دروازے میں لوہے کی میخیں گرم ہو کر سرخ ہو گئیں، دیوار کے پیچھے محمد ﷺ کی بیٹی آگنی، مدینہ کے بدمعاش دروازے کو دھکا لگاتے تھے۔ اکیلی زہراؑ دروازے کو بند کرتی تھی۔ ایک عالم نے دروازے کو ٹانگ ماری، جلتا ہوا دروازہ فاطمہؑ پر گرا۔

عزادارو!

ادھر دروازہ گرا ادھر قطفہ حرام زادے نے ہاتھ میں تازیانہ لے کر محمد ﷺ کی بیٹی کو تازیانہ مارا۔ رسول کی بیٹی دروازے کے نیچے ترپنا شروع ہوئی۔ آواز آئی: یا علی! میری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ یا علی! میرا محسن شہید ہو گیا۔

عزادارو!

دروازے کے نیچے زہراؑ تھیں یا اتنے میں محمد ﷺ کی بیٹی دروازے کے نیچے سے اٹھیں فرمایا: فتنہ! میرا وارث کہاں ہے؟ آواز آئی: بیٹی! علیؑ کے گلے میں رتی ڈال کر دربار میں لے جا رہے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

آٹھویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهِ صَعًا کَاَنْهُمْ بُنِیَآءٌ

مَرصُوْعٌ ۝ (سورہ صف: آیت ۴)

”خدا تو اُن لوگوں سے اُلفت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اسی طرح

پہا باندھ کے لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں۔“

سامعین گرامی قدر!

خداوند عالم مخدومہ عالمیان کے وسیلے اور صدقے میں اس جلیل القدر عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ پورے ملک کی نامور مخصوصی علم دار کربلا جس کا انتظار سارا سال امام حسینؑ کے چاہنے والوں کو رہتا ہے اور اتنی پر خلوص نوکری سادات عظام کی جانب سے اپنے لیے باعث عزت سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ میں مومنین کے اجتماع سے سادات عظام کی اس منظوری نظر مجلس سیدہ کونینؑ میں، اپنی نوکری پیش کروں۔

کسی سے دوستی ہے تو آلِ محمدؐ کے لیے اور کسی سے دشمنی ہے تو آلِ محمدؐ کی خاطر۔ نہ دوستی ذاتی ہے اور نہ دشمنی ذاتی ہے۔ نہ کسی سے پیار ہے۔ اپنی ذات کے لیے اور نہ کسی سے نفص ہے اپنی ذات کے لیے۔ جو بھی جناب زہراؑ کا احترام کرتا ہے اس کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کا ثمرہ ہے۔

اور جو دشمن زہراؑ ہو چاہے کوئی بھی ہو اُس پر ہم لعنت کرتے ہیں۔

عقیدے بولتے ہیں جب تک ناصر عباس کی زبان سے الفاظ نکلیں گے، حلق سے آواز نکلے گی۔ میری قوم کی دعاؤں کی طاقت میرے ساتھ ہے۔ میری قوم کی دعاؤں کا سہارا ہے مجھے۔

ساداتِ عظام کی دعاؤں کی طاقت میرے ساتھ ہے۔ میں آپ کی دعاؤں کے سائے میں اس منبر پر آواز بلند یہ فقرہ اس عظیم اجتماع میں کہہ رہا ہوں کہ جب تک میری سانس جاری ہے میں جنابِ بتولؑ کے دشمن کو معاف کرنے والا نہیں ہوں۔ قرآن کی قسم! یہ بدن کی طاقت نہیں بول رہی بلکہ یہ ماں کی شرافت بول رہی ہے۔

آباد و سلامت رہو۔

وہ ہاتھ جو جنابِ زہراؑ کی حمایت میں اٹھتے ہیں وہ ہاتھ کبھی کسی کینے کے محتاج نہ ہوں۔ جنابِ زہراؑ کی حمایت میں ہاتھ اٹھتا ہی اسی کا ہے جسے علیؑ خیرات دے دیتا ہے۔ علیؑ خیرات دیتا ہے، بتولؑ کی حمایت میں حلالیوں کے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔ علیؑ اُسے خیرات دیتا ہے جس پر چودہ راضی ہوں اور جس پر چودہ راضی نہ ہوں اس کے تو نماز میں بھی ہاتھ نہیں کھلتے اُس کے ہاتھ مجلس میں کیسے کھلیں گے۔

جنابِ زہراؑ کی حمایت کے لیے سچا وہی ہے جو جنابِ زہراؑ کو سچا سمجھے۔ جو جنابِ زہراؑ کو سچا سمجھے وہ سچا ہے اور جو جنابِ بتولؑ کو جھٹلائے وہ سچا نہیں ہوتا بلکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں، سیدۂ کونین آپ کو آباد رکھے۔

میں مارا جاؤں یا مر جاؤں، اس لیے اسے میری فصاحت سمجھو یا وصیت سمجھو کہ کبھی بھی جنابِ زہراؑ کے دشمن سے رعایت نہ کرنا۔

قبلہ و کعبہ مخدوم تقی شاہ صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ عقیدوں کو یاد رکھنا،

عقیدوں کا تحفظ کرو، عقیدہ بچا رہا تو تم شیعہ ہو۔

چوکیدار چوروں سے مل گئے ہیں۔ مولوی ہوتا ہے دین کا چوکیدار۔ حالات یہ ہیں کہ چوکیدار نے چوروں سے ساز باز کر لی ہے اور چوروں کی چیز چراتا ہے جو سب سے قیمتی چیز ہو۔ تمہارے پاس سب سے قیمتی چیز ہے علیؑ کی ولایت۔

سر نہیں ہلانا بولنا زبان سے ہے۔ جس جس بندے کو علیؑ کی ولایت کا شوق ہے، جو جو علیؑ کی ولایت کی حمایت کرتا ہے، یوزر حراج بن کر، قہر طبیعت بن کر، سلمان نیت بن کر، بھلول شریعت بن کر، قلندر طبیعت بن کر کیلچہ کی ساری طاقت اکٹھی کر کے دونوں بازو بلند کر کے پانچ مرتبہ ولایت کو سلامی دیں۔ زبان کے ساتھ دل بولا علیؑ مولا! علیؑ مولا!

ناصر عباس کی تین وصیتیں ہیں۔ انہیں کبھی نہ بھولنا۔ علیؑ کی ولایت، خاتونِ جنت کی وراثت اور سادات کی عظمت۔ علیؑ کی ولایت، فاطمہؑ کا حق اور سید زادی کی حرمت۔ علیؑ کی ولایت کا تعلق حلالی کے ساتھ ہے۔ جناب زہراؑ کے حق کا تعلق انسانیت کے ساتھ ہے اور سید زادی کی حرمت کا تعلق غیرت کے ساتھ ہے۔ جو بے غیرت ہے اُسے سید زادی کی عظمت کا کیا پتا۔ جو وحشی ہے اُسے جناب زہراؑ کے حق کا کیا پتا۔ چور کی کوشش ہوتی ہے سب سے قیمتی چیز چوری کرے اور ہم ہیں آلِ محمدؑ کے تنخواہ دار نوکر۔

اور نوکر میں غیرت ہو تو مالک کے گھر چور دیکھ کر ضرور روکتا ہے۔

جیو سدا جیو آلِ محمدؑ آپ کو سلامت رکھیں۔

اگر غیرت مند نوکر مالک کے گھر چور دیکھ لے تو جان کی قربانی دے کر بھی اُسے

ضرور روکتا ہے۔ اسی لیے نہ ہم سے اندر والے خوش ہیں اور نہ باہر والے خوش ہیں۔

نہ کسی مولوی کی خوشنودی چاہیے اور نہ کسی بادشاہ کی خوشنودی چاہیے۔ ایک

جناب زہرا خوش ہو جائیں تو پھر کسی کی پرواہ نہیں۔ جناب زہرا خوش ہوتی ہیں علی ولی اللہ سے کیونکہ کائنات میں جاؤ، پھر کر دیکھ لو جو بھی بندہ شیعہ ہوا ہے اس سے پوچھو کہ تم نے علی ولی اللہ کیوں پڑھا ہے؟ وہ کہے گا: جناب فاطمہ کا حق، زہرا کا حق، زہرا کا حق، زہرا کا حق۔

مولانا اسماعیل کو کس نے شیعہ کیا؟

جناب فاطمہ کا حق، فاطمہ کا حق۔ جو بھی بندہ شیعہ ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ میں شیعہ ہوا ہوں جناب فاطمہ کے حق کے لیے۔ تو معلوم ہوا کہ بی بی کجوریں مانگنے نہیں گئی تھیں، بلکہ علی ولی اللہ پڑھانے گئی تھیں۔

ذکر مصائب: جناب بتول کی مظلومت اور مسلمانوں کے احسان آگ کی صورت میں ولایت علی کی پہلی وکیل کا نام ہے زہرا۔ بی بی پاکؑ مولا علیؑ کی ولایت کے لیے دربار میں گئی تھیں۔ وہ علیؑ ولی اللہ کی پہلی مہلخہ ہیں جسے کا نام ہے فاطمہ زہرا! دربار سے خالی نہیں آئیں؟ کون کہتا ہے دربار سے خالی آئیں۔ کوئی صاحب علم بیٹھا ہے تو اسے قسم دے کر پوچھو اور میرے سر پر قرآن رکھو بی بی دربار سے خالی نہیں آئی۔

آدمی آدمی رات کو ایک ہاتھ پسلیوں پر اور دوسرا ہاتھ علیؑ کے بازو پر رکھ کر صحابیوں کے دروازوں پر جا کر دستک دیتی تھیں۔

اگر سے آواز آتی: کون؟

آواز دے کر کہتی: میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی ہوں۔

صحابی پوچھتا: زہرا کیوں آئی ہے؟

جناب زہرا فرماتی ہیں: کیا اس کا بازو پکڑ کر میرے بابا نے نہیں کہا تھا: من

کنت مولاً.....

اللہ تمہاری ہائے کو بی بی کے مقدمے میں گواہی کے طور پر شمار فرمائے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرے جس دن ٹو جوں کے دشمن پر لعنت نہ کرے۔

سونے سے پہلے جناب زہرا کے دشمن پر لعنت کر۔ اٹھنے کے بعد پہلا کام جناب زہرا کے دشمن پر لعنت کر۔ عام دنیا کو تو ہتا ہی نہیں ہے کہ کیا ہوا تھا۔

سوالی زہرا کجا اور تلعنی جواب کجا!

باپ کے نوکروں کے سامنے چار گھنٹے سوالی بن کر معصومہ کھڑی رہی۔ اللہ تمہاری ہائے قبول کرے۔ حسین کی ماں تم سے راضی ہو، جو محمد کی بیٹی کے لیے رو رہے ہو۔ اللہ تمہاری بیٹیوں کو سلامت رکھے۔ دعا کیا کرو قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔

میں سید زادے کی والدہ سے دعا خیرات میں لے کر آیا ہوں۔ میں ساری زندگی اس قوم کی دعاؤں کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔ دشمنانِ علیؑ کے علاوہ ہر شیعہ نے میرے لیے دعا کی ہے اور میری طاقت وہی دعا ہے اور جس وجہ سے دعا پوری ہوئی ہے میں وہ وجہ پڑھنا کیوں چھوڑ دوں۔

چار گھنٹے کھڑی رہی، پاؤں پر درم آگئے۔ وہ جو اللہ کی نماز میں زیادہ دیر کھڑی ہو تو خالق برداشت نہ کرے۔

عزادارو۔!

چار گھنٹے جناب زہرا دربار میں کھڑی رہی۔ آواز آئی: کوئی ثبوت ہے تو پیش کر۔ کوئی ہتھ کا دل میرا بھی نہیں اور تمہارا بھی نہیں۔ میں غلط پڑھوں تو جناب بتول میری شفاعت نہ کریں۔ جناب بتول نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تحریر پیش کی۔ کرسی پر بیٹھ کر ایک صحابی پڑھتا رہا۔ تحریر محمدؐ کی ہے، دستخط محمدؐ کے

ہیں۔ چار سو کرسی نشین تھے۔ میں غلط پڑھوں پردے میں بیٹھا ہوا میرا بار ہواں امام میری شفاعت نہ کرے۔

اگر میں صحیح پڑھوں تو میرے مددگار وہ ہیں۔ چاہے کو کوئی گولی مار دے۔ ایک عالم اٹھا۔ تقی صاحب صحیح روایت پڑھوں۔ سید بیٹھے ہو۔ باد تقی شاہ جی! صحیح روایت پڑھوں، اصلی روایت۔ حسینؑ کی قبر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ظالم نے سند پھاڑی نہیں پہلے اس پر تھوکتا رہا ہے۔ پھر سند کے ٹکڑے کیے، ہوا میں پھینکے اور جناب زہرا کے سارے بال سفید ہو گئے۔

آواز آئی: بابا! حیرا کفن بھی میلا نہیں ہوا، تیری قبر کی مٹی خشک نہیں ہوئی۔ یارسول اللہ! آ، اپنی بیٹی کے عزادار دیکھ۔

بابا مظفر شاہ جی! میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں وہ فقرہ پڑھوں جو پورے پاکستان میں میں نے صرف ایک دفعہ پڑھا ہے۔

واپس آئی، کمر جبک گئی تھی۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ ایک دن مسلمان پُرسہ دینے دروازے پر آئے۔ دروازے پر زہرا کھڑی تھی۔ آواز آئی: علی کو بھیج نہیں تو میں دروازے کو آگ لگا دوں گا۔

جناب زہرا کہتی ہے: حیا کریں محمد مصطفیٰ کی بیٹی ہوں۔

ایک بندے نے لکڑیاں اکٹھی کیں دوسرے نے آگ لگائی۔ دروازہ آدھا جل گیا صرف لکڑی کا دروازہ نہ تھا اس میں لوہے کی میخیں بھی تھیں۔ دروازے کی میخیں آگ میں جل کر سرخ ہوئیں۔ دروازے کے پیچھے جناب زہرا۔ ایک ظالم نے دروازے کو پاؤں کی ٹھوک ماری۔ جلتا ہوا دروازہ۔ جلتا ہوا دروازہ۔ حوصلہ مجھے جملے پڑھنے دینا، غازی تم سے راضی ہو۔ پھر جتنا دل چاہے ماتم کرنا۔ سیدہ تم سے راضی ہوں۔ اللہ سید زادوں کی محنت قبول کرے۔ لکڑی کا جلتا ہوا دروازہ

جنابِ زہراؑ کے پہلو پر گرا۔

ابھی جنابِ زہراؑ زمین پر نہیں آئی کہ ایک عالم نے تازیانہ اٹھا کر رسولؐ کی بیٹی کو مارا۔ رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہراؑ دروازے کے نیچے تر پڑ گئی۔ فقرہ سنا جو دیکھ سکتا ہے میری طرف دیکھے۔

میں نے قسم کھائی ہے حسینؑ کے روئے کی۔ دروازہ جنابِ زہراؑ کے پہلو پر گرا۔ نیچے جنابِ زہراؑ اوپر دروازہ۔ اوپر سے سپاہیوں نے گزر کر جنابِ زہراؑ پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔

جنابِ بتولؑ کی آواز آئی: یا علیؑ! میرا محسن شہید ہو گیا ہے۔ یا علیؑ! میری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ جسے جملہ سمجھ آیا ہے یہ جملہ پڑھ کر اگر مجھے موت بھی آجائے تو حق ادا نہ ہوگا۔ دروازے کے نیچے جنابِ فاطمہؑ۔ دروازے کے اوپر جو سپاہی بھی گزرتا ایسا وار کرتا کہ جنابِ فاطمہؑ نیچے تر پڑتی رہتی۔

جنابِ فاطمہؑ قریب آئی۔ جنابِ فاطمہؑ نے کافی دیر بعد جب جنابِ زہراؑ کے اوپر سے جلتا ہوا دروازہ اٹھایا تو جنابِ زہراؑ نے فرمایا: فاطمہؑ! علیؑ کہاں ہیں؟ جنابِ فاطمہؑ کہتی ہے: علیؑ کے گلے میں ریشی ڈال کر مہینے کی گلیوں میں کھینچ کر اس بازار کبھی اُس بازار.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

نویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِنَّ ذَا الْقُرْبٰی حَقُّهُ وَالْیَسٰرِیْنَ وَ اِنَّ السَّبِیْلَ (سورۃ بنی

اسرائیل: آیت ۲۶)

”اور قرابت داروں اور محتاجوں اور پردہ سی کو ان کا حق دے دو“۔

سامعین گرامی قدر!

مقدمہ حضرت فاطمہ زہراؑ میں گواہ بن کر بلند تر صلوٰۃ پڑھ لیں۔

پروردگار عالم شہزادی کوئینؑ کے ٹورِ نظر کے صدقے میں اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ کائناتِ آدم و عالم میں جہاں کہیں عزادارانِ امام حسینؑ آباد ہیں، پاک بی بیؑ کا صدقہ پروردگار عالم ان سب گھروں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔

یہ صدیقہ طاہرہ کی مجلس ہے۔ یہ راضیہ مرضیہ کی مجلس ہے۔ یہ سیدۃ نساء العالمین کی مجلس ہے۔ کافی مومنین و مومنات نے مجھے دعا کے لیے فرمایا ہے۔ آج کا دن قبولیت کا دن ہے۔ سیدہ کے وسیلے سے بڑا وسیلہ اللہ نے کوئی اور ہی نہیں بنایا۔ آپ کی جو جو دعا، حاجت، منت اور مراد ہو وہ اپنے دلوں میں رکھ کر بارگاہِ سیدہؑ میں التجا کریں۔

نہایت توجہ فرمائیں!

میں مخدومہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جہاں جہاں پر مومنین بیٹھے ہوئے یہ

تذکرہ سن رہے ہیں اس پہلے فقرے سے میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں کہ کون کون تھا
ہوا ہے اور کس کس نے سیدہ کا ذکر سنا ہے۔ پوری کائنات میں جس بی بی کے
دروازے پر دونوں جہانوں کے فقیر روٹیاں مانگنے آئیں اُسے جنابِ فاطمہ کہتے
ہیں۔ جس جس بندے تک میری آواز جا رہی ہے۔

توجہ ہے!

ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ جس بی بی کی تسبیح کے دانے استعارے کے
ذریعے سے گنہگار بندے کو اللہ کے ساتھ مشور کرنے کے قابل بنادیں اُسے زہرا
کہتے ہیں۔

جو ایک دو بندے سوئے ہوئے ہیں تھوڑا سا مقدر کی طرح جاگ کر دو چار
فقروں پر توجہ فرمائیں۔

کائنات عالم و آدم میں رحمۃ للعالمین کو جس کی چادر کے نیچے سکون ملتا ہو
اُسے زہرا کہتے ہیں۔ جو خود رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود سکون ڈھونڈنے کے لیے
جنابِ زہرا کی چادر کے نیچے آتے ہیں۔

قبلہ! کائنات عالم میں دو سائے بڑے مشہور تھے: ایک تھانبی کا دیا ہوا
سایہ۔ اس حدیث کا نام ہے حدیثِ قبا۔ نبیوں کے سلطان نے فرمایا تھا: آؤ میرا کلمہ
پڑھو، لا الہ الا اللہ کے سائے تلے آجاؤ۔ میں محمد مصطفیٰ وعدہ کرتا ہوں قیامت کے دن
کی گرمی میں میں محمد تمہیں سائے میں لے لوں گا۔ تمہیں سایہ نصیب ہو جائے گا۔
اگر تم میری اطاعت کرو اور میرا کلمہ پڑھو۔

کچھ عرصے بعد مولا علیؑ نے حدیث پڑھی۔ اس حدیث کا نام تھا ہے حدیثِ
لواء۔ آپؑ نے فرمایا: جو اللہ کی توحید اور میرے بھائی نبیؐ کی رسالت کا اقرار کرے
میں علیؑ وعدہ کرتا ہوں کہ اُسے قیامت کی گرمی سے دُور رکھوں گا۔ میں لوئے الحمد کا

سایہ کروں گا۔ جو اس کے نیچے آجائے گا وہ گرمی اور دھوپ سے محفوظ ہو جائے گا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے وعدہ کیا کہ میں سایہ دوں گا۔ اُس حدیث کا نام پڑا حدیث قبا اور مولا علیؑ نے جو وعدہ کیا اس کا نام پڑا حدیث ولواء۔

قیامت کے دن گنہگاروں کو سایہ دینے کا وعدہ کرنے والے ایک دن خود جناب بتولؑ کی چادر کے نیچے آکر بیٹھ گئے اور اُس حدیث کا نام پڑ گیا حدیث کساء۔ پریشان ہو کر نہیں، کائناتِ آدم و عالم میں سایہ دینے والوں کو جو بی بی سایہ دے۔ اس بی بی کو زہراؑ کہتے ہیں۔

بی بی کی چادر کی عظمت کیا ہے حدیث کساء میں فقرے درج ہیں۔

چادر کے باہر امام حسینؑ آکر کھڑے ہو گئے۔ آکر عرض کیا: اجازت ہے؟ میں آپ کے ساتھ چادر میں داخل ہو جاؤں؟

امام حسینؑ کا مزاج جو سمجھتا ہے اسے یہ فقرہ سمجھ میں آئے گا۔ چادر جناب بتولؑ کی تھی، مگر امام حسینؑ کا اپنا تھا۔ چادر کے نیچے نانا تشریف فرما تھے۔ حسینؑ پوچھ رہا تھا اجازت ہے میں اندر آ جاؤں؟ اجازت ہے میں اندر آ جاؤں؟

ذرا تاریخ کے آئینے سے جھانک کر تو دیکھ۔ اللہ کی مسجد تھی، عبادت الہی تھی، نمازی رسولؐ تھا۔ مسجد میں عالمین کا سب سے بڑا نبیؐ تھا۔ مسجد کے اندر سے صحابیوں کے درمیان سے راستہ بناتا ہوا حسینؑ ایسے گزرا جیسے وقت کا موٹی دریا ئے نیل میں سے راستہ بنا کر جا رہا تھا۔

سلامت رہو جو یول رہے ہو، باقیوں کو مولا توفیق عطا فرمائے۔

آخری بندے تک مخدومہ کی مجلس ہے۔ جس جس بندے کے کانوں تک ناصر عباس کی آواز جا رہی ہے، اُسے دعوتِ فکر بھی ہے۔ دیکھنا بھی سہی، سمجھ میں آئے تو بولنا بھی سہی۔ حسینؑ گزرا۔

شبلی نعمانی فرماتے ہیں: بچے کا پشت رسولؐ پر بیٹھنا کوئی کمال کی بات نہیں ہے اس لیے کہ بچے کو سواری کا بڑا شوق ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر سواری کا شوق تھا تو صرف رسولؐ ہی کی پشت پر کیوں؟
کتنی کتنی حیرت انگیز سواریاں مسجد میں موجود تھیں۔
یوں ضرور ہے قبلہ آفاقی!

سامعین گرامی!

کتنی کتنی نانِ شاپ سواریاں ہیں کہ مدینہ تین میل پیچھے رہ جائے تو پھر بھی بریکیں نہ لگیں۔ اللہ کروڑوں رحمت نازل کرے امام زمانہؑ کے سپاہی عاشقِ اہل بیتؑ حضرت شاہِ لطیف بہرائی پر۔ سندھ کی نگری میں آسمان سے اُترا ہوا چاند۔

سندھی میں کہتے ہیں: ڈے نیانی تخت تاڑو ایسا کجگر ہیئرو۔
جسے سمجھ نہیں آئی اللہ کرے اسے سمجھ نہ آئے۔ اس کا ترجمہ ایسے ماحول میں مناسب ہی نہیں کیونکہ زہراؑ کی محبت ترجموں کی نہیں بلکہ معرفت کی محتاج ہے۔
امام حسینؑ آپ کو سلامت رکھیں بٹول کے دشمن پر لعنت بھیجتا ہر بندے کا
مقدر نہیں۔

بڑا پاک ظرف ہوتا ہے وہ جس میں اللہ جناب زہراؑ کے دشمن کی محبت داخل نہیں ہونے دیتا۔ بڑی نجس ذہنیت ہے اس بد نصیب کی جس کے دل میں جناب بٹول کے دشمن کا پیارا آجائے۔

کائناتِ آدم و عالم میں جہاں جہاں میری آواز جارہی ہے میرے فقروں پر توجہ کرنا۔ حسینؑ بادشاہ مسجد نبویؐ میں داخل ہوا اور دائیں بائیں دیکھا، کوئی سواری شبیرؑ کے قابل نہ تھی۔ امامت اس مسند پر بیٹھ گئی جہاں پر بیٹھنے کا حق تھا۔

پشتِ نبیؐ کو باپ کا مال سمجھ کر حسینؑ تشریف فرما ہوئے۔ تین معراجیں ایک

حسینؑ کے نیچے آگئیں۔ ایک محمد مصطفیٰ جو صاحبِ معراج اور دوسرا نماز مومن کی معراج اور تیسرا سجدہ نماز کی معراج۔ تین معراجیں نیچے ہیں اور ایک حسینؑ اوپر۔ کائنات کی کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ اللہ کی پاک کتاب کی پشت پر بیٹھنے سے پہلے امام حسینؑ نے پوچھا ہو: نانا! اجازت ہے؟

بھئی تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ خدا کی قسم کسی کتاب میں نہیں ہے کہ میرے حسینؑ نے آکر پوچھا ہو: نانا! اجازت ہے کہ میں آپ کی پشت پر آکر بیٹھ جاؤں؟

نماز اللہ کی تھی، حسینؑ نے پوچھا نہیں اور چادر فاطمہؑ کی تھی مگر حسینؑ کو پوچھنا پڑا اجازت ہے کہ میں اندر آ جاؤں؟ پتا چلا محمدؐ کی مسجد اور ہے زہراؑ کی چادر اور ہے۔ سلامت رہو آباد و شاد رہو۔ اللہ تمہارے بولنے کو بی بیؑ پاک کی گواہی میں شمار فرمائے۔

دارین میں جس کی کوئی مثال نہیں، اس کے دشمن کے لیے تو معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جناب زہراؑ کے دشمنوں کے مقدر سے خوف کھا۔ دوزخ بھی ان کے جرم کی پوری سزا نہیں۔ اللہ ان پر اتنا عذاب نازل کرے گا کہ مولا علیؑ فرماتے ہیں: اہل جہنم پکار اٹھیں گے۔

معرفت حاصل کر جناب سیدہ کونینؑ کی۔ احترام کر جناب فاطمہؑ زہراؑ کا۔ اللہ کے سب سے بڑے راز کا نام ہے بتول۔

ایک حدیث ہے آپ کے اور میرے چوتھے امام، حضرت علی ابن الحسین زین العابدینؑ کی۔ کتاب کا نام ہے: ”ثمرات الحیات“۔ آیت اللہ اصفہانی نے لکھی ہے، اردو میں اس کا ترجمہ شائع ہوا ہو چکا ہے۔ کتاب میری گاڑی کے اندر موجود ہے اور جسے تسلیم کرنے کا شعور ہے اس کی خوش قسمتی پر اُسے بیٹھگی مبارک باد دیتا

ہوں۔ مولوی کے بیان پر ہلک کیا کرو اور سیدوں کے فرمان پر ہلک نہ کیا کرو۔

آپ کی توجہ ہے!

میں مجلس بھی پڑھتا ہوں اور چہرے بھی پڑھتا ہوں۔ بالخصوص جب میری پاک بی بیؑ کا ذکر ہو، اس کا تعلق گلے سے نہیں جگر سے ہے۔ شعور سے نہیں عقیدت سے ہے۔ زندگی کی سب سے بڑی معراج ہے اور خوش قسمت ترین ہے وہ زبان، وہ کان جو بتولؑ کا ذکر کریں اور جو بتولؑ کا ذکر سنیں۔ اللہ کے عظیم ترین رازوں میں سے ہے فاطمہ زہراؑ۔ جس جس بندے تک میری آواز جا رہی ہے۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: اللہ نے دونوں کندھوں پر دو فرشتے بٹھار رکھے ہیں۔ ایک دائیں اور ایک بائیں۔ انھیں کراما کا تین کہتے ہیں۔ غالب نے انھی کے لیے کہا تھا:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پہ ناحق

آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

ایک ادھر بیٹھا ہوا ہے اور ایک ادھر۔ ذرا سی نیکی کرو تو ایک لکھ لیتا ہے اور ذرا سا گناہ کرو تو دوسرا لکھ لیتا ہے۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (سورہ زلزال: آیت ۷)

آپ نے انھیں لفٹ تھوڑی نہیں کرائی یہ اپنے بھائیوں سے پوچھو۔ ہر نماز کے بعد ان سے سلام دعا کے چکر میں۔

اپنی اپنی اوقات کی بات ہے۔ کسی کی منشی سے سلام دعا کی کوشش اور کسی کا ڈائریکٹ سرداروں سے رابطہ۔

جو سلامت رہو، مولا تمہیں سلامت رکھے!

پریشان ہو کر نہیں۔ تقریر میں پریشان ہو جایا کرو مگر عقیدے میں نہیں۔ جسے

عقیدہ اچھا لگے وہ اپنے چہرے کو درست کر کے دیکھے صرف میری طرف۔ ایک ادھر بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا ادھر۔

امام علیؓ نے فرمایا: ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا گناہ۔ امامؑ نے فرمایا: بندہ صبح کے آغاز کے وقت پاک بی بیؑ کے دشمن پر لعنت کرے۔
توجہ چاہتا ہوں!

امام علیؓ نے فرمایا: ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا گناہ لکھتا ہے۔ ایک کا کام ہے کہ اگر کوئی نیکی کرے تو یہ لکھ لے۔ دوسرے کا کام یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ کرے تو یہ لکھتا ہے۔

سچی ماں کے سچے بیٹے امام زین العابدینؑ نے فرمایا: اگر کوئی بندہ صبح اٹھ کر حضرت فاطمہ زہراؑ کے دشمن پر لعنت بھیج دے تو اللہ فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس نے بھیجی ہے زہراؑ کے دشمن پر لعنت۔ اگر یہ کوئی گناہ کرے بھی تو نہ لکھتا۔

یہ جو فقرہ میرے بھائی نے کہا ہے: علامہ اظہر حسن زیدی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے تھے: پاک بی بیؑ کے دشمن پر لعنت کرنے کے لیے اگر کوئی بندہ ایک سیکنڈ کا کروڑوں حصہ بھی سوچ میں پڑ جائے کہ سمجھوں یا نہ سمجھوں تو وہ خود لعنتی ہے۔

اللہ کے سب سے بڑے راز کا نام ہے فاطمہ زہراؑ، سب سے بڑے راز کا۔ ایک حدیث اگر رحمت نہ ہو تو۔۔۔ برادرِ قبلہ وقار الحسنین نقوی قبلہ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ ملک کے عظیم ترین عزا دار اس مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ ہر عزا دار کا خاصہ بھی یہی ہونا چاہیے کیونکہ عزا داری کا مرکز شہزادی کوئین ہیں۔ ہر عزا داری کا منبج شہزادی کوئین ہیں۔

سامعین گرامی قدر!

ساتویں امامؑ کی حدیث پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا:

”اگر کوئی بندہ لیلۃ القدر جاگ کر گزارے۔ جو لیلۃ القدر جاگ کر گزارے اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

بندے نے پوچھا: مولاً! کتنے گناہ ہوں تو خدا معاف کر دیتا ہے؟
فرمایا: تعدادِ نجوم۔ ستاروں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔
ریت کے ذروں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے اور سمندر کے قطروں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

بحار الانوار میں بھی یہی روایت ہے۔ شیخ صدوقؒ نے بھی یہی لکھا ہے اور جس کتاب کا میں نے پہلے حوالہ دیا ہے: ”ثمرات الحیات“۔ اس میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ جو جاگ کر گزارے ایک رات۔ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں چاہے سمندر کے قطروں کے برابر ہوں اور چاہے ریت کے ذروں کے برابر ہوں۔ اور چاہے آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔

ایک بندہ روتا ہوا کھڑا ہوا۔ فرزندِ رسولؐ! میں تو ہلاک ہو گیا۔
فرمایا: کیوں؟

عرض کیا: مولاً! مجھے اس فضیلت کا پتا نہیں تھا، میں جاگ نہیں سکا، میں بیمار تھا، میں سوتا رہا۔ اگر اس فضیلت کا پتا ہوتا تو میں جاگتا رہتا۔
امام علیہ السلام فرماتے ہیں: نہ گھبرا۔ تو دوڑے ہوئے شیعوں میں صلح کرادے تو اللہ تمہیں لیلۃ القدر جتنا ثواب عطا فرمائے گا۔

سر نہیں ہلانا زبان سے بات کرنی ہے۔ ہمارے مذہب میں تو سر ہلانا جائز ہی نہیں ہے۔ ہم نماز میں بھی سلام پھیرتے ہیں، منہ نہیں پھیرتے۔
جس بندے کی توجہ ہے دیکھنا میری طرف۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: دوڑے ہوئے شیعوں میں صلح کرادے، اللہ تجھے لیلۃ

القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولّا! اتنا آسان؟

مولّا نے فرمایا: یتیم کی مدد کر، اللہ تجھے لیلة القدر جتنا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولّا! اتنا آسان؟

فرمایا: بیمار مومن کی عیادت کے لیے اس کے گھر چلا جا، اللہ تجھے لیلة القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولّا! اتنا آسان؟

مولّا نے فرمایا: مومن کے جنازے کو کندھا دے، اللہ تجھے لیلة القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولّا! اتنا آسان؟

مولّا نے فرمایا: اور آسان کروں؟

عرض کیا: جی مولّا!

فرمایا: تو جانتا ہے کہ لیلة القدر ہے کیا؟

عرض کیا: مولّا! آپ فرمائیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: لیلة القدر جدتنا فاطمہ زہرا ”لیلة القدر میری

دادی زہرا ہیں۔“

جناب بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت کر کے سو جایا کر، اللہ ہر رات لیلة القدر میں

جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

جناب زہراؑ کے دشمن پر لعنت کر کے سو جایا کر، اللہ تجھے ہر رات لیلة القدر

میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ذکر مصائب: شہزادی دو عالم کی بے کسی اور ظالموں کے تازیانے

چار گھنٹے کے بعد پوچھتا ہے کیوں آئی ہے؟

مولاتمسین کوئی غم نہ دے سیدزادہ پُرسہ پیش کرتا ہوں۔

شاہ جی اجازت ہے میں سادات کو پُرسہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگلے سال وہی روئے گا جو زندہ رہے گا۔

اس جنازے پر روؤ جس کو امام حسنؑ و حسینؑ چپ کر کے علیؑ کے ساتھ دفن کر آئے۔ باپ کے بعد دربار میں جا کر چار گھنٹے کھڑی رہی۔

شہید محسن نقوی خدا درجات بلند کرے سیدزادہ فرماتے تھے:

مسجد میں چپ کھڑی ہے رسالتؐ کی آبرو

کوئی سوال کرنا سکھا دے بتولؑ کو

آواز دے کر پوچھتا ہے: کیوں آئی ہے؟

آواز آئی: بابا مجھے تحریر لکھ کر دے گئے تھے۔ میں محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی ہوں،

میری جاگیر پر تم نے قبضہ کیوں کیا ہے؟

ادھر بی بیؑ کی زبان سے یہ فقرہ نکلا تو عالم نے پوچھا: کوئی ثبوت ہے تیرے

پاس؟ اس وقت جناب زہراؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اپنے بابا کی لکھی ہوئی سند

پیش کی۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نوکر کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھتے رہے اور کہتے رہے:

ہاں! یہ تحریر محمدؐ کی ہے۔ ہاں! یہ دستخط محمدؐ کے ہیں۔ ایک نے دوسرے کو، دوسرے نے

تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو..... چار سو نوکر کرسیوں پر بیٹھ کر تحریر پڑھتے

رہے۔ جناب بتولؑ چپ کر کے کھڑی ہو کر دیکھتی رہی۔ امام حسنؑ و حسینؑ کا سہارا

لے کر کھڑی رہی۔

یکا یک ایک بے دین شرمزاج حاکم کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

جسے اس جملے پر رونا نہ آئے اُس کے اپنے مقدر کی بات ہے۔ اب کوشش کر کہ تمہارے اٹھک رخساروں پر جاری ہو جائیں۔ میں کوشش کر کے فقرہ کہتا ہوں۔

عزادارانِ امامِ مظلومؑ!

اس عالم نے حاکم کے ہاتھ سے رسولؐ کی سند کو چھینا، دُور سے جھڑک دے کر کہتا ہے: تیرے باپ کو ہذیان تھا، تیرا باپ ہذیان بولتا تھا۔ (معاذ اللہ)

زہراؑ تیرا باپ..... ماتم کرو، ماتم کرو۔

میری ماؤں، بہنو! بیٹو! اس جملے پر ماتم کرنا۔

اس بے دین نے صرف سند ہی نہیں پھاڑی بلکہ جنابِ فاطمہؑ کو جھڑک کر کہتا تھا: تیرے باپ کو ہذیان تھا، تیرا باپ مسئلہ بھول گیا تھا۔ آج تو مسئلہ بھول گئی ہے۔ (معاذ اللہ)

اب میں اگلا فقرہ پڑھتا ہوں۔ قبلہ! کتاب میرے پاس موجود ہے۔ میں غلط پڑھوں غازی میری شفاعت نہ کرے۔ مجھے عباسؑ کے کٹے ہوئے بازوؤں کی قسم! میں نے کتاب میں فقرے پڑھے ہیں۔ اس بے دین نے صرف سند نہیں پھاڑی بلکہ اپنے نجس منہ سے رسولؐ کی تحریر پر تھوکنا شروع کر دیا۔ ادھر اس نے بے ادبی شروع کی اور ادھر جنابِ زہراؑ نے یتیموں کی طرح دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔

بول کی آواز آئی: یَا اَبْتَاہُ.....

ابھی زیارت نہ آئے، دو جملے مجھے نیازِ حسینؑ پڑھنے دو۔ یَا اَبْتَاہُ.....

جو مدینے کے زوار بیٹھے ہیں اور جو نہیں گئے اللہ انھیں بی بیؑ کی زیارت نصیب کرے۔ اس مجلس کا صدقہ جھولی پھیلا نا، خیرات کے لیے جھولی پھیلا نا۔ جنازے میں سارے بندے نہیں روتے۔ کوئی چھاؤں ڈھونڈتا ہے، کوئی جنازے کے بعد کہتا ہے مجھے ضروری کام ہے اجازت۔

کچھ بندے ہوتے ہیں جنہیں روتا دیکھ کر تھیں پوچھنا پڑ جاتا ہے۔ یہ اس میت کا کیا لگتا ہے؟ ایسے روحِ محمدؐ کی بیٹی کو کہ فرشتے رسولِ خدا سے پوچھیں کہ یہ آپؐ کا کیا لگتا ہے اور اس ماتم دار کا آپؐ سے کیا رشتہ ہے؟ اس نے زہراؑ کو دربار میں کھڑا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حاصل کے ساتھ۔ اللہ غلام شاہ بخاری کے درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو سلامت رکھے۔ ان کے بھائی کو سلامت رکھے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے میں شاہد عباسؑ کو اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔ جو دعائیں دلوں میں ہیں ایک مومن کی بیوی بیمار ہے، مولانا اسے صحت دے۔

کوشش کرو آج منہ سے دعا نہ مانگو۔ روایے کہ امام حسنؑ و حسینؑ خود دعا دے کر فرمائیں۔ او! ہماری یتیمی میں رونے والو!

بادامی! آج پہلی رات ہے امام حسینؑ مٹی پر سوئے گا۔ آج پوری رات حسنؑ و حسینؑ مٹی پر، ایک دوسرے کے گلے میں بائیں ڈال کر سوئیں گے۔

گنتی کے پانچ منٹ باقی ہیں۔ میری طرف دیکھیے! اللہ تم ساروں کو مدینے لے جائے۔

جو زوار ہیں گواہی دینا کہ مانی صاحب! قبرِ جوں کے سامنے کوئی کھڑا ہو جائے نا، صدقہ اس مجلس کا سارے جاؤ مدینے میں۔ میں چودہ دفعہ بی بیؑ کی چوکھٹ پر سجدہ کر کے آیا ہوں۔ میں کیسے بیان کروں؟ ڈرتے ڈرتے حاجی مومن کو بتاتے ہیں کہ وہ جو سامنے ہتھر پڑے ہیں نایہ بیٹی ہے محمدؐ مصطفیٰ کی۔

میں فقرہ کہتا ہوں: جو رونے آیا ہے پوری رات بھی روئیں تو حق ادا نہیں

ہوگا۔

ہائے زہراؑ۔ ہائے زہراؑ۔

یہ آستینیں اُلٹ دو جن کی بند ہیں۔ جن مرد حضرات کی آستینیں بند ہیں انہیں اُلٹ دو۔ دیکھنے سے پتا چلے کہ ان کا کوئی نقصان ہوا ہے۔ گریبان اس طرح کھلا رکھو جیسے میت والے گھر کے افراد ہوتے ہیں۔

فقرہ سنیں جہاں تک میری آواز جاری ہے۔ پاکستان کا کوئی منبر قبلہ ایسا نہیں ہے جہاں بتول کی شہادت کوئی ذاکر پڑھ سکے۔

بی بی کی شہادت صرف ایک ذاکر پڑھ سکتا ہے جو پردے میں بیٹھ کر خون کے آنسو رو رہا ہے اور کسی ذاکر کی جرأت نہیں۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں ایک ایک بندے کے سامنے۔ میری ہمت سمجھو، گزارش سمجھو۔ میں ہمت کرتا ہوں۔ جس بندے تک میری آواز جاری ہے اپنے اپنے گھروں میں مجلس برپا کرو۔ جس میں ذاکر کی بھی ضرورت نہیں اور مجمع کی بھی ضرورت نہیں۔

اپنے بچوں کو سامنے بٹھا، حسب توفیق نیاز پکا، اولاد کو بتا کتنی مظلوم تھی بیٹی محمدؐ کی۔ کتنی مظلوم تھی زہراؑ۔

میں دارین قربان کروں جناب زہراؑ کی مظلومیت پر۔
وقار شاہ جی! اجازت ہے؟ میں جملہ پڑھوں۔

او میری بیٹیو! میں فقرہ پڑھوں، سنو گے فقرہ؟

۳۶ بد معاش، ۳۶ بد معاش دروازے کو دھکا دیتے تھے۔ اکیلی جناب زہراؑ دروازے کو بند کر کے۔

ایک شخص نے دروازے پر لکڑیوں کو جمع کیا، بے دین نے چلتے ہوئے دروازے کو ادھر سے۔

میں دارین قربان کروں۔

ایک ظالم اپنے جوتوں سے بتولؑ کے دروازے پر ٹھو کریں مارتا رہا۔ ادھر جلتا

ہوا دروازہ پیچھے پتھروں کی دیوار۔ درمیان میں ماں حسنؑ و حسینؑ کی۔
 اُس ملعون نے دھکا دیا۔ دروازہ جنابِ فاطمہؑ کے پہلو پر گرا۔ یہاں پر ایک
 ملعون نے تازیانہ اٹھا کر عمر کی بیٹی کو تازیانہ لگایا۔
 جب مولا علیؑ غسل دینے لگے تو جنابِ بتولؑ کے ہاتھ پر تازیانے کا نشان نظر
 آیا۔ مولا علیؑ نے پوچھا: بی بی! یہ زخم کیسا ہے؟
 شہزادیؑ نے فرمایا: یا علیؑ! یہ زخم میں اپنے بابا کو۔ اپنے بابا کو دکھاؤں گی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

غضبِ فدک کے بعد جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خطبہ

روی انہ لثما أجمع أبو بكر وعمر على منع فاطمة رضی اللہ عنہا فدكاً
وبلغها ذلك ، لاثت خبارها على رأسها ، واشتملت
بجلبابها ، وأقبلت في لثة من حفدتها ونساء قومها ،
تطأ ذيلها ، ما تخرم مشيتها مشية رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
، حتى دخلت على أبي بكر ، وهو في حشد من المهاجرين
والانصار وغيرهم ، فنيطت دونها ملاعة فجلست ، ثم
أنت ألة أجش القوم لها بالبكاء فارتج المجلس ، ثم
أمهلت هنيئة۔

حتى اذا سكن نشيج القوم وهدأت فورتهم ، افتتحت
الكلام بحمد الله والثناء عليه والصلاة على رسوله ،
فعاد القوم في بكائهم ، فلثما أمسكوا عادت في كلامها
فقالت رضی اللہ عنہا:

روایت میں ہے کہ جب ابو بکر نے یہ طے کر لیا کہ جنابِ فاطمہؑ سے فدک
غضب کر لیا جائے گا اور آپؑ کو یہ اطلاع ملی تو آپؑ سر پر چادر ڈال کر اپنے خاندان
کی ہاشمی خواتین کے حلقہ میں باہر نکلیں۔

اس طرح کہ آپؑ کی رفتار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے مختلف نہ تھی۔
آپؑ ابو بکر کے پاس اس وقت پہنچیں جب وہ بھی انصار و مہاجرین کے حلقہ میں بیٹھا

ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ کھینچ دیا گیا اور آپؐ نے بیٹھ کر ایک ایسی آہ اور فریاد کی کہ ساری قوم بے ساختہ گریہ کرنے لگی اور دربار لرز گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب قوم کی ہچکیاں رکیں اور مجمع پر سکوت طاری ہوا تو آپؐ نے اس طرح خطبہ کا آغاز کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَنْعَمَ ، وَلَهُ الشُّکْرُ عَلٰی مَا اَلْهَمَ ،
وَالشَّانُؤُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ عُمْوِرٍ نِّعَمٍ اِبْتَدَاَهَا ، وَسُبُوغِ الْاُمُورِ
اَسَدَاَهَا ، وَتَمَامِ مَنْ اَوْلَاَهَا ، جَمَّ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَدَدُهَا ،
وَنَآیَ عَنِ الْجَزَاِ اَمَدُهَا ، وَتَفَاوَتْ عَنِ الْاَدْرَاكِ
اَبَدُهَا ، وَنَدَبَتْ لاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّکْرِ لِاتِّصَالِهَا ،
وَاسْتَحْمَدَ اِلَى الْخَلَائِقِ بِاجْزَالِهَا ، وَثَنَى بِالتَّدْبِ اِلَى
اَمْثَالِهَا۔

وَأَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، كَلِمَةً جَعَلَ
الْاِخْلَاصَ تَأْوِيلَهَا ، وَضَمَّنَ الْقُلُوْبَ مَوْصُولَهَا ، وَأَنَارَنِي
التَّفَكُّرَ مَعْقُولَهَا ، الْمُسْتَنْبَحَ عَنِ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتَهُ ، وَمِنْ
الْاَلْسُنِ صِفَتَهُ ، وَمِنْ الْاَوْهَامِ كَيْفِيَّتَهُ۔

اِبْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ لِامِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَهَا ، وَأَنْشَأَهَا
بِلَا اِحْتِدَاءٍ اَمْثَلِهِ اِمْتَثَلَهَا ، كَوْنَهَا بِقُدْرَتِهِ وَذَرَاَهَا
بِسَيِّئَتِهِ ، مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ اِلَى تَكْوِينِهَا ، وَلَاقَائِدٍ اِلَيْهِ فِي
تَصْوِيرِهَا ، اِلَّا تَشْيِيْتًا لِحِكْمَتِهِ وَتَنْبِيْهَا عَلٰی طَاعَتِهِ ،
وَإِظْهَارًا لِقُدْرَتِهِ وَتَعْبُدًا لِبَرِّيَّتِهِ ، وَاعْزَاذًا لِدَعْوَتِهِ ، ثُمَّ
جَعَلَ الثَّوَابَ عَلٰی طَاعَتِهِ ، وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلٰی مَعْصِيَّتِهِ ،

وَيَا دَةَ لِعِبَادِهِ مِنْ نِقْمَتِهِ وَحَيَاةَ لَهُمْ إِلَى جَنَّتِهِ -
 وَأَشْهَدُ أَنَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اخْتَارَهُ قَبْلَ
 أَنْ أُرْسَلَهُ، وَسَيَّأَهُ قَبْلَ أَنْ يُجْتَبَاهُ، وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ
 أَنْ إِذَا الْخَلَائِقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُونُهُ، وَبَسْتَرِ
 الْأَهَاوِيلِ وَبِنَهَايَةِ الْعَدَمِ مَقْرُونُهُ، عَلِمَا
 مِنْ اللَّهِ تَعَالَى وَاحَاطَهُ بِخَوَادِثِ الدُّهُورِ،
 وَمَعْرِفَةِ بَيَوَاقِعِ الْأُمُورِ -

إِبْتَعَثَهُ اللَّهُ اسْتِمَامًا لِأَمْرِهِ، وَعَزِيمَةً عَلَى إِمْضَاءِ حُكْمِهِ،
 وَإِنْفَاذًا لِمَقَادِيرِ رَحْمَتِهِ، فَرَأَى الْأُمَمَ فَرَقَانِي أَدْيَانَهَا،
 عُكُفًا عَلَى نِيَدَانِهَا، عَابِدَةً لِأَوْثَانِهَا، مُنْكَرَةً لِلَّهِ مَعَ
 عِرْفَانِهَا -

فَانَارَ اللَّهُ بِأَبِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ طُلُوعَهَا،
 وَكَشَفَ عَنِ الْقُلُوبِ بُهْمَهَا، وَجَلَّى عَنِ الْأَبْصَارِ غُشَمَهَا،
 وَقَامَ فِي النَّاسِ بِالْهُدَايَةِ، فَانْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ،
 وَبَقَرَهُمْ مِنَ الْعَصَايَةِ، وَهَدَاهُمْ إِلَى الدِّينِ الْقَوِيمِ،
 وَدَعَاهُمْ إِلَى الطَّرِيقِ السُّتَقِيمِ -

ثُمَّ قَبَضَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ قَبْضَ رَاقَةٍ وَاخْتِيَارَ، وَرَغْبَةً وَإِثَارَ،
 فَبَحَثَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ تَعَبِ هَذِهِ الدَّارِ فِي
 رَاحَةٍ، قَدْ حُفَّتْ بِالسَّلَاطِكَةِ الْأَبْرَارِ وَرِضْوَانِ الرَّبِّ
 الْعَقَّارِ، وَمُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَبِي نَبِيهِ
 وَآمِينِهِ وَخَيْرَتِهِ مِنَ الْخَلْقِ وَصَفِيِّهِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ

وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ثُمَّ التَفَتَ إِلَى أَهْلِ الْمَجْلِسِ وَقَالَتْ:

أَنْتُمْ عِبَادَ اللَّهِ نُصِبَ أَمْرُهُ وَنَهْيُهُ، وَحَمَلَةُ دِينِهِ وَوَحْيِهِ،
وَأَمْنَاءُ اللَّهِ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَبُلْغَاؤُهُ إِلَى الْأُمَمِ، زَعِيمٌ حَقٌّ
لَهُ فِيكُمْ، وَعَهْدٌ قَدَمُهُ إِلَيْكُمْ، وَبَقِيَّةٌ اسْتَخْلَفَهَا عَلَيْكُمْ:
كِتَابُ اللَّهِ التَّائِقُ وَالْقُرْآنُ الصَّادِقُ، وَالتَّوَرُّ السَّاطِعُ
وَالصِّيَامُ اللَّامِعُ، بَيِّنَةٌ بَصَائِرُهُ، مُنْكَشِفَةٌ سَرَائِرُهُ
مُنْجِلِيَّةٌ ظَوَاهِرُهُ، مُغْتَبَطَةٌ بِهِ أَشْيَاعُهُ، قَائِدًا إِلَى
الرِّضْوَانِ اتِّبَاعُهُ، مُؤَدًّا إِلَى السَّجَاةِ اسْتِيعَاةُهُ۔

بِهِ تَنَالُ حُجَجُ اللَّهِ النُّورَةُ، وَعَزَائِبُهُ الْمُقْتَسِمَةُ،
وَمَحَارِمُهُ الْمُحَدَّرَةُ، وَبَيِّنَاتُهُ الْجَالِيَّةُ، وَبَرَاهِينُهُ
الْكَافِيَّةُ، وَقَضَائِلُهُ الْمُنْدُوبَةُ، وَرُخَصُهُ الْمَوْهُوبَةُ،
وَشَرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ۔

فَجَعَلَ اللَّهُ الْإِيْمَانَ تَطْهِيراً لَكُمْ مِنَ الشِّرْكِ، وَالصَّلَاةَ
تَنْزِيْهًا لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ، وَالزَّكَاةَ تَرْكِيَّةً لِلنَّفْسِ وَنَبَاءً
فِي الرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ تَثْبِيْتًا لِلْإِخْلَاصِ، وَالْحَجَّ تَشْيِيْدًا
لِلدِّينِ، وَالْعُدْلَ تَنْسِيْقًا لِلْقُلُوبِ، وَطَاعَتَنَا نِظَامًا
لِلْمِلَّةِ، وَإِمَامَتَنَا أَمَانًا لِلْفِرْقَةِ، وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ
، وَالصَّبْرَ مَعُوْنَةً عَلَى اسْتِجَابِ الْآجِرِ۔

وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلِحَةً لِلْعَامَّةِ، وَبِرَ الْوَالِدَيْنِ
وَقَايَةَ مِنَ السَّخَطِ، وَصِلَةَ الْأَرْحَامِ مَنْسَاءً فِي الْعُبْرِ

وَمَنْمَاءٌ لِلْعَدَدِ، وَالْقِصَاصُ حَقًّا لِلدِّمَاءِ ، وَالْوَفَاءُ
بِالتَّنْذِيرِ تَغْرِيبُاً لِلْغُفْرَةِ، وَتَوْفِيَةُ الْكَائِيلِ
وَالْمَوَازِينِ تَغْيِيرُاً لِلْبُخْسِ-

وَالنَّهْيُ عَنِ شُرَابِ الْخَمْرِ تَنْزِيهاً عَنِ الرِّجْسِ،
وَاجْتِنَابُ الْقَذْفِ حِجَاباً عَنِ الْمُنْعَةِ ، وَتَرْكُ السَّرِقَةِ
إِنْجَاباً لِلْعِصَةِ ، وَحَرَمُ اللَّهِ الشِّرْكَ إِخْلَاصاً لَهُ
بِالرَّبُّوبِيَّةِ-

فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ ، وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ،
وَاطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَخْشَى
اللَّهُ مِنَ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ-

ثُمَّ قَالَتْ:

أَيُّهَا النَّاسُ! اْعْلَمُوا أَنِّي فَاطِمَةُ وَأَبِي مُحَمَّدٌ أَقُولُ عَوْدًا
وَبَدْعًا ، وَلَا أَقُولُ مَا أَقُولُ غُلَطًا ، وَلَا أَفْعَلُ مَا أَفْعَلُ
شَطَطًا ، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا
عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ-

فَإِنْ تَعَزَّوْهُ وَتَعَرَّفُوهُ تَجِدُوهُ أَيْ دُونَ نِسَاءِكُمْ، وَأَخَا
ابْنِ عَمِي دُونَ رِجَالِكُمْ ، وَلَنِعْمَ الْمُعَزِّزُ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ-

فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِالتَّنْذَارَةِ ، مَاثِلاً عَنِ مَدْرَجَةِ
الشُّرَاكِينَ ، ضَارِباً تَبَجُّهَهُمْ ، اخِذاً بِأَكْطَامِهِمْ، دَاعِياً إِلَى
سَبِيلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ وَالنَّوْعَةِ الْحَسَنَةِ ، يَجُفُّ

الْأَصْنَامَ وَيَنْكُثُ الْهَامَ ، حَتَّى انْهَزَمَ الْجَنَمُ وَوَلَوْا
الدُّبُرَ-

حَتَّى تَغْرَى اللَّيْلُ عَنْ صُبْحِهِ ، وَأَسْفَرَ الْحَقُّ عَنْ
مَخْضِهِ ، وَنَطَقَ زَعِيمُ الدِّينِ ، وَخَرَسَتْ شَقَاشِقُ
الشَّيَاطِينِ ، وَطَامَ وَشِيطُ النِّفَاقِ ، وَانْحَلَّتْ عَقْدُ الْكُفْرِ
وَالشَّقَاقِ ، وَفُتِّمَتْ بِكَيْبَةِ الْإِخْلَاصِ فِي نَفَرٍ مِنَ الْبَيْضِ
الْخَبَاصِ-

وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ ، مُذَقَّةَ الشَّارِبِ ، وَنَهْزَةً
الطَّامِعِ ، وَقُبْسَةَ الْعَجَلَانِ ، وَمَوْطِئَ الْأَقْدَمِ ، تَشَابُؤَنَ
الطَّرِيقِ ، وَتَقْتَاتُونَ الْقَدَّ أَدْلَةً خَاسِبِينَ ، تَخَافُونَ أَنْ
يَتَخَفَفَكُمُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِكُمْ ، فَأَنْقَذَكُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالَى بِسُحَيْدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَعْدَ اللَّتْيَا وَالَّتِي ،
وَبَعْدَ أَنْ مَيَّنَ بِهِمُ الرِّجَالِ ، وَذُؤْبَانَ الْعَرَبِ ، وَمَرَدَّةَ
أَهْلِ الْكِتَابِ-

كَلِمًا أَوْ قَدَّوْا نَارًا لِلْخَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ، أَوْ نَجَمَ قَرْنُ
الشَّيْطَانِ ، أَوْ فَعَرَتْ فَاغِرَةٌ مِنَ الْبُشْرَاكِينَ ، قَذَفَ أَخَاهُ فِي
لَهَوَاتِهَا فَلَا يَنْكِفِي حَتَّى يَطَاجِنَاحَهَا بِأُخْصِهِ ، وَيَخْجِدَ
لَهَبَهَا بِسَيْفِهِ ، مَكْدُودًا فِي ذَاتِ اللَّهِ ، مُجْتَهِدًا فِي أَمْرِ اللَّهِ
، قَرِيبًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ، سَيِّدًا فِي أَوْلِيَاءِ اللَّهِ مُشِيرًا
نَاصِحًا مُجِدِّدًا كَادِحًا لَاتَاخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَائِمٌ-

وَأَنْتُمْ فِي رَفَاهِيَّةٍ مِنَ الْعَيْشِ ، وَادِعُونَ فَاكِهِونَ آمِنُونَ ،

تَتَرَبَّصُونَ بِنَا الدَّوَائِرَ، وَتَتَوَكَّفُونَ الْأَخْيَارَ، وَتَتَكَصُّوْنَ
عِنْدَ النَّزَالِ، وَتَقْفَرُونَ مِنَ الْقِتَالِ -

فَلَمَّا اخْتَارَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ دَارَ أَنْبِيَائِهِ وَمَأْوَى أَصْفِيَائِهِ ،
ظَهَرَ فِيكُمْ حَسَكَةُ النِّفَاقِ ، وَسَمَلُ جَلْبَابِ الدِّينِ ، وَنَطَقَ
كَأَظْمُ الْغَاوِينَ ، وَتَبَغَّ خَامِلُ الْأَقْلِيْنَ ، وَهَدَرَ فَنِيْقُ
الْمُبْطِلِيْنَ ، فَخَطَرَ فِي عَرَصَاتِكُمْ ، وَأَطْلَعَ الشَّيْطَانُ رَأْسَهُ
مِنْ مَغْرَزِهِ ، مَا تَغَا بِكُمْ ، فَأَلْفَاكُمْ لِدَعْوَتِهِ مُسْتَجِيبِينَ ،
وَلِلْغَرَةِ فِيهِ مُلَاحِظِينَ ، ثُمَّ اسْتَنْهَضَكُمْ فَوَجَدَكُمْ خَفَاقًا ،
وَأَحْمَشَكُمْ فَأَلْفَاكُمْ غَضَابًا ، فَوَسَّيْتُمْ غَيْرَ إِبِلِكُمْ ، وَوَرَدْتُمْ
غَيْرَ مَشَارِبِكُمْ -

هَذَا ، وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ ، وَالْكَلِمُ رَجِيبٌ ، وَالْجُرْمُ لَنَا
يَتَدَمَّلُ ، وَالرَّسُولُ لَنَا يَقْبَرُ ، ائْتِدَادًا زَعَمْتُمْ خَوْفَ
الْفِتْنَةِ ، أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ، وَإِنْ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ
بِالْكَافِرِينَ -

فَهَيِّهَاتَ مِنْكُمْ ، وَكَيْفَ بِكُمْ ، وَأَنْتِ تُؤَفِّكُونَ ، وَكِتَابُ اللَّهِ
بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ ، أُمُورُهُ ظَاهِرَةٌ ، وَأَحْكَامُهُ زَاهِرَةٌ ، وَأَعْلَامُهُ
بَاهِرَةٌ ، وَدَوَاجِرُهُ لَامِحَةٌ ، وَأَوَامِرُهُ وَاضِحَةٌ ، وَقَدْ
خَلَفْتُمُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ، أَرُغْبَةً عَنْهُ تُرِيدُونَ؟ أَمْ بِغَيْرِهِ
تَحْكُمُونَ؟ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ، وَمَنْ يَنْتَبِغْ غَيْرَ
الْإِسْلَامِ دِينًا. فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ
الْخَاسِرِينَ -

ثُمَّ لَمْ تَلْبَثُوا إِلَى رَيْثٍ أَنْ تَسْكُنَ نَفَرَتَهَا ، وَيَسْلَسَ
قِيَادَهَا ، ثُمَّ أَخَذْتُمْ تُورُونَ وَقَدَّتَهَا ، وَتَهَيَّجُونَ
جَبَرَتَهَا ، وَتَسْتَجِيبُونَ لِهَتَافِ الشَّيْطَانِ الْغَوِيِّ ،
وَإِطْفَاءِ أَنْوَارِ الدِّينِ الْحَقِّ ، وَإِهْثَالِ سُنَنِ النَّبِيِّ
الصَّغِيِّ ، تُسْتَوْنَ حَسَوَاتِي أَرْتِعَاءٍ ، وَتَتَشَوْنَ لَاهِلِهِ وَوَلَدِهِ
فِي الْخَمْرِ وَالْفَرَاءِ ، وَنَصِيرُ مِنْكُمْ عَلَى مِثْلِ حَزِّ الْمَدَى ،
وَوَحَرِ السَّنَانِ فِي الْحِشَا -

وَأَنْتُمْ الْآنَ تَزْعُمُونَ أَنْ لَا إِرْثَ لَنَا ، أَفَحُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ
تَبْعُونَ ، وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ، أَفَلَا
تَعْلَمُونَ؟ بَلَى ، قَدْ تَجَلَّى لَكُمْ كَالشَّيْسِ الصَّاحِيَةِ أَنْ
إِبْنَتُهُ -

أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ! أَأَغْلَبَ عَلَى إِرْثِي؟ يَابْنَ ابْنِ قُحَافَةَ! أَفِي
كِتَابِ اللَّهِ تَرِثُ أَبَاكَ وَلَا إِرْثُ أَبِي؟ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا ،
أَفَعَلَى عَمْدٍ تَرَكْتُمْ كِتَابَ اللَّهِ وَنَبَذْتُمُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ،
إِذْ يَقُولُ: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾^① وَقَالَ فِيمَا اقْتَضَى
مِنْ خَبَرِ زَكْرِيَّا إِذْ قَالَ: ﴿فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي
وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾^② وَقَالَ: ﴿وَاوْلُوا الْأَرْحَامِ
بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾^③ وَقَالَ: ﴿يُؤْمِسُكُمْ

① النمل: آيت ١٣

② مريم: آيت ٢

③ الاحزاب: آيت ٣

اللَّهُ فِي أَوَّلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ﴿١٦﴾ وَقَالَ ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةَ لِلْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقَّاقًا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ ﴿١٧﴾ وَرَعَيْتُمْ أَنْ لَأَحْطُوا قَالِ، وَلَا أَرِثُ مِنْ أَبِي، وَلَا رَحِمَ بَيْنَنَا، أَفَحَصَّكُمْ اللَّهُ بِأَيَّةٍ آخِرَةٍ مِنْهَا؟ أَمْ هَلْ تَقُولُونَ: إِنْ أَهْلَ مِلَّتَيْنِ لَا يَتَوَارِثَانِ؟ أَوَلَسْتُ أَنَا وَآبِي مِنْ أَهْلِ مِلَّةٍ وَاحِدَةٍ؟ أَمْ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِخُصُوصِ الْقُرْآنِ وَعُيُومِهِ مِنْ أَبِي وَابْنِ عَمِّي؟ فَدُونَكُمَا مَخْطُومَةٌ مَرْحُومَةٌ تَلْقَانِ يَوْمَ حَشْرِكِ-

فَنِعْمَ الْحَكَمُ اللَّهُ، وَالزَّعِيمُ مُحْتَدٌّ، وَالْوَعْدُ الْقِيَامَةُ، وَعِنْدَ السَّاعَةِ يَخْسِرُ السَّابِغُونَ، وَلَا يَنْفَعُكُمْ إِذْ تَتَدِمُونَ، وَلِكُلِّ نَبَأٍ مُسْتَقَرٌّ، وَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ، وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ-

ثم رمت بطرفها نحو الانصار، فقالت:

يَا مَعْشَرَ النَّبِيِّينَ وَأَعْضَادَ الْبَيْتِ وَحَضَنَةَ الْإِسْلَامِ مَا هَذِهِ الْغَيْبُزَةُ فِي حَقِّي وَالسِّنَّةُ عَنْ ظِلَامَتِي؟ أَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبِي يَقُولُ: ﴿الْبَرُّ يُحْفَظُ فِي وَلَدِهِ﴾ سَمِعَانِ مَا أَحْدَثْتُمْ وَعَجَلَانِ ذَا إِهَالَةٍ، وَلَكُمْ طَاقَةٌ بِهَا أَحَاوِلُ، وَقُوَّةٌ عَلَى مَا أَطْلُبُ وَأَزَاوِلُ-

﴿النساء: آيت ١١﴾

﴿البقرة: آيت ١٨٠﴾

أَتَقُولُونَ مَاتَ مُحَمَّدٌ؟ فَخَطَبَ جَلِيلٌ اسْتَوْسَعَ وَهْنَهُ،
وَأَسْتَنْهَرَ فُتْقَهُ، وَانْفَتَقَ رَتْقَهُ، وَأُظْلِمَتِ الْأَرْضُ
لِغَيْبَتِهِ، وَكُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَانْتَثَرَتِ النُّجُومُ
لِمُصِيبَتِهِ، وَاكْثَدَتِ الْأَمَالُ، وَخَشَعَتِ الْجِبَالُ،
وَأُضِيعَ الْحَرِيمُ، وَأُزِيلَتِ الْحُرْمَةُ عِنْدَ مَمَاتِهِ۔

فَتِلْكَ وَاللَّهِ الثَّالِثَةُ الْكُبْرَى وَالْبُعْبُوبَةُ الْعُظْمَى،
لَا مِثْلَهَا نَازِلَةٌ، وَلَا بَاقِيَةٌ عَاجِلَةٌ أَعْلَنَ بِهَا، كِتَابُ اللَّهِ
جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي أَفْنِيَّتِكُمْ، وَفِي مُسَاكُمِ وَمُصْحِحِكُمْ، يَهْتَفُ
فِي أَفْنِيَّتِكُمْ هَتَافاً وَصَرَاحاً وَتِلَاوَةً وَالْحَنَانُ، وَلَقَبْلَهُ مَا
حَلَّ بِأَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ، حُكْمٌ فَصْلٌ وَقَضَاءٌ حَتْمٌ۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ
مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى
عَقْبِهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾^①

اِيهَا بَنِي قَيْلَةٍ! أَهَضُّمُ تَرَاثَ أَبِي وَأَنْتُمْ بِمَرَأَى مِثِّي
وَمُسْبِيٍّ وَمُنْتَدِيٍّ وَمَجْبِيٍّ، تَلْبَسُكُمُ الدَّعْوَةُ وَتَشْلِكُكُمْ
الْخُبْرَةُ، وَأَنْتُمْ ذُو الْعُدَدِ وَالْعُدَّةِ وَالْأَدَاةِ وَالْقُوَّةِ،
وَعِنْدَكُمْ السَّلَامُ وَالْجَنَّةُ، تَوَافِكُمُ الدَّعْوَةُ فَلَا
تُجِيبُونَ، وَتَأْتِيَكُمُ الصَّرَاحَةُ فَلَا تُغِيثُونَ، وَأَنْتُمْ
مَوْصُوفُونَ بِالْكَفَاحِ، مَعْرُوفُونَ بِالْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ،
وَالشُّخْبَةُ الَّتِي اتَّخَذْتِ، وَالْخَيْرَةُ الَّتِي اخْتِيرَتْ لَنَا

أَهْلَ الْبَيْتِ-

قَاتَلْتُمُ الْعَرَبَ ، وَتَحَلَّلْتُمُ الْكَدَّ وَالْتَعَبَ ، وَنَاطَحْتُمُ
الْأُمَمَ ، وَكَافَحْتُمُ الْبُيُوتَ ، لَأَنْبَرُ أَوْ تَبْرَحُونَ ، نَأْمُرُكُمْ
فَتَأْتِبِرُونَ ، حَتَّى إِذَا دَارَتْ بِنَارِىَ الْإِسْلَامِ ، وَدَرَ حَلَبُ
الْأَيَّامِ ، وَخَضَعَتْ نَعْرَةَ الشُّرَكَ ، وَسَكَنْتْ فَوْرَةُ الْإِفْكِ ،
وَحَبَدَتْ بِيَدَانِ الْكُفْرِ ، وَهَدَأَتْ دَعْوَةَ الْهَرَمِ ، وَاسْتَوْسَقَ
نِظَامُ الدِّينِ ، فَأَلَى حِزْبُكُمْ بَعْدَ الْبَيَانِ ، وَأَسْرَدَتْكُمْ بَعْدَ
الْإِعْلَانِ ، وَنَكَمْتُمْ بَعْدَ الْإِقْدَامِ ، وَأَشْرَكْتُمْ بَعْدَ الْإِيْيَانِ ؟
بِؤْساً لِقَوْمٍ نَكَشُوا أَيْْيَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ ، وَهَمُّوا
بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدُّكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ، أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ
أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ-

أَلَا ، وَقَدْ أَرَى أَنْ قَدْ أَخْلَدْتُمْ إِلَى الْخَفِيفِ ، وَأَبْعَدْتُمْ مَنْ
هُوَ أَحَقُّ بِالْبُسْطِ وَالْقَبْضِ ، وَخَلَوْتُمْ بِالدَّعَةِ ، وَنَجَوْتُمْ
بِالْفَيْقِ مِنَ السَّعَةِ ، فَبَجَجْتُمْ مَا وَعَبْتُمْ ، وَدَسَعْتُمْ
الَّذِى تَسَوَّغْتُمْ ، فَإِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً
فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ-

أَلَا ، وَقَدْ قُلْتُ مَا قُلْتُ هَذَا عَلَى مَعْرِفَةٍ مِنِّى بِالْخِذْلَةِ
الَّتِى خَامَرْتُكُمْ ، وَالْغَدْرَةِ الَّتِى اسْتَشْعَرْتُهَا قُلُوبُكُمْ ،
وَلَكِنَّهَا فَيْصَةُ النَّفْسِ ، وَنَفْثَةُ الْغَيْظِ ، وَحَوَزُ الْقَنَاقَةِ ،
وَبَشَّةُ الصَّدْرِ ، وَتَقْدِمَةُ الْحُجَّةِ ، فَدُونَكُمْ مَآ
فَاحْتَقَبُوهَا دَبْرَةَ الظُّهْرِ ، نَقَبَةَ الْخُفِّ ، بَاقِيَةَ الْعَارِ ،

مَوْسُومَةً يَغْضَبُ الْجَبَّارَ وَشَنَارَ الْآبَدِ، مَوْسُومَةً بِنَارِ
 اللَّهِ الْمَوْقِدَةِ الَّتِي تَطْلَعُ عَلَى الْأَفِيدَةِ -
 فَبِعَيْنِ اللَّهِ مَا تَفْعَلُونَ ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيْ
 مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ، وَأَنَا إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ
 عَذَابٍ شَدِيدٍ، فَاعْمَلُوا إِنَّا عَامِلُونَ، وَانْتَظِرُوا إِنَّا
 مُنْتَظِرُونَ -

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے اس کے انعام پر، اور اس کا شکر ہے اس کے
 الہام پر۔ وہ قابلِ ثناء ہے کہ اس نے بے طلب نعمتیں دیں اور مکمل نعمتیں دیں اور
 مسلسل احسانات کیے جو ہر شمار سے بالاتر، ہر معاوضہ سے بعید تر اور ہر ادراک سے
 بلند تر ہیں۔ بندوں کو دعوت دی کہ شکر کے ذریعے نعمتوں میں اضافہ کرائیں پھر ان
 نعمتوں کو مکمل کر کے مزید حمد کا مطالبہ کیا اور انہیں دُہرایا۔

میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا وحدہ لا شریک ہے اور اس کلمہ کی اصل اخلاص
 ہے، اس کے معنی دلوں سے بیہوش ہیں۔ اس کا مفہوم فکر کو روشنی دیتا ہے۔ وہ خدا وہ
 ہے جس کی آنکھوں سے رویت، زبان سے تعریف اور خیال سے کیفیت محال ہے۔
 اس نے چیزوں کو بلا کسی مادہ اور نمونہ کے پیدا کیا ہے۔ صرف اپنی قدرت اور مشیت
 کے ذریعے اسے نہ تخلیق کے لیے نمونہ کی ضرورت تھی، نہ تصویر میں کوئی فائدہ تھا
 سوائے اس کے کہ اپنی حکمت کو مستحکم کر دے اور لوگ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ
 ہو جائیں۔ اس کی قدرت کا اظہار ہو اور بندے اس کی بندگی کا اقرار کریں۔ وہ
 تقاضائے عبادت کرے تو اپنی دعوت کو تقویت دے۔ چنانچہ اس نے اطاعت پر
 ثواب رکھا اور معصیت پر عذاب رکھا تاکہ لوگ اس کے غضب سے ڈر ہوں اور
 جنت کی طرف گنج آئیں۔

میں شہادت دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور وہ رسول ہیں جن کو بھیجنے سے پہلے چنا گیا اور بعثت سے پہلے منتخب کیا گیا۔ اس وقت جب مخلوقات پردہ غیب میں پوشیدہ اور حجاب عدم میں محفوظ اور انتہاء عدم سے مقرون تھیں۔

آپ تمام مسائل کُل کائنات کے امور اور حوادثِ زمانہ پر مکمل احاطہ کیے ہوئے ہیں، اللہ نے آپ کو بھیجا تاکہ اس کے امر کو نافذ کریں اور اس کی حکمت کا اجراء کریں اور اللہ کے مقدرات امور دنیا یعنی خلق، رزق، موت و حیات، جمیع امور تکنوینیہ اور تشریعیہ کے آپ مالک ہیں اور ان کا نفاذ و اجراء کرنے والے ہیں۔

اللہ نے آپ کو بھیجا تاکہ اس کے امر کی تکمیل کریں، حکمت کو جاری کریں اور حتیٰ مقدرات کو نافذ کریں مگر آپ نے دیکھا کہ اُمّیں مختلف ادیان میں تقسیم ہیں۔ آگ کی پوجا، جنوں کی پرستش اور خدا کے جان بوجھ کر انکار میں مبتلا ہیں۔

آپ نے ظلمتوں کو روشن کیا، دل کی تاریکیوں کو مٹایا، آنکھوں سے پردے اٹھائے، ہدایت کے لیے قیام کیا، لوگوں کو گمراہی سے نکالا، اندھے پن سے با بصیرت بنایا، دینِ مستحکم اور صراطِ مستقیم کی دعوت دی۔

اس کے بعد اللہ نے انتہائی شفقت و مہربانی اور رغبت کے ساتھ انھیں بلا لیا۔ اور اب وہ اس دنیا کے مصائب سے راحت میں ہیں، ان کے گرد ملائکہ ابرار اور رضائے الہی ہے اور سر پر رحمتِ خدا کا سایہ ہے۔ خدا میرے اس باپ پر رحمت نازل کرے جو اس کا نبی، وحی کا امین، مخلوقات میں منتخب، مصطفیٰ اور مرخص تھا۔

اس پر سلام و رحمت و برکتِ خدا ہو۔

بندگانِ خدا! تم اس کے حکم کا مرکز، اس کے دین و وحی کے حامل، اپنے نفس پر اللہ کے امین، اور اُمتوں تک اس کے پیغامِ رساں ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ تمہارا

اس پر کوئی حق ہے۔ حالانکہ تم میں اس کا وہ عہد موجود ہے جسے اس نے بھیجا ہے اور وہ بقیہ ہے جسے اپنی خلافت دی ہے۔

وہ خدا کی کتاب، ناطق قرآن، صادق، ثورِ ساحل اور ضیاءِ روشن ہے جس کی بصیرتیں نمایاں اور اسرارِ واضح ہیں۔ ظواہرِ منور ہیں اور اس کا اتہاعِ قابلِ رکب ہے۔ وہ قائدِ رضائے الہی ہے اور اس کی سماعتِ ذریعہٴ نجات ہے۔ اسی سے اللہ کی روشن جتیتیں، اس کے واضح فرائض، مخفی محرمات، روشن پیمائے کافی دلائل، مندوب فضائل، لازمی تعلیمات اور قابلِ رخصت احکام کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد خدا نے ایمان کو شرک ① سے تسلیم، نماز کو تکبر سے پاکیزگی، زکوٰۃ کو نفس کی صفائی اور رزق کی زیادتی، روزہ کو خلوص کے استحکام، حج کو دین کی تقویت، عدل کو دلوں کی عظیم، ہماری ② اطاعت کو ملت کا نظام، ہماری امامت کو تفرقہ سے امان، جہاد کو اسلام کی عزت، صبر کو طلبِ اجر کا معاون، امر بالمعروف کو عوام کی مصلحت، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو عذاب سے تحفظ، صلہ رحمی کو عدد کی زیادتی، قصاص کو خون کی حفاظت، ایفاءِ نذر کو مغفرت کا وسیلہ، ناپ تول کو فریبِ دہی کا توڑ، حرمتِ شراب خوری کو رجز سے پاکیزگی، تہمت سے پرہیز کو لعنت سے، محافظت، ترکِ سرِ قہ کو عفت کا سبب قرار دیا ہے۔ اس نے شرک کو حرام کیا تاکہ

① ایسے عقلمن اور نازک موقع پر اس طرح کی جامع تقریر اور وہ بھی ایک خاتون کی زبان سے۔ درحقیقت ایک اعجازی کیفیت کی حامل ہے اور غالباً ان تفصیلات کا مقصد یہ تھا کہ امت مجھے مسئلہ میراث سے بے خبر نہ قرار دے دے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ احکامِ شریعت کی کیا حیثیت ہے۔ میں تو اسرارِ شریعت سے بھی باخبر ہوں جس کا علم ساری امت میں کسی کو نہیں ہے۔ (جوادی)

② اس نکتہ پر جہاں تک غور کیا جائے آلِ محمدؐ کی عظمت کی معرفت میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا اور انسان کو محسوس ہوگا کہ عالمِ اسلام میں تفرقہ کہاں سے شروع ہوا ہے اور ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کا راستہ کیا ہے۔

ربوبیت سے اخلاص پیدا ہو۔ لہذا اللہ سے باقاعدہ ڈرو اور بغیر مسلمان ہوئے نہ مرنا، اس کے امر و نہی کی اطاعت کرو اس لیے کہ اس کے بندوں میں خوفِ خدا رکھنے والے صرف صاحبانِ علم و معرفت ہی ہوتے ہیں۔

لوگو! یہ جان لو کہ میں قاطعہ ہوں اور میرے باپ محمد مصطفیٰ ہیں۔ یہی اول و آخر کہتی ہیں اور نہ غلط کہتی ہیں اور نہ بے ربط۔ وہ تمہارے پاس رسول بن کر آئے، ان پر تمہاری زحماتیں شاق تھیں۔ وہ تمہاری بھلائی کے خواہاں اور صاحبانِ ایمان کے لیے رحیم و مہربان تھے۔ اگر تم انھیں اور ان کی نسبت کو دیکھو تو تمام عورتوں میں صرف میرے باپ ﷺ، اور تمام مردوں میں صرف میرے ابنِ عم کا بھائی پاؤ گے، اور اس نسبت کا کیا کہنا؟

میرے پدرِ بزرگوار نے کھل کر پیغامِ خدا کو پہنچایا، مشرکین سے بے پروا ہو کر ان کی گردنوں کو پکڑ کر اور ان کے سرداروں کو مار کر دینِ خدا کی طرف حکمت اور موقعِ حسنة کے ساتھ دعوت دی۔ وہ مسلسل بتوں کو توڑ رہے تھے اور مشرکین کے سرداروں کو سرگسوں کر رہے تھے یہاں تک کہ مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ رات کی صبح ہو گئی، حق کی روشنی ظاہر ہو گئی، دین کا ذمہ دار گویا ہو گیا، شیاطین کے ناطقے ٹنگ ہو گئے، نفاق تباہ ہوا، کفر و افتراء کی گرہیں کھل گئیں اور تم لوگوں نے کلمہٴ اخلاص کو ان روشن چہرہ فاقہ کش لوگوں سے سیکھ لیا جن سے اللہ نے جس کو دُور رکھا تھا اور انھیں حق و طہارت عطا کیا تھا۔ تم جہنم کے کنارے تھے۔ میرے باپ نے تمہیں بچایا، تم ہر لاپچی کے لیے مالی غنیمت اور ہرزود کار کے لیے چنگاری تھے۔ ہر جہ کے نیچے پامال تھے، گندا پانی پیتے تھے، پتے چباتے تھے، ذلیل اور پست

① ملتِ اسلامیہ کو سوچنا چاہیے کہ بغیر اسلام کے رشتوں کو قاطعہ زہراً سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے لہذا انہی کے بیان کو سند قرار دینا چاہیے۔

تھے۔ ہر وقت چار طرف سے حملے کا اندیشہ تھا لیکن خدا نے میرے باپ کے ذریعے تمہیں ان تمام مصیبتوں سے بچالیا۔

خیر ان تمام باتوں کے بعد بھی جب عرب کے نامور سرکش بہادر اور اہل کتاب کے باغی افراد نے جنگ کی آگ بھڑکائی تو خدا نے اُسے بجھا دیا یا شیطان نے سینک نکالی یا مشرکوں نے منہ کھولا تو میرے باپ نے اپنے بھائی کو ان کے حلق میں ڈال دیا اور وہ اس وقت تک نہیں پلٹے جب تک ان کے کانوں کو کچل نہیں دیا اور ان کے شعلوں کو آپ شمشیر سے بجھا نہیں دیا۔ وہ اللہ کے معاملہ میں زحمت کش اور جدوجہد کرنے والے تھے اور تم عیش کی زندگی، آرام، سکون چین کے ساتھ گزار رہے تھے۔ ہماری مصیبتوں کے منظر اور ہماری خبر بد کے خواہاں تھے۔ تم لڑائی سے منہ موڑ لیتے تھے اور میدانِ جنگ سے بھاگ ① جاتے تھے۔

پھر جب اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیے انبیاء کے گھر اور اصفیاء کی منزل کو پسند کر لیا تو تم میں نفاق کی روشنی ظاہر ہو گئی اور چادرِ دین کہنے ہو گئی۔ گمراہوں کا منادی بولنے لگا۔ گناہ منظر عام پر آ گئے۔ اہل باطل کے دودھ کی دھاریں بہہ بہہ کر تمہارے معن میں آ گئیں۔ شیطان نے سر نکال کر تمہیں آوازیں دی تو تمہیں اپنی دعوت کا قبول کرنے والا اور اپنی بارگاہ میں عزت کا طالب پایا۔ تمہیں اٹھایا تو تم ہلکے دکھائی دیے، بھڑکایا تو غصہ اور ثابت ہوئے۔ تم نے دوسرے کے اُونٹ پر نشان لگا دیا اور دوسرے کے چشمہ پر وارد ہو گئے حالانکہ ابھی زمانہ قریب کا ہے اور زخم کشادہ ہے۔ جراثیم منڈل نہیں ہوئی ہے اور رسولِ قبر میں

① اس سے زیادہ صاف اور صریح موازنہ حکومتِ وقت کے کردار اور حیدرِ کراز کے جہاد کے درمیان کیا ہو سکتا ہے مگر انہیں کہ جس کے پاس حیانہ ہو اس کے پاس دین بھی نہیں ہوتا ہے۔ (جواد)

سو بھی نہیں سکے ہیں۔ یہ جلدی تم نے فتنہ کے خوف سے کی حالانکہ فتنہ ہی میں گر پڑے اور جہنم تو تمام کفار کو محیط ہے۔

افسوس تم پر۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کہاں جا رہے ہو؟ تمہارے درمیان کتاب خدا موجود ہے جس کے امور واضح، علام روشن، ممانعت، تابندی اور اوامر نمایاں ہیں تم نے اسے پس پشت ڈال دیا۔

کیا اس سے انحراف کے خواہاں ہو؟ یا کوئی دوسرا حکم چاہتے ہو تو یہ بہت بُرا بدل ہے اور جو غیر اسلام کو دین بنائے گا اس سے وہ قبول بھی نہ ہوگا اور آخرت میں خسارہ بھی ہوگا۔

اس کے بعد تم نے صرف اتنا انتظار کیا کہ اس کی نفرت ساکن ہو جائے اور مہار ڈھیلی ہو جائے۔ پھر آتش جنگ کو روشن کر کے شعلوں کو بھڑکانے لگے۔ شیطان کی آواز پر لپیک کہنے اور دین کے انوار کو خاموش کرنے اور سنت پیغمبر کو برباد کرنے کی کوشش شروع کر دی، بالائی جہاد میں اپنی سیری سمجھتے ہو اور رسول کے اہل و اہل بیت کے لیے پوشیدہ ضرر رسانی کرتے ہو، ہم تمہارے حرکات پر یوں صبر کرتے ہیں جیسے چھری کی کاٹ اور نیزے کے زخم پر۔

تمہارا خیال ہے کہ میرا میراث میں حق نہیں ہے۔ کیا تم جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہو، جب کہ ایمان والوں کے لیے اللہ سے بہتر کوئی حاکم نہیں ہے۔

تمہارے لیے ہر نیروز کی طرح روشن ہے کہ میں اس نبی کی بیٹی ہوں۔ اے ابو بکر! کیا مجھے ان کی میراث نہ ملے گی؟

کیا قرآن میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں۔ یہ کیسا افتراء ہے؟

کیا تم نے قصداً کتاب ^① خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے جب کہ اس میں سلیمانؑ کے وارث داؤدؑ ہونے کا ذکر ہے اور حضرت زکریاؑ کی یہ دعا ہے کہ خدا یا مجھے ایسا ولی دے دے جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو۔

اور یہ اعلان ہے کہ قرابت دار بعض بعض سے اولیٰ ہیں۔

اور یہ ارشاد ہے کہ خدا اولاد کے بارے میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی کا دو گنا ملے گا اور یہ تعلیم ہے کہ مرنے والا اپنے والدین اور اقرباء کے لیے وصیت کرے۔ یہ متعین کی ذمہ داری ہے اور تمہارا خیال ہے کہ نہ میرا کوئی حق ہے نہ میرے باپ کی میراث ہے اور نہ میری کوئی قرابت داری ہے۔ کیا تم پر کوئی خاص آیت نازل ہوئی ہے جس میں میرا باپ شامل نہیں ہے؟ یا تمہارا کہنا یہ ہے کہ میں اپنے باپ کے مذہب سے الگ ہوں اس لیے وارث نہیں ہوں۔ کیا تم عام و خاص کو میرے باپ اور میرے ابنِ اعم ^② سے زیادہ جانتے ہو؟

خیر، ہوشیار ہو جاؤ! آج تمہارے سامنے وہ ستم رسیدہ ہے جو کل تم سے قیامت میں ملے گی جب اللہ حاکم اور محمدؐ طالبِ حق ہوں گے۔ موعود قیامت کا ہوگا اور ندامت کسی کے کام نہ آئے گی اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس رسوا کن عذاب آتا ہے اور کس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

① یہ وہی قوم ہے جس نے چند روز قبل رسول اکرم ﷺ کے وقتِ آخریہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے لیے کتابِ خدا کافی ہے۔ آج یہ قوم کتابِ خدا سے بھی انحراف کر رہی ہے۔ سچ ہے اقتدار کی سیاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔ (جوادی)

② اصل مسئلہ یہی ہے کہ امت نے اہل بیتؑ کو نظر انداز کر دیا ہے جنہیں علمِ قرآن کا حامل بنایا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں حدودِ دین اور حق بشرِ مسلسل پامال ہو رہے ہیں۔ (جوادی)

(اس کے بعد آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

اے جواں مرد گروہ!

ملت کے قوت بازو!

اسلام کے انصار!

یہ میرے حق میں چشم پوشی اور میری ہمدردی سے غفلت کیسی ہے؟ کیا وہ رسول میرے باپ نہ تھے جنہوں نے یہ کہا تھا کہ انسان کا تحفظ اس کی اولاد میں ہوتا ہے۔ تم نے بہت جلدی خوف زدہ ہو کر یہ اقدام کیا حالانکہ تم میں وہ حق والوں کی طاقت تھی جس کے لیے میں حیران و پریشان ہوں۔ کیا تمہارا یہ بہانہ ہے کہ رسول کا انتقال ہو گیا ہے تو بہت بڑا حادثہ رونما ہو گیا ہے۔

جس کا رخنہ وسیع، شکاف کشادہ، اور اتصال شکافہ ہو گیا ہے، زمین ان کی غیبت سے تاریک، ستارے بے نور، امیدیں ساکن، پہاڑ سرگلوں، حریم زائل اور حرمت برباد ہو گئی ہے۔

یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ اور بڑی عظیم مصیبت ہے، نہ ایسا کوئی حادثہ ہے اور نہ سانحہ۔ خود قرآن نے تمہارے گھروں میں صبح و شام بہ آواز بلند تلاوت و الحان کے ساتھ اعلان کر دیا تھا کہ اس کے پہلے جو کچھ دوسرے انبیاء پر گزرا وہ اٹل حکم اور حتمی قضا تھی اور یہ بھی ایک رسول ہیں جنہیں موت آئے گی تو کیا تم ان کے بعد اُلٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟ ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، اور وہ اہل شکر کو جزا دے کر رہے گا۔

ہاں اے انصار! کیا تمہارے دیکھتے سنتے اور تمہارے مجمع میں میری میراث ہضم ہو جائے گی؟ تم تم میری آواز بھی پہنچی۔ تم باخبر بھی ہو۔ تمہارے پاس اشخاص، اسباب، آلات، قوت، اسلحہ اور ہر سب کچھ موجود ہے۔

لیکن تم نہ میری آواز پر لبیک کہتے ہو، اور نہ میری فریاد کو پہنچتے ہو، تم تو مجاہد مشہور ہو، خیر و صلاح کے ساتھ معروف ہو، منتخب روزگار اور برآمد زمانہ ہو۔ تم نے عرب سے جنگ میں رنج و تعب اٹھایا ہے، اُمتوں سے لکرائے ہو، لشکروں کا مقابلہ کیا ہے۔ ابھی ہم دونوں اسی جگہ ہیں جہاں ہم حکم دیتے تھے اور تم فرمانبرداری کرتے تھے۔

یہاں تک کہ ہمارے دم سے اسلام کی چٹکی چٹنے لگی۔ زمانہ کا دودھ نکال لیا گیا، شرک کے نعرے پست ہو گئے، افتراء کے فوارے دب گئے، کفر کی آگ بجھ گئی، فتنہ کی دعوت خاموش ہو گئی، دین کا نظام مستحکم ہو گیا، تو اب تم اس وضاحت کے بعد کہاں چلے گئے اور اس اعلان کے بعد کیوں پردہ پوشی کر لی؟

آگے بڑھ کے قدم کیوں پیچھے ہٹا دیئے؟

ایمان کے بعد کیوں مشرک ہوئے جارہے ہو؟

کیا اس قوم سے جنگ نہ کرو گے جس نے اپنے عہد کو توڑا اور رسول کو نکالنے کی فکر کی اور پہلے تم سے مقابلہ کیا۔

کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ خوف کا مستحق صرف خدا ہے۔

اگر تم ایمان دار ہو۔ خبردار!

میں دیکھ رہی ہوں کہ تم دائمی پستی میں گر گئے اور تم نے بست و کشاد کے صحیح حق دار کو دُور کر دیا، آرام طلب ہو گئے اور جنگی سے وسعت میں آ گئے۔ جو سنا تھا اسے پھینک دیا اور جو بادلِ غواستہ لٹل لٹل ہوا تھا اُسے اُگل دیا۔ خیر تم کیا اگر ساری دنیا بھی کافر ہو جائے تو اللہ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

خیر مجھ جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی، تمہاری بے رُخی اور بے وفائی کو جانتے ہوئے جس کو تم لوگوں نے شعار بنا لیا ہے۔ لیکن یہ تو ایک دل گرفتگی کا نتیجہ اور غضب کا اظہار ہے، ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے، اک اتمامِ حجت ہے، چاہو تو اسے ذخیرہ کر لو۔

مگر یہ پیٹھ کا زخم ہے، پیروں کا گھاؤ ہے، ذلت کی بقا اور غضبِ خدا اور ملامتِ دائمی سے موسوم ہے اور اللہ کی اس بھڑکتی آگ سے متصل ہے جو دلوں پر روشن ہوتی ہے۔ خدا تمہارا کرتوت کو دیکھ رہا ہے اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسے پٹائے جائیں گے۔

میں تمہارے اس رسول کی بیٹی ہوں جس نے عذابِ شدید سے ڈرایا ہے۔ اب تم بھی عمل کرو میں بھی عمل کرتی ہوں۔ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔“

فأجابها أبو بكر عبد الله بن عثمان ، وقال :

يَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ! لَقَدْ كَانَ أَبُوكَ بِالْمُؤْمِنِينَ عَطُوفًا
كَرِيمًا ، رُؤُوفًا رَحِيمًا ، وَعَلَى الْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا وَعِقَابًا
عَظِيمًا ، إِنَّ عَزْوَناهُ وَجَدْنَاها أَبَاكَ دُونَ النِّسَاءِ ، وَأَخَا لِفِكَ
دُونَ الْأَخِلَاءِ ، أَثَرَهُ عَلَى كُلِّ حَبِيبٍ وَسَاعِدَةٍ فِي كُلِّ أَمْرٍ
جَسِيمٍ ، لَا يُحِبُّكُمْ إِلَّا سَعِيدٌ ، وَلَا يُبْغِضُكُمْ إِلَّا شَقِيقٌ بَعِيدٌ۔

فَأَنْتُمْ عِتْرَةُ رَسُولِ اللَّهِ الطَّيِّبُونَ ، الْخَيْرَةُ الْمُنْتَجَبُونَ ،
عَلَى الْخَيْرِ أَدَلَّتْنَا وَإِلَى الْجَنَّةِ مَسَالِكُنَا ، وَأَنْتِ يَا خَيْرَةَ
النِّسَاءِ وَابْنَةَ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ ، صَادِقَةٌ فِي قَوْلِكَ ، سَابِقَةٌ فِي
وُفُورِ عَقْلِكَ ، غَيْرُ مَرْدُودَةٍ عَنْ حَقِّكَ ، وَلَا مُصْدُودَةٌ عَنْ
صِدْقِكَ۔

وَاللَّهِ مَا عَدَوْتُ رَأَى رَسُولِ اللَّهِ ، وَلَا عَمِلْتُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ،
وَالرَّائِدُ لَا يَكْذِبُ أَهْلَهُ ، وَإِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ وَكَفَى بِهِ شَهِيدًا ،
أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ : ﴿ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا

نُورَتْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، وَلَا دَارًا وَلَا عِقَارًا، وَإِنَّمَا نُورَتْ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالشُّبُوحَ، وَمَا كَانَ لَنَا مِنْ
طُعْمَةٍ فَلَوْلَ الْأَمْرِ بَعْدَنَا أَنْ يَحْكُمَ فِيهِ بِحُكْمِهِ۔

وَقَدْ جَعَلْنَا مَا حَاوَلْتِهِ فِي الْكِبَرِ وَالسَّلَامِ، يُقَاتِلُ بِهَا
الْمُسْلِمُونَ وَيُجَاهِدُونَ الْكُفَّارَ، وَيُجَالِدُونَ الْمَرَدَّةَ
الْفُجَّارَ، وَذَلِكَ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ، لَمْ أَنْفِرْ بِهِ وَحْدِي،
وَلَمْ أَسْتَبِدْ بِمَا كَانَ الرَّأْيُ حَنْدِي، وَهَذِهِ حَالِي وَمَالِي، هِيَ
لَكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ، لَا تَزَوِي عَنكَ وَلَا تَنْدَحِرْ دُونَكَ، وَأَنْتَ
وَأَنْتِ سَيِّدَةُ أُمَّةٍ أَبْنِكَ وَالشَّجَرَةُ الطَّيِّبَةُ لِبَنِيكَ، لَا
يُدْفَعُ مَالُكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَلَا يُوضَعُ فِي فَرْعِكَ وَأَصْلِكَ،
حُكْمُكَ نَافِذٌ قِيَمًا مَلَكَتْ يَدَايَ، فَهَلْ تَرَيْنَ أَنْ أَخَالِفَ فِي
ذَلِكَ أَبَاكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

اس کے جواب میں ابو بکر (عبداللہ بن عثمان) نے یوں تقریر شروع کی:

”دختر رسولِ خدا! آپ کے بابا مومنین پر بہت مہربان، رحم و کرم کرنے والے
اور صاحبِ عطا و عطا تھے۔ وہ کافروں کے لیے ایک دردناک عذاب اور سخت ترین
قہر الہی تھے۔ آپ اگر ان کی نسبتوں پر غور کریں تو وہ تمام عورتوں میں صرف آپ
کے باپ تھے اور تمام چاہنے والوں میں صرف آپ کے شوہر کے چاہنے والے تھے
اور انہوں نے بھی ہر سخت مرحلہ پر نبی کا ساتھ دیا ہے۔ آپ کا دوست نیک بخت اور
سعید انسان کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور آپ کا دشمن بد بخت اور شقی کے علاوہ
کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔

آپ رسولِ اکرم کی پاکیزہ عمرت اور ان کے پسندیدہ افراد ہیں۔ آپ ہی

حضرات راہِ خیر میں ہمارے رہنما اور جنت کی طرف ہمارے لے جانے والے ہیں اور خود آپ اے تمام خواتین عالم میں منتخب اور خیر الانبیاء کی دختر۔ یقیناً اپنے کلام میں صادق اور کمالِ عقل میں سب پر مقدم ہیں۔ آپ کو نہ آپ کے حق سے روکا جاسکتا ہے اور نہ آپ کی صداقت کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

مگر خدا کی قسم! میں نے رسولِ اکرمؐ کی رائے سے عدول نہیں کیا ہے اور نہ کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر کیا ہے اور میرا کارواں قافلہ سے خیانت بھی نہیں کر سکتا ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور وہی گواہی کے لیے کافی ہے کہ میں نے خود رسولِ اکرمؐ سے سنا ہے کہ ہم گروہِ انبیاءؑ سونے چاندی اور خانہ و جائیداد کا وارث نہیں بناتے ہیں۔ ہماری وراثت کتاب، حکمت، علم اور نبوت ہے اور جو کچھ مالی دنیا ہم سے بچ جاتا ہے وہ ہمارے بعد ولی امر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہے۔

اور میں نے آپؐ کے تمام مطلوبہ اموال کو سامانِ جنگ کے لیے مخصوص کر دیا ہے جس کے ذریعہ مسلمان کفار سے جہاد کریں گے اور سرکش فاجروں سے مقابلہ کریں گے اور یہ کام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے کیا ہے۔ یہ تمہاری رائے نہیں ہے اور نہ میں نے ذاتی طور پر طے کیا ہے۔ یہ میرا ذاتی مال اور سرمایہ آپ کے لیے حاضر ہے اور آپ کی خدمت میں ہے جس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ اسے آپ کے مقابلہ میں ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

آپؐ تو اپنے باپ کی اُمت کی سردار ہیں اور اپنی اولاد کے لیے شجرہ طیبہ ہیں۔ آپؐ کے فضل و شرف کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور آپؐ کے اصل و فرع کو گرایا نہیں جاسکتا ہے۔ آپ کا حکم تو میری تمام املاک میں بھی نافذ ہے تو کیسے ممکن ہے کہ میں اس مسئلہ میں آپؐ کے بابا کی مخالفت کروں؟

فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، مَا كَانَ أَيْ رَسُولُ اللَّهِ عَنْ كِتَابِ
 اللَّهُ صَادِقًا، وَلَا لِأَحْكَامِهِ مُخَالِفًا، بَلْ كَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَهُ،
 وَيَقْفُو سُورَهُ، أَفْتَجْمَعُونَ إِلَى الْغَدْرِ إِعْتِلَالًا عَلَيْهِ
 بِالزُّورِ، وَهَذَا بَعْدَ وَفَاتِهِ شَبِيهٌ بِمَا بَغَى لَهُ مِنَ الْغَوَائِلِ
 فِي حَيَاتِهِ، هَذَا كِتَابُ اللَّهِ حُكْمًا عَدْلًا وَنَاطِقًا فَصْلًا:
 ﴿يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ وَيَقُولُ: هُوَ وَرِثَ
 سُلَيْمَانَ دَاوُدَ۔

وَبَيْنَ عَزَّوَجَلَّ قِيَا وَرَمَ مِنَ الْأَقْسَاطِ، وَشَرَمَ مِنَ
 الْفَرَائِضِ وَالْبَيِّنَاتِ، وَأَبَاةٍ مِنْ حِطِّ الذِّكْرَانِ
 وَالْإِنَاثِ، مَا آزَا بِهٖ عِلَّةُ السُّطْلَيْنِ وَأَزَالَ التَّظَنِّي
 وَالشُّبُهَاتِ فِي الْغَابِرَيْنِ، كَلَّا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ
 أَمْرًا، فَصَبْرٌ جَبِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔

(یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا:)

سبحان اللہ! نہ میرا باپ کتابِ خدا سے روکنے والا تھا اور نہ اس کے احکام کا
 مخالف تھا۔ وہ آثارِ قرآن کا اتباع کرتا تھا اور اس کے سوروں کے ساتھ چلتا تھا۔ کیا
 تم لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ اپنی غداری کا الزام اس کے سر ڈال دو۔ یہ ان کے انتقال
 کے بعد ایسی ہی سازش ہے جیسی کہ ان کی زندگی میں کی گئی تھی۔

دیکھو یہ کتاب ① خدا حاکم عادل اور قولِ فیصل ہے جو اعلان کر رہی ہے کہ

① مقصد یہ ہے کہ کتابِ خدا کے آگے کسی روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور میرا باپ کتابِ خدا کے خلاف
 کوئی بات نہیں کہہ سکتا ہے۔ لہذا یہ تقریر صرف ایک سیاسی چال اور جذباتی حربہ ہے جس کی دین الہی
 میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (جواوٹی)

”خدا یا وہ ولی دے دے جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب کا بھی وارث ہو“ —
 سلیمان و داؤد کے وارث ہوئے۔

خدائے عزوجل نے تمام حصے اور فرائض کے تمام احکام بیان کر دیے ہیں جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے حقوق کی بھی وضاحت کر دی ہے اور اس طرح تمام اہل باطل کے بہانوں کو باطل کر دیا ہے اور قیامت تک کے تمام شبہات اور خیالات کو ختم کر دیا ہے۔ یقیناً یہ تم لوگوں کے نفس نے ایک بات گڑھ لی ہے تو اب میں بھی صبر جمیل سے کام لے رہی ہوں اور اللہ ہی تمہارے بیانات کے بارے میں میرا مددگار ہے۔

فَقَالَ ابوبکر: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَتْ ابْنَتُهُ ،
 مَعْدِنُ الْحِكْمَةِ ، وَمَوْطِنُ الْهُدَى وَالرَّحْمَةِ ، وَرُكْنُ
 الدِّينِ ، وَعَيْنُ الْحُجَّةِ ، لَا أَبْعُدُ صَوَابِكَ وَلَا أَنْكِرُ
 خِطَابِكَ ، هَؤُلَاءِ الْمُسْلِمُونَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَلَدُونِي مَا
 تَقَلَّدْتُ ، وَبِاتِّفَاقٍ مِنْهُمْ أَخَذْتُ مَا أَخَذْتُ ، غَيْرُ مَكَابِرٍ
 وَلَا مُسْتَبِدِّ وَلَا مُسْتَأْثِرٍ ، وَهُمْ بِذَلِكَ شُهُودٌ ۔

(اس کے بعد ابو بکر نے پھر تقریر شروع کی:)

اللہ، رسول اور رسول کی بیٹی سب سچے ہیں۔ آپ حکمت کے معدن، ہدایت و رحمت کا مرکز، دین کے رکن، حجت خدا کا سرچشمہ ہیں۔ میں نہ آپ کے حرفِ راست کو دُور چھینک سکتا ہوں اور نہ آپ کے بیان کا انکار کر سکتا ہوں۔ مگر یہ ہمارے اور آپ کے سامنے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے مجھے خلافت کی ذمہ داری دی ہے اور میں نے ان کے اتفاق رائے سے یہ عہدہ سنبھالا ہے۔ اس میں نہ میری بڑائی شامل ہے نہ خود رائی اور نہ شوق حکومت۔ یہ سب میری اس بات کے گواہ ہیں۔

فالتفت فاطمة عليها السلام الى النساء، وقالت:

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ الْمُسْرِعَةِ إِلَى قَبِيلِ الْبَاطِلِ، الْبُغْضِيَّةِ
عَلَى الْفِعْلِ الْقَبِيحِ الْخَاسِرِ، أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ
عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مَا آسَأْتُمْ
مِنْ أَعْيَالِكُمْ، فَآخَذَ بِسَنَعِكُمْ وَأَبْصَارِكُمْ، وَلَيْسَ مَا
تَأْوَلْتُمْ، وَسَاءَ مَا بِهِ أَشْرَأْتُمْ، وَشَرَّ مَا مِنْهُ إِعْتَضْتُمْ،
لَتَجِدَنَّ وَاللَّهِ مَحْمِلَهُ ثَقِيلًا، وَغَبَهُ وَبَيْلًا، إِذَا كُشِفَ لَكُمْ
الْغِطَاءُ، وَبَانَ مَا وَرَأَاهُ الْقَرَّاءُ، وَبَدَا لَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مَا
لَمْ تَكُونُوا تَحْتَسِبُونَ، وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْبَاطِلُونَ۔

ثم عطفت على قبر النبي ﷺ، وقالت:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَهَنِبَتْهُ
لَوْ كُنْتُ شَاهِدَهَا لَمْ تَكْثِرِ الْخُطْبُ
إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقَدْ الْأَرْضِ وَأَبْلَهَا
وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدُهُمْ وَلَا تَغِبْ
وَكُلُّ أَهْلِ لَهُ قُرْبَى وَمَنْزِلُهُ
عِنْدَ الْإِلَهِ عَلَى الْأَدْنَى مُقْتَرِبُ
أَبَدْتُ رِجَالٍ لَنَا نَجْوَى صُدُورِهِمْ
لَنَا مَضِيَّتْ وَحَالَتْ دُونَكَ التُّرْبُ
تَجَهَّئْتُنَا رِجَالٍ وَاسْتُخِفَّ بِنَا
لَنَا فَقَدْتُ وَكُلُّ الْإِرْثِ مُغْتَسَبُ
وَكُنْتُ بَدْرًا وَنُورًا يُسْتَضَاءُ بِهِ
عَلَيْكَ تَنْزِيلُ مِنْ ذِي الْعِزَّةِ الْكُتُبُ

وَكَانَ جَبْرِيلُ بِالْآيَاتِ يُؤَنِّسُنَا
فَقَدْ فَقَدْتُ وَكُلَّ الْخَيْرِ مُحْتَجِبُ
فَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادِقُنَا
لَنَا مَضِيَّتْ وَحَالَتْ دُونَكَ الْكُتُبُ

ثم انكفأت ﷺ و امیر المؤمنین علیہ السلام يتوقع رجوعها
اليه و يتطلع طلوعها عليه ، فلما استقرت بها الدار،
قالت لامير المؤمنين عليهما السلام:

يَا بَنَ ابْنِ طَالِبٍ! اِسْتَمَلْتُ شَيْئَةَ الْجَنِينِ ، وَقَعَدْتُ
حُجْرَةَ الظَّنِّينِ، نَقَضْتُ قَادِمَةَ الْأَجْدَلِ، فَخَانَكَ رَيْشُ
الْأَعْزَلِ - هَذَا ابْنُ أَبِي قُحَاقَةَ يَبْتَرِئُ نِحْلَةَ أَبِي وَبُلَغَةَ
ابْنِي! لَقَدْ أَجْهَرَنِي خِصَامِي وَالْفَيْتَهُ الدَّقِي حَتَّى حَبَسْتَنِي
قَيْلَةً نَصْرَهَا وَالْبُهَا جِرَّةً وَصَلَهَا ، وَغَضَبْتُ الْجَبَاعَةَ دُونِ
طَرْفِهَا ، فَلَا دَافِعَ وَلَا مَانِعَ ، خَرَجْتُ كَاطِئَةً ، وَعُدْتُ
رَاغِبَةً أَضْرَعْتُ خَدَّكَ يَوْمَ أَضَعْتُ خَدَّكَ ، إِفْتَرَسْتُ
الدِّثَّابَ وَافْتَرَشْتُ التُّرَابَ، مَا كَفَفْتُ قَاتِلًا وَلَا أَغْنَيْتُ
بَاطِلًا وَلَا خِيَارِي، لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَنِيئَتِي وَدُونَ ذَلَّتِي،
عَذِيرِي اللَّهُ مِنْكَ عَادِيًا وَمِنْكَ حَاصِيًا -

وَيَلَايَ فِي كُلِّ شَارِقٍ ، وَيَلَايَ فِي كُلِّ غَارِبٍ، مَاتَ الْعَبْدُ
وَوَهْنَ الْعُضْدُ ، شَكُوْاىَ إِلَى أَبِي وَعَدُوْاىَ إِلَى رَبِّي ، اَللّهُمَّ
إِنَّكَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَحَوْلًا ، وَأَشَدُّ بَأْسًا وَتَنْكِيلًا -
(جسے سن کر جنابِ قاطمہ نے عورتوں کی طرف رخ کر کے فرمایا:)

اے کروہِ مسلمین! جو حرفِ باطل ① کی طرف تیزی سے سبقت کرنے والے اور فعلِ قبیح پر چشم پوشی کرنے والے ہو۔ کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے ہو اور کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ یقیناً تمہارے اعمال نے تمہارے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے اور تمہاری سماعت و بصارت کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ تم نے بدترین تاویل سے کام لیا ہے۔

اور بدترین راستہ کی نشاندہی کی ہے اور بدترین معاوضہ پر سودا کیا ہے۔ عنقریب تم اس بوجھ کی سنگینی کا احساس کرو گے اور اس کے انجام کو بہت دردناک پاؤ گے۔ جب پردے اٹھا دیے جائیں گے اور پس پردہ کے نقصانات سامنے آجائیں گے اور خدا کی طرف سے وہ چیزیں سامنے آجائیں گی جن کا تمہیں وہم و گمان بھی نہیں ہے اور اہل باطل خسارہ کو برداشت کریں گے۔
(اس کے بعد قبر پیغمبر کا رخ کر کے فریاد کی:)

بابا! آپ کے بعد بڑی نئی نئی خبریں اور مصیبتیں سامنے آئیں کہ اگر آپ سامنے ہوتے تو مصائب کی یہ کثرت نہ ہوتی۔ ہم نے آپ کو ویسے ہی کھو دیا جیسے زمین ابرکرم سے محروم ہو جائے۔ اور اب آپ کی قوم بالکل ہی منحرف ہو گئی ہے۔ ذرا آپ آکر دیکھ تو لیں۔ دنیا کا جو خاندان بھی خدا کی بارگاہ میں قرب و منزلت رکھتا ہے وہ دوسروں کی نگاہ میں بھی محترم ہوتا ہے۔ مگر ہمارا کوئی احترام نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے اپنے دل کے کیوں کا اس وقت اظہار کیا جب آپ دنیا سے چلے گئے اور میرے اور آپ کے درمیان خاک قبر حائل ہو گئی۔

① مقصد یہ ہے کہ حاکمِ وقت قرآن مجید کے احکام کو پامال کرنے میں تمہارا حوالہ دے رہا ہے اور تم اس قدر خوف زدہ یا بے غیرت ہو کہ اس انتقام کا جواب بھی نہیں دیتے ہو اور اپنے لیے ابدی ذلت و رسوائی کو برداشت کر رہے ہو۔ (جوادی)

لوگوں نے ہمارے اوپر ہجوم کر لیا اور آپ کے بعد ہم کو بے قدر و قیمت سمجھ کر ہماری میرٹ کو ہضم کر لیا۔

آپ کی حیثیت ایک بدر کامل اور نور مجسم کی تھی جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور اس پر رب العزت کے پیغامات نازل ہوتے تھے۔

جبرئیل آیات الہی سے ہمارے سامان انس فراہم کرتے تھے مگر آپ کیا گئے کہ ساری نیکیاں پس پردہ چلی گئیں۔ کاش مجھے آپ سے پہلے موت آگئی ہوتی اور میں آپ کے اور میرے درمیان خاک کے حائل ہونے سے پہلے مر گئی ہوتی۔

اس کے بعد آپ گھر واپس آ گئیں جہاں امیر المومنین آپ کا انتظار کر رہے تھے اور حالات معلوم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ لیکن آپ نے گھر میں داخل ہوتے ہی فریاد شروع کر دی:

”یا ابن ابی طالب! آپ تو گھر میں پس پردہ رہ گئے اور خوفِ تہمت^① سے بیٹھ گئے حالانکہ آپ نے بڑے بڑے شایہوں کے بال و پر توڑ دیے ہیں تو آپ کے لیے ان کمزوروں کے بال و پر کی کیا حیثیت تھی؟

دیکھیے الوقافہ کا فرزند میرے باپ کے عطیہ اور میرے بچوں کے وسائلِ حیات کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کھل کر مجھ سے جھگڑا کیا ہے اور میں نے اسے گتھگو میں بدترین دشمن پایا ہے یہاں تک کہ انصار نے بھی اپنی مدد کو روک لیا ہے

① ظاہر ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ کی میراث کی وارث تھا جنابِ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ لہذا اگر امیر المومنین نے کچھ بھی دخل دیا ہوتا تو فوراً حرمِ دولت کا الزام لگادیا جاتا۔ لہذا آپ کا پس پردہ رہنا ضروری تھا اور معصومہ عالم بھی اس طریقہ کار پر اعتراض نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ آپ کی فریاد کا مقصد یہ ہے کہ اس قوم نے آپ کی احتیاط کی قدر نہیں کی بلکہ اسے میری بیجاری اور آپ کی کمزوری کی نشانی بنا لیا ہے۔ لہذا آپ اب اپنی طاقت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ (جوادی)

اور مہاجرین نے بھی تعلقات توڑ لیے ہیں اور ساری قوم نے میری طرف سے چشم پوشی کر لی ہے۔ اب نہ کوئی دفاع کرنے والا ہے اور نہ کوئی روکنے والا ہے۔ میں بڑے صبر و ضبط کے ساتھ گھر سے نکل تھی لیکن بغیر کسی نتیجہ کے واپس آ گئی۔

آپؐ نے اپنی شمشیر کو نیام میں رکھ لیا تو گویا ہر ذلت کو برداشت کر لیا۔ بڑے بڑے بھیڑیوں کو ناک کر دیا اور اب خاک پر بیٹھ گئے۔ نہ کسی بولنے والے کو روکتے ہیں اور نہ باطل پرستوں کو ہٹاتے ہیں اور خود میرے پاس بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔ اے کاش! میں اس مصیبت اور ذلت کو دیکھنے سے پہلے مر گئی ہوتی۔ اللہ میرے اس کلام کو معاف کر دے کہ آپؐ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

میرے حال پر افسوس ہے ہر صبح اور ہر شام۔ میرا سہارا چلا گیا۔ میرا بازو کمزور ہو گیا۔ اب میری فریاد میرے بابا کی خدمت میں ہے اور میرا تقاضا نصرت بھی میرے پروردگار سے ہے۔ خدایا تو ان ظالموں سے زیادہ قوت و طاقت کا مالک ہے اور تو شدید عذاب کرنے والا ہے۔

فَقَالَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا وَبَيْلَ لَكَ، بَلِ الْوَيْلُ لِسَانِيكَ، نَهْنِهْنِي عَنْ وُجْدِكَ، يَا ابْنَةَ الصَّفْوَةِ وَبَقِيَّةَ النَّبُوَّةِ، فَمَا وَبَيْتُ عَنْ دِينِي، وَلَا أَخْطَأْتُ مَقْدُورِي، فَإِنْ كُنْتُ تُرِيدِينَ الْبُلْغَةَ فِرْزُكَ مَضْمُونٌ، كَيْفِيْنِكَ مَا مُؤُونٌ، وَمَا أَعْدَلَكَ أَفْضَلُ مِمَّا قَطِعَ عَنْكَ فَأَنْسِبِي اللَّهَ۔
فَقَالَتْ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَأَمْسَكَت۔

(یہ سن کر امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:)

دختر پیغمبر! ویل تمہارے لیے نہیں ہے تمہارے دشمنوں کے لیے ہے۔ اپنے غصہ کو روک لیجیے۔ آپؐ اپنے عتبار کائنات کی بیٹی اور نبوت کی یادگار ہیں۔ میں نے

دین میں کوئی سستی نہیں کی اور اپنے امکان بھر کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اگر آپ سامان معیشت چاہتی ہیں تو آپ کے رزق کا ذمہ دار پروردگار ہے اور آپ کا ذمہ دار امین ہے اور پروردگار نے جو اجر آپ کے لیے فراہم کیا ہے وہ اس مالی دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس سے آپ کو محروم کیا گیا ہے۔ آپ خدا کے لیے صبر کیجیے۔
(جسے سن کر آپ نے فرمایا: یقیناً میرے لیے میرا خدا کافی ہے)

بیماری میں مہاجرین و انصار کی عورتوں کے درمیان خطبہ

قال سويد بن غفلة: لما مرضت فاطمة عليها السلام البرضة التي توفيت فيها ، دخلت عليها نساء المهاجرين والانصار يبعدها ، فقلن لها: كيف أصبحت من عتلك يا ابنة رسول الله؟

فحمدت الله وصَلَّتْ على أبيها ، ثم قالت:

أَصْبَحْتُ وَاللَّهِ عَائِقَةً لِدُنْيَا كُنْ ، قَالِيَةً لِرِجَالِكُنْ ،
لَفَقْتُهُمْ بَعْدَ أَنْ عَجَمْتُهُمْ ، وَسَمِيتُهُمْ بَعْدَ أَنْ سَلَّوْهُمْ ،
فَقُبِحًا لِقُلُولِ الْحَدِّ وَاللَّغَبِ بَعْدَ الْجِدِّ ، وَقَرَعِ الصَّفَاةِ
وَصَدْعِ الْقِنَاةِ ، وَخَطَلِ الْأَرَاءِ وَزَلَلِ الْأَهْوَاءِ ، وَبَنَسَ مَا
قَدَّامَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ، وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خَالِدُونَ ، لِأَجْرَمَ لَقَدْ قَلَّدْتُهُمْ رَبَّقْتُهَا وَحَمَلْتُهُمْ
أَدَقْتُهَا ، وَشَتَنْتُ عَلَيْهِمْ عَارَتُهَا ، فَجِدْعًا وَعَقْرًا وَبُعْدًا
لِلْقَوْمِ الطَّالِبِينَ۔

وَيَحْتُمُّ أُنَى زَحْزَحُوهَا عَنْ رَوَايِ الرِّسَالَةِ وَقَوَاعِدِ

التُّبُوَّةَ وَالِدِلَالَةَ ، وَمَهِيْطَ الرُّوحِ الْأَمِيْنِ وَالطَّيْبِيْنَ
بِأُمُورِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ،
وَمَا الَّذِي نَقَبُوا مِنْ آيِ الْحُسْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، نَقَبُوا
وَاللَّهِ مِنْهُ نَكِيرٌ سَفِيْهُ ، وَقَلَّةٌ مُبَالَاغَةٍ لِحَتْفِهِ ، وَشِدَّةٌ
وَطَائِفَةٌ ، وَنَكَالٌ وَقَعْتِهِ ، وَتَشْتَرُكَ فِي ذَاتِ اللَّهِ -

وَتَاللَّهِ لَوْ مَالُوا عَنِ الْمَحَجَّةِ اللَّائِحَةِ ، وَزَالُوا عَنْ قُبُولِ
الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ لَرَدَّاهُمْ إِلَيْهَا وَصَلَّاهُمْ عَلَيْهَا ، وَسَارَ
بِهِمْ سَيْراً سَجْحاً ، لَا يَكَلِّمُ خُشَّاشُهُ ، وَلَا يَكِلُّ سَائِرُهُ ،
وَلَا يَمِلُّ رَاكِبُهُ ، وَلَا وَرَدَهُمْ مِنْهُلَا نَبِيْراً صَافِياً رَوِيّاً ،
تَقْفَحُ ضِفَّتَاهُ وَلَا يَتَرْتَقِ جَانِبَاهُ ، وَلَا صَدْرُهُمْ بِطَاناً وَنَصَحَ
لَهُمْ سِرّاً وَأَعْلَاناً -

وَلَمْ يَكُنْ يَتَحَلَّى مِنَ الدُّنْيَا بِطَائِلٍ ، وَلَا يَخْطِي مِنْهَا
بِنَائِلٍ ، غَيْرَ رَقِي النَّاهِلِ وَشَبَعَةِ الْكَافِلِ ، وَلَبَّانَ لَهُمُ
الرَّاهِدُ مِنَ الرَّاغِبِ وَالضَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ -

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ
مِّنَ السَّمَاءِ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُعَذِّبُهُمُ سَيِّئَاتُ
مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ -

أَلَا هَلُمَّ فَاسْتَعْمُ ، وَمَا عِشْتَ أَرَاكَ الدَّهْرَ عَجَباً ، وَإِنْ
تَعَجَّبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ، لَيْتَ شِعْرِي إِلَى آتِي سِنَادٍ
اسْتَدَدُوا ، وَإِلَى آتِي عِنَادٍ اعْتَدُوا ، وَبِأَيِّهِ عُرِدُوا
تَسَكُّوْا ، وَعَلَى آتِهِ ذُرِّيَّةٌ أَقْدَمُوا وَاحْتَنَكُوا؟ لَيْسَ

الْمَوَلَى وَلَيْسَ الْعَشِيرُ، وَيَسَّ لِلطَّالِبِينَ بَدَلًا۔
 اسْتَبْدَلُوا وَاللَّهِ الذَّنَابُ بِالْقَوَادِمِ، وَالْعَجَزُ بِالْكَاهِلِ،
 فَرَأَى لِمَعَاطِسٍ قَوْمٌ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ مُنْعًا، أَلَا
 إِنَّهُمْ هُمُ الْفُسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ، وَيَحْتَمُّ أَمَّنْ
 يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ
 يَهْدِي، فَبَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔

أَمَّا لَعْنَتِي لَقَدْ لَقَحْتُ، فَانْظُرُوا رَيْثَنَا تُنْتِجُ ثُمَّ احْتَلِبُوا
 مِلًّا الْقَعْبِ دَمًا، عَيْطًا وَذِعَافًا مُبِيدًا، هُنَالِكَ يَحْسَرُ
 الْمُبْطِلُونَ وَيَعْرِفُ الثَّالُونَ غَيْبَ مَا آسَسَ الْآوِلُونَ، ثُمَّ
 طَبِئُوا عَنْ دُنْيَاكُمْ أَنْفُسًا وَاطْمَئِنُّوا لِلْفِتْنَةِ جَاشًا،
 وَأَبْشِرُوا، بِسَيْفٍ صَارِمٍ وَسُطُورٍ مَعْتَدٍ غَاشِمٍ، وَبِهَرَجٍ
 شَامِلٍ، وَاسْتَبْدَادٍ مِنَ الطَّالِبِينَ، يَدْعُ فَيَنْكُمُ زَهِيدًا،
 وَجَمْعَكُمْ حَصِيدًا، فَيَا حَصَنَاتَا لَكُمْ، وَأَيُّ بَكْمٍ وَقَدْ عَمِيَتْ
 عَلَيْكُمْ، أَنْتُمْ مَكْنُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ۔

سویہ بن غفلہ کا بیان ہے کہ جناب فاطمہؑ کے مرض الموت میں انصار و
 مہاجرین کی عورتوں کی ایک جماعت آپؑ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی اور آپؑ
 سے دریافت کر لیا کہ بنت رسولؐ! آپؑ کا مزاج کیسا ہے؟ تو آپؑ نے حمد پروردگار
 کے بعد صلوات پڑھی اور پھر صورتِ حال کی یوں وضاحت شروع کی:

”خدا کی قسم! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں تمہاری دنیا سے بیزار
 اور تمہارے مردوں سے ناراض ہوں۔ میں نے لوگوں کو برداشت کرنے کے بعد
 دُور کر دیا ہے اور انہیں پرکھنے کے بعد ان سے ناراض ہو گئی ہوں۔ حیف ہے کہ شمشیر

اس طرح کند ہو جائے اور سنجیدگی کے بعد یہ تماشے شروع ہو جائیں۔ سر پتھر سے ٹکرائے جائیں، نیزے شکافتہ ہو جائیں، ٹکریں بہک جائیں اور خیالات میں لغزش پیدا ہو جائے۔ ان لوگوں نے بہت بڑا انتظام آخرت کے لیے کیا ہے کہ خدا کو ناراض کیا ہے اور یہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔ یقیناً یہ ذمہ داری ان کی گردن پر ہے اور یہ بوجھ ان کے کاندھے پر ہے۔ اس کا عار انہی کے سر ہے۔ اب تو اُونٹ کی ناک کٹ چکی ہے۔ اور وہ زخمی ہو چکا ہے اور اب ظالمین کے لیے صرف ہلاکت ہے۔ حیف! کس طرح ان لوگوں نے خلافت کو مرکز رسالت، قواعد نبوت و رہنمائی، محلِ نزولِ روح الامین اور منزلِ واقفین امور دنیا و آخرت سے دُور کر دیا ہے۔

آبادہ ہو جاؤ کہ یہی کھلا ہوا خسارہ ہے۔ آخر ان لوگوں کو ابوالحسنؑ کی کون سی بات غلط محسوس ہوئی۔ یقیناً یہ لوگ ان کی تلوار کی کاٹ اور موت کے مقابلے میں ان کی بے خوفی اور میدانوں میں ان کے شدید حملوں اور ان کی سخت سزاؤں اور راہِ خدا میں ان کے غیظ و غضب سے ناراض ہیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ روشن راستہ سے ہٹ جاتے اور واضح دلیل کو قبول کرنے سے کنارہ کش ہو جاتے تو وہ یقیناً انہیں واپس لے آتے اور بات منوا لیتے اور نرمی کے ساتھ راستے پر چلا تے کہ نہ اُونٹ زخمی ہوتے، نہ مسافر کو زحمت ہوتی، نہ سوار خستہ حال ہوتا بلکہ انہیں صاف و شفاف چشمہ پر وارد کر دیتے۔ جس کے کنارے چھلک رہے ہوں اور اطراف میں کوئی کثافت نہ ہو۔ وہاں یہ سب کو سیراب کر کے باہر لاتے اور خفیہ و علانیہ نصیحت کرتے۔

وہ خلافت حاصل کر لیتے تو نہ دنیا کا کوئی فائدہ حاصل کرتے اور نہ کسی عطیہ کو اپنے لیے مخصوص کرتے علاوہ اس کے کہ صرف پیاس بجھانے اور حکم سیر کرنے بھر کا سامان لے لیتے۔ ان کا زہد دنیا پرستوں سے نمایاں ہوتا اور لوگ سچے اور جھوٹے کو محسوس کر لیتے۔

”اگر اہل قریہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے لیے آسمان و زمین کی برکتوں کے راستے کھول دیتے۔ لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی گرفت کر لی اور جو ان میں سے ظلم ہیں عنقریب ان تک ان کے اعمال کی بُرائیاں پہنچ جائیں گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہیں۔“

آگاہ ہو جاؤ، آؤ اور سنو اور جب تک زندہ رہو گے دنیا کے عجائبات دیکھتے رہو گے اور سب سے زیادہ عجیب تو ان کے اقوال ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں نے کس مدد کا سہارا لیا ہے اور کس ستون پر بھروسہ کیا ہے۔ یہ کس دستہ سے وابستہ ہیں اور کس ذریت پر ظلم کر کے تسلط پیدا کیا ہے۔ یقیناً یہ بدترین رہبر اور بدترین قوم ہے اور ظالم کو اسی طرح بدترین بدل نصیب ہوتا ہے۔

خدا کی قسم! ان لوگوں نے سربراہ آوردہ افراد کے بدلے پست اقوام کو لیا ہے اور پشت کے بجائے دُم پر ہاتھ رکھا ہے۔ ذلت اس قوم کا حصہ ہے جس کا خیال یہ ہے کہ وہ بہترین اعمال انجام دے رہی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ مفسد ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انھیں اپنے فساد کا شعور تک نہیں ہے۔ وائے بر حال قوم۔ کیا حق کی ہدایت کرنے والا پیروی کا زیادہ حقدار ہوتا ہے یا وہ جو خود دوسرے کی ہدایت کا محتاج ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔

میری جان کی قسم! فساد کا بیج بو دیا گیا ہے۔ اب نتیجہ کے وقت کا انتظار کرو اور اس کے بعد پیالہ بھر بھر کر گاڑھا خون اور مہلک زہر حاصل کرو گے۔ اس وقت اہل باطل کو خسارہ کا احساس ہوگا اور بعد والوں کو معلوم ہوگا کہ پہلے والوں نے کیا بنیادیں قائم کی ہیں۔ جاؤ اپنی دنیا میں عیش کرو اور اپنے دل کو قہقروں سے مطمئن کرو اور بشارت حاصل کرو کہ عنقریب کاٹنے والی تلوار اور بدترین ظالم کے حملے، ہمہ گیر

ہرج ومرج اور ستم گروں کا ستم سامنے آنے والا ہے جو تمہارے حصہ کو مختصر کر دے گا اور تمہاری جماعت کو کاٹ کر پھینک دے گا۔ اس وقت تمہارے واسطے حسرت کا موقع ہوگا کہ تمہارا انجام کیا ہوگا اور تمہیں اس کی خبر بھی نہیں ہے۔ کیا ہم تمہیں زبردستی اُس بات پر آمادہ کر سکتے ہیں جسے تم پسند نہیں کرتے ہو۔

قال سويد بن غفلة: فأعادت النساء قولها ﷺ على رجالهن، فجاء اليها قوم من المهاجرين والانصار معتذرين، وقالوا: يا سيدة النساء لو كان أبو الحسن ذكر لنا هذا الامر قبل أن يبرم العهد ويحكم العقد لما عدلنا عنه الى غيره۔

فَقَالَتْ ﷺ: اَلَيْكُم عَنِّي، فَلَا عُدْرَ بَعْدَ تَعْدِيرِكُمْ، وَلَا اَمْرَ بَعْدَ تَقْصِيرِكُمْ۔

سويد بن غفلة کا بیان ہے کہ عورتوں نے اس پیغام کو مردوں تک پہنچایا تو مهاجرین و انصار کی ایک جماعت معذرت کے لیے حاضر ہو گئی اور کہنے لگی: سیدۃ النساء! اگر ابوالحسن نے بیعت تمام ہونے اور عہد کے پختہ ہونے سے پہلے ان باتوں کا ذکر کر دیا ہوتا تو ہم انہیں چھوڑ کر کسی طرف نہ جاتے۔ مگر..... تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ دُور ہو جاؤ۔

اب اتمام حجت کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے اور تقصیر کے بعد کوئی مسئلہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔

غاصبین حق علی سے آپ کا خطاب

روی أن بعد رحلة النبي ﷺ إلى مكة ثم وغضب ولاية وصيته،

احتزم عمر بازارہ وجعل يطوف بالمدينة وينادي: ان
 ابابكر قد بويع له، فهلتوا الى البيعة، فينثال الناس
 فيبايعون، حتى اذا مضت ايام اقبل في جمع كثير الى
 منزل علي عليه السلام فطالبه بالخروج، فاني، فدعا عمر بحطب
 ونار وقال: والذى نفس عمر بيده ليخرجن أولا
 حرقنه على مافيه - الى ان قال: وخرجت فاطمة بنت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اليهم، فوقفت على الباب ثم قالت:
 لَاعْهَدِلْ بِقَوْمٍ اَسْوَاءَ مَخْضٍ مِنْكُمْ، تَرَكْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ
 جَنَازَةً بَيْنَ اَيْدِيْنَا، وَقَطَعْتُمْ اَمْرَكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَلَمْ
 تُؤْمَرُوْنَا وَلَمْ تَرَوْا لَنَا حَقًّا، كَاَنْكُمْ لَمْ تَعْلَمُوْا مَا قَالَ
 يَوْمَ غَدِيْرِ خُتَمٍ -

وَاللَّهِ لَقَدْ عَقَدَ لَهُ يَوْمَئِذٍ الْوَلَاءَ لِيَقْطَعَ مِنْكُمْ بِذَلِكَ مِنْهَا
 الرَّجَاءَ، وَلَكِنْ كُنْتُمْ قَطَعْتُمْ الْاَسْبَابَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ،
 وَاللَّهِ حَسِيبٌ يَبْنِنَا وَبَيْنَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ -

روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے انتقال اور مہی رسول کے حق
 ولایت کے غصب ہو جانے کے بعد عمر کمر سے تلوار لگائے مدینہ کی گلیوں میں آواز
 لگا رہا تھا کہ ابوبکر کی بیعت ہو چکی ہے۔ اب سب لوگ آکر بیعت کر لیں۔ چنانچہ
 لوگ بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ چند روز گزر گئے تو ایک جماعت کو
 لے کر حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر پہنچ گئے اور ان سے باہر نکلنے کا مطالبہ کیا۔
 آپ نے انکار کر دیا تو عمر نے آگ اور لکڑی منگوا کر کہا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ
 میں عمر کی جان ہے کہ اگر باہر نہ نکلیں گے تو گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔

جس کے بعد جنابِ فاطمہؑ نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر فریاد کی:
 ”میں کسی قوم کو نہیں جانتی ہوں جس کا برتاؤ تم سے بدتر ہو۔ تم نے رسولِ اکرمؐ کے
 جنازہ کو ہمارے گھر میں چھوڑ دیا اور اپنے معاملات طے کرنے میں لگ گئے۔ نہ تم
 نے ہماری حکومت تسلیم کی اور نہ ہمارے حق کا خیال کیا۔ جیسے تمہیں خبر ہی نہیں کہ
 رسولِ اکرمؐ نے روزِ غدیر کیا فرمایا تھا۔

خدا کی قسم! پیغمبرؐ نے اسی دن ولایت کا فیصلہ علیؑ کے حق میں کر دیا تھا تاکہ
 تمہاری اُمیدوں کو منقطع کر دیں لیکن تم نے اپنے اور نبیؐ کے رشتے کو بھی توڑ دیا تو
 اب اللہ ہی ہمارے تمہارے درمیان دنیا و آخرت کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

□□□